تفسیر محمود

جلد سوم

سورہ نمل تا سورہ ناس

افادات:
فقیہ ملت مفکر اسلام حضرت مفتی محمود
شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔

ترجمہ:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد سعید [illegible]

جمعیت پبلی کیشنز اردو بازار لاہور فون : 042-37361339
E-Mail: [illegible]@gmail.com

Tafseere Mahmood
by
Maulana Mufti Mahmood
ISB No: 969-8793-57-7

ضابطہ

نام کتاب : تفسیر محمود (جلد سوم)

افادات : مولانا مفتی محمودؒ

اشاعت اوّل : جولائی ۲۰۰۶ء

اشاعت چہارم : مارچ ۲۰۱۱ء

سرورق : جمیل حسین

ناشر : محمد ریاض درانی

کمپوزنگ : اشتیاق حسین

مطبع : اشتیاق اے مشتاق پرنٹنگ پریس

باہتمام : محمد بلال درانی

قانونی مشیر : سید طارق ہمدانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

زیر سرپرستی : مفتی محمود اکیڈمی پاکستان

ضبط و املاء

مولانا محمد یوسف خان استاذ الحدیث (جامعہ اشرفیہ لاہور)

مولانا حفیظ الرحمٰن بن مولانا عبدالرشید بتول

مرتبین

مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان گورمانی (جامعہ فتاح العلوم گوجرانوالہ)

مولانا عبدالرحمٰن (خطیب جامع مسجد عالی موڑ سمن آباد لاہور)

پروفیسر احمد علی شاکر (پرنسپل گورنمنٹ کالج قصور)

حافظ محمد ریاض درانی (خطیب جامع مسجد پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ لاہور)

تصحیح

قاری محمد یوسف احرار

رجسٹرڈ پروف ریڈر، حکومت پنجاب

مولانا محمد عارف

استاذ جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فہرست

رکوعاتہا ۷ سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ آیاتہا ۹۳

رکوع ۷ سورۂ نمل مکی ہے آیتیں ۹۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝۱ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲

یہ آیتیں ہیں قرآن کی اور کتاب روشن کی ۔ ایمان والوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہیں

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۳

جو نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے اعمال ان کے لئے اچھے کر دکھائے ہیں سو وہ بھٹکتے پھرتے ہیں ۔ یہی ہیں

الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝۵ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى

جنہیں برا عذاب ہوگا اور وہ آخرت میں سب سے زیادہ خسارہ میں ہوں گے ۔ اور آپ کو یہ

الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝۶ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ

قرآن حکمت والے علم والے کی طرف سے دیا جاتا ہے ۔ جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے میں ابھی

مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝۷ فَلَمَّا جَاۗءَهَا نُوْدِيَ

وہاں سے تمہارے پاس کوئی خبر لاتا ہوں یا کوئی انگارا سلگا کر لاتا ہوں تاکہ تم تاپو ۔ پھر جب موسیٰ وہاں آئے تو آواز آئی کہ

اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۸ يٰمُوْسٰٓى

جو آگ میں ہے اور اس کے پاس ہے وہ بابرکت ہے اور اللہ پاک ہے جو تمام جہان کا رب ہے ۔ اے موسیٰ

اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ

میں ہی اللہ ہوں زبردست حکمت والا ۔ اور اپنی لاٹھی ڈال دے ۔ پھر جب اسے دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح حرکت کر رہی ہے

وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۱۰

تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا ۔ اے موسیٰ ڈرو مت ۔ کیونکہ میرے حضور میں رسول نہیں ڈرا کرتے

إِلَّا مَن ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوٓءٍ فَإِنِّى غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَأَدْخِلْ

مگر جس نے ظلم کیا پھر برائی کے بعد اسے نیکی سے بدل دیا ہو تو میں بخشنے والا مہربان ہوں۔ اور اپنا ہاتھ اپنے

يَدَكَ فِى جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوٓءٍ فِى تِسْعِ ءَايَٰتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِۦٓ

گریبان میں ڈال اسے وہ سفید بے عیب نکلے گا یہ دونوں ان نو معجزات میں سے ہیں فرعون اور اس کی قوم کی طرف لے کر جا

إِنَّهُمْ كَانُوا۟ قَوْمًا فَٰسِقِينَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ ءَايَٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا۟ هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝

کیونکہ وہ بدکار لوگ ہیں پھر جب ان کے پاس ہماری کھلی نشانیاں پہنچیں تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے

وَجَحَدُوا۟ بِهَا وَٱسْتَيْقَنَتْهَآ أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ

اور انہوں نے ان کا ظلم اور تکبر سے انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے پھر دیکھ فسادیوں کا انجام

ٱلْمُفْسِدِينَ ۝

کیسا ہوا۔

افادات محمود:

اس سورت کی ابتدائی آیتیں سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات سے بہت مشابہت رکھتی ہیں۔ کیونکہ وہاں حقانیت قرآن کریم، اقامت صلوٰۃ اور ایمان والوں کا ذکر تھا۔ اسی طرح یہاں بھی تینوں چیزوں کا ذکر ہے۔

بِشِهَابٍ قَبَسٍ الخ انگارہ سلگا ہوا۔ پہلے انگارہ ہوتا ہے پھر اسے سلگا کر اس سے آگ روشن کی جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ سورۂ طٰہٰ کی تفسیر میں گزر چکا ہے۔ يٰمُوسٰٓى إِنَّهٗٓ أَنَا اللّٰهُ۔ إِنَّهٗ میں جو ضمیر ہے یہ ضمیر شان ہے یعنی اے موسیٰ شان یہ ہے کہ میں ہی وہ اللہ ہوں جو تم سے ہم کلام ہوا ہوں۔ كَأَنَّهَا جَآنٌّ لغت عربی میں جان اس چھوٹے سے سانپ کو کہتے ہیں جو بہت زیادہ تیز چلتا ہے اور ثعبان اس بڑے جسامت والے سانپ کو کہتے ہیں جو بھاری پن کی وجہ سے تیز نہ چل سکتا ہو۔ یہاں عصائے موسیٰ پر ان دونوں متضاد صفات کا اطلاق ہوا ہے اور یہی اعجاز و معجزہ ہے کہ جسامت میں وہ اژدھا تھا اور سرعت حرکت و سبک رفتاری میں چھوٹے سانپوں سے زیادہ تیز تھا۔ ورنہ عام طور پر بڑے سانپ تیز نہیں چل سکتے اور سانپ کو جان اس وجہ سے کہتے ہیں کہ جنات اکثر جب بھی غیر شکل میں متشکل ہوتے ہیں تو سانپ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا اور کہنے لگے اللہ کا شکر ہے جس نے

فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٥﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا

ہم کو بہت سے ایمان دار بندوں پر فضیلت دی ○ اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا اور کہا اے

النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ

لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہمیں ہر قسم کے سازوسامان دیے گئے ہیں بے شک یہ صریح

الْمُبِيْنُ ﴿١٦﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٧﴾

فضیلت ہے ○ اور سلیمان کے پاس اس کے لشکر جن اور انسان اور پرندے جمع کیے جاتے پھر ان کی جماعتیں بنائی جاتیں

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ

یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے میدان پر پہنچے ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو اپنے گھروں میں گھس جاؤ

لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ

تمہیں سلیمان اور اس کی فوجیں روند نہ ڈالیں اور انہیں خبر بھی نہ ہو ○ پھر اس کی بات سے مسکرا کے

قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ

ہنس پڑا اور کہا اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیرے احسان کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا

وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩﴾ وَتَفَقَّدَ

اور یہ کہ میں نیک کام کروں جو تو پسند کرے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کر لے ○ اور پرندوں کی

الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَاۤ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿٢٠﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ

حاضری لی تو کہا کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا کیا وہ کہیں غائب ہے ○ میں اسے سخت

عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ

سزا دوں گا یا اسے ذبح کر دوں گا یا وہ میرے پاس کوئی صاف دلیل بیان کرے ○ پھر تھوڑی دیر کے بعد ہدہد حاضر ہوا

فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿٢٢﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ

اور کہا کہ میں حضور کے پاس وہ خبر لایا ہوں جو حضور کو معلوم نہیں اور سبا سے آپ کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں ○ میں نے ایک

امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا

عورت کو پایا جو ان پر بادشاہی کرتی ہے اور اسے ہر چیز دی گئی ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے ۔ میں نے پایا اسے اور اس کی قوم کو

يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ

اللہ کے سوا سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو انہیں آراستہ کر دکھایا ہے سو انہیں راستے سے

عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي

روک دیا ہے سو وہ راہ پر نہیں چلتے ۔ اللہ تعالیٰ کو کیوں نہ سجدہ کریں جو آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿٢٥﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا

چیزوں کو ظاہر کرتا ہے اور جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو سب کو جانتا ہے ۔ اللہ ہی ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی

هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿٢٦﴾ قَالَ سَنَنظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾

معبود نہیں ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے ۔ کہا ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے ۔

اذْهَب بِّكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ

میرا یہ خط لے جا اور ان کی طرف ڈال دے پھر ان کے پاس سے واپس آ جا پھر دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں ۔ کہنے لگی

يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ﴿٢٩﴾ إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ

اے دربار والو میرے پاس ایک معزز خط ڈالا گیا ہے ۔ وہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں

الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿٣٠﴾ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿٣١﴾

جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔ میرے سامنے تکبر نہ کرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلی آؤ ۔

افادات محمود:

عُلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ حضرات انبیاء علیہم السلام کو جو معجزے دیئے جاتے تھے وہ ممکنات میں سے ہوتے تھے۔ محال نہیں ہوتے تھے۔

معجزہ کی تعریف

کوئی امر جو خرق عادت ہو اور مباشرت اسباب کے بغیر اس کا ظہور ہو۔ یہ ظہور اگر ایسے شخص کے ہاتھ پر ہو جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو اور اپنی نبوت دلائل و براہین سے مبرہن کی ہو تو معجزہ ہے۔ اور اگر امر خرق عادت کا ظہور

ایسے شخص کے ہاتھ پر ہو جو نبی نہ ہو لیکن نبی کا سچا اور پکا پیروکار ہو تو یہ کرامت ہے۔ جیسے حضرت فاروق اعظمؓ اور بہت سے صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کے ہاتھوں کرامات کا ظہور ہوا ہے اور اگر امر خرقِ عادت کا ظہور کسی کافر و فاجر کے ہاتھ پر ہو تو وہ استدراج ہے اور ڈھیل ہے جیسے دجال کے متعلق احادیث میں آیا ہے کہ وہ ۴۰ دن میں پوری دنیا کو چھان مارے گا۔ لوگوں کو مار کر زندہ کرے گا وغیرہ وغیرہ۔ الغرض حضرت سلیمانؑ کو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی بولی سمجھادی تھی۔ کیونکہ تمام جانور آپس میں ایک دوسرے سے اپنی اپنی زبانوں میں باتیں کرتے ہیں اور صاف نظر آ رہا ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھ رہے ہیں۔ کبھی اڑ کر چلے جاتے ہیں۔ کبھی دانہ چگنا شروع کر دیتے ہیں۔ بچوں کو کھلانے کے لیے اور طرح کی آواز نکالتے ہیں۔ خطرے سے آگاہ کرنے کے لیے اور طرح کی آواز نکالتے ہیں۔ یہ حضرت سلیمانؑ کا ایک عظیم الشان معجزہ تھا۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کا ہوا میں اڑنا بغیر کسی انجن اور پیٹرول کے یہ بھی معجزہ تھا۔ آپ لوگ بھی ہوائی جہاز میں بیٹھتے ہیں لیکن انجن تیل وغیرہ تمام مادی اسباب و وسائل اپنا کر پھر جاتے ہیں۔ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آج کل یورپی محققین بھی پرندوں کی بولی کو سمجھنے اور کنٹرول کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کسی حد تک اس میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں تو پھر حضرت سلیمانؑ کا معجزہ کیسے ہوا؟! اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ معجزہ ممکنات میں سے ہوتا ہے ناممکنات اور محالات میں سے نہیں ہوتا لیکن عام خلق و عرف میں اس کا استعمال نہیں ہوتا۔ لہٰذا جزوی طور پر کسی خرقِ عادت چیز کا پایا جانا معجزہ کے اعجازی شان پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ (۲) اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرات انبیاءؑ کا معجزہ محض قدرت خداوندی کا کرشمہ ہوتا ہے۔ من دون مباشرۃ الاسباب اور عام لوگوں کے پاس اگر وہ چیز مباشرۃ اسباب سے میسر ہو جائے تو اس سے معجزہ کی تخصیص با نبی کے مقابلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا بدون باپ کے محض قدرت خداوندی سے پیدا ہونا یہ معجزہ ہے۔ عام لوگ ظاہری اسباب کے ماں باپ کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ چیونٹی نے بڑی سمجھداری کی بات کی کہ ان کو علم نہیں ہوگا۔ اس کی وجہ سے ہم پاؤں تلے روندی جائیں گی۔ اس سے ایک تو یہ بات معلوم ہوگئی کہ چیونٹیاں مانتی تھیں کہ پیغمبر عالم الغیب نہیں ہوتے، لیکن بعض لوگ نہیں مانتے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ چیونٹی نے بڑی عقل مندی کی بات کی کہ حضرت سلیمانؑ اور ان کے لشکر کا قصور نہ ہوگا، بلکہ قصور ہمارا ہوگا کیونکہ ہم جو راستے میں ہوں گی تو روندی جائیں گی۔

وادی النمل: یہ چیونٹیوں کی بستی کا نام ہے جس کو قریۃ النمل بھی کہا جاتا ہے۔ چیونٹیوں کا نظام انسان کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے کہ ملک کا ایک بادشاہ بھی ہوتا ہے اور ملکہ (نمل) کے محافظ بھی ہوتے ہیں۔ ان میں بڑی آزادی اور تنظیمی حس کا بھی معقول انتظام ہے۔ اگر کوئی ان کے گھر پر حملہ کرے تو سب مل کر اسے بھگاتی ہیں اور کسی شکار کو پالنے پڑنے کی صورت میں ایک چیونٹی اپنی بل میں داخل ہوتے ہی اطلاع کر دیتی ہے اور ایک

هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ؀ میں ہدہد نے ملکۂ سبا کا تعارف کراتے ہوئے وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ کہا تھا اور دوبارہ اللہ تعالیٰ کا تذکرہ کرتے ہوئے "رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ؀" کہا۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ اصل میں عرش وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا ہے اور باقی تو کائنات کے ذرات ہیں۔ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؀

اس سے معلوم ہوا کہ مرسل (خط بھیجنے والا) کو اپنا نام شروع میں لکھنا چاہیے تاکہ مرسل الیہ (جس کی طرف خط بھیجا گیا ہے) پریشان نہ ہو اور تعارف آسان ہو۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والا ناموں کی ابتداء میں "من محمد بن عبدالله ورسوله" تحریر فرماتے تھے۔ حضرات صحابہ کرامؓ میں بھی تقریباً یہی طریقہ رائج رہا، مگر یہ کوئی امر لازم نہیں۔ بعض صحابہ کرامؓ جیسے حضرت معاویہؓ وغیرہ خطوط میں آخر میں نام لکھتے تھے۔

یہاں ایک شبہ ہو سکتا ہے جو بظاہر قوی اور عقل کو لگنے والا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر حضرت سلیمانؑ نے اپنا نام مبارک خط کی ابتداء میں اور مرسل الیہا کا نام پیچھے کر کے لکھا تھا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی خط میں اوپر اور مرسل الیہ کا نام نیچے ہوتا تھا تو اس وجہ سے کہ انبیاء کا مقام عام لوگوں سے اور خصوصاً غیر مسلموں سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے لہٰذا ان کے نام کا اوپر ہونا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن عام لوگ اپنا نام اوپر لکھیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کیونکہ کوئی عظمت مرتبہ یہاں موجود نہیں ہے؟ یا اگر برعکس صورت ہو کہ آپ کسی معزز شخصیت کو خط لکھ رہے ہیں تو وہاں اپنا نام مقدم لکھنے سے بظاہر بے ادبی ہوگی یا نہ ہوگی؟ جواب اس کا یہ ہے کہ اعتراض و شبہ اپنی جگہ پر درست ہے اسی وجہ سے حضرت امیر معاویہؓ نے مکتوب الیہ کا نام پہلے اور اپنا نام بعد میں لکھ کر اس کی عظمت و شرافت نفسی کو برقرار رکھا۔ گو دوسرا طریقہ بھی جائز ہے۔

خط میں بسم اللہ لکھنا

دارالحرب میں چونکہ قرآن کریم لے جانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اکثر و بیشتر توہین و بے حرمتی کا اندیشہ رہتا ہے۔ لہٰذا جو خط دارالحرب جا رہا ہو اس میں بسم اللہ نہیں لکھنی چاہیے اور دوسرے خطوں میں لکھنی چاہیے کیونکہ خلفاء کے مکاتیب میں بسم اللہ لکھی ہوئی ملتی ہے۔ باقی آج کل عام طور پر جو ۷۸۶ کے عدد لکھنے کا سلسلہ چل پڑا ہے، یہ غلط ہے۔ اس سے بسم اللہ ادا نہیں ہوتی۔ بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ صرف صلعم لکھ دیتے ہیں، لیکن اس سے بھی درود کا حق ادا نہیں ہوتا۔ یہ کیسی محبت ہے کہ انسان پورا درود آپ پر نہ بھیجے اور نہ لکھے اسی طرح اگر کسی کا نام محمد ہو یا محمد سے شروع ہوتا ہو تو بہت سے لوگ اس کے ساتھ بھی صلعم لکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ اگرچہ فی الحقیقت اس سے درود کا حق ادا نہیں ہوتا لیکن عرف عام میں اس کو درود کی علامت سمجھا جاتا ہے، لہٰذا یہ نشان لکھنا بے موقع، بے محل اور سوء ادب ہے۔ کیونکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آتا ہے تو اس لفظ "محمد" کا مدلول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے اور جب کسی اور کا نام محمد ہو تو اس وقت اسم "محمد" کا مدلول وہی شخص ہوگا جس کا یہ نام ہے تو وہاں درود کی علامت لگانا بے تکی بات ہے۔

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ

[illegible]

فِيْٓ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۝ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا

[illegible]

بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ۝ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا

[illegible]

دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝

[illegible]

وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ

[illegible]

سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۡ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ

[illegible]

بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا

[illegible]

وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ

[illegible]

بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ

[illegible]

بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ الَّذِيْ

[illegible]

عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ

[illegible]

فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۫ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ

پھر جب اسے اپنے روبرو رکھا دیکھا تو کہنے لگے یہ میرے رب کا ایک فضل ہے تاکہ میری آزمائش کرے کیا میں شکر کرتا ہوں

اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝

یا ناشکری اور جو شخص شکر کرتا ہے اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بھی بے پروا عزت والا ہے

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝

کہا اس کے لئے اس کے تخت کی صورت بدل دو ہم دیکھیں کیا اسے پتہ لگتا ہے یا ان میں ہوتی ہے جنہیں پتہ نہیں لگتا

فَلَمَّا جَاۗءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ

پھر جب آئی کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے کہنے لگی گویا یہ وہی ہے اور ہمیں تو پہلے ہی معلوم

قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا

ہو گیا تھا اور ہم فرمانبردار ہو چکے ہیں ۝ اور اسے ان چیزوں نے روک دیا جنہیں اللہ کے سوا پوجتی تھی بے شک

كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ

وہ کافر قوم میں سے تھی ۝ اسے کہا گیا اس محل میں داخل ہو پھر جب اسے دیکھا خیال کیا کہ

لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ڛ قَالَتْ

وہ گہرا پانی ہے اور اپنی پنڈلیاں کھولیں کہا یہ تو ایسا محل ہے جس میں شیشے جڑے ہوئے ہیں کہنے لگی

رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اے میرے رب میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ کی فرمانبردار ہوئی جو سارے جہان کا رب ہے ۝

انواراتِ محمود:

وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ الخ

ملکہ سبا کے پاس جب خط پہنچا تو اس نے پارلیمنٹ کا اجلاس طلب کر لیا اور لوگوں سے رائے طلب کی۔ لوگوں نے کہا کہ ہم بڑی قوت و طاقت والے ہیں۔ کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن ملکہ نے کہا کہ بادشاہ جب فاتحانہ انداز سے کسی ملک میں داخل ہوتے ہیں تو اس ملک کو زیر و زبر کر لیتے ہیں۔ لہٰذا جلد بازی مناسب نہیں ہے۔ ملکہ سبا نے عقلمندی کا ثبوت دیتے ہوئے تحقیق حال کے لیے مزید معلومات حاصل کیں کہ جنگوں کی وجہ سے ہمیشہ تباہی مچتی ہے۔ لہٰذا اگر ہم دنیا کی چیزوں کے کچھ تحفے تحائف، ہم وہ دے کر جنگ کو ٹال سکیں تو بہتر ہوگا

پسندیدہ شخص کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ تخت لانے والے حضرت سلیمانؑ خود ہیں۔ لیکن یہ بات سیاقِ کلام کے بالکل منافی ہے۔ جیسا کہ خطاب کے صیغوں سے واضح ہوتا ہے۔ بہرحال حضرت سلیمانؑ نے تخت کو سامنے دیکھ کر فرمایا ''هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ'' آج کل لوگ اس آیت کو ٹی وی اور دیگر قیمتی چیزوں پر اور قالینوں پر لکھتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ حلال ہے یا حرام ہے۔ بس ''هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ'' لکھ دیتے ہیں۔

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا الخ بلقیس کے تخت منگوانے سے حضرت سلیمانؑ کا مقصد یہ تھا کہ یہ ملکہ ہے اور اسی طرح خرقِ عادت چیز دیکھ کر اس سے اس کے متاثر ہونے کے چانس زیادہ ہیں اور اس کے تخت میں معمولی رد و بدل سے اس کی عقل و فہم کا مزید امتحان ہو جائے گا۔ چنانچہ تخت میں جو موتی اور جواہرات وغیرہ جڑے ہوئے تھے ان کی رنگتیں تبدیل کرا دی گئیں اور بعض دیگر مقامات میں بھی رد و بدل کر دیا گیا۔ اسی طرح شیشے کا فرش بنایا گیا۔ نیچے پانی کی گزرگاہ بنائی گئی اور شیشہ اتنا شفاف تھا کہ اس پر قدم رکھنے سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ قدم پانی ہی میں پڑ رہے ہیں۔ اسی وجہ سے ملکہ سبا نے وہاں عام دستور کے مطابق پائنچے اوپر کر لیے کہ پانی سے گزرنے کے وقت ایسے ہی کیا جاتا ہے۔ پھر اسے بتایا گیا کہ پانی کے اوپر شیشہ ہے۔ لہٰذا کپڑے چڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ملکہ سمجھ گئی کہ حضرت سلیمانؑ محض دنیوی بادشاہ نہیں ہیں۔ بلکہ روحانی قوت کے مالک ہیں اور جس ذات سے حضرت سلیمانؑ کا ربط و تعلق ہے وہی معبودِ برحق ہے اور ہم نے آفتابِ عالم تاب کی پوجا کر کے اسے معبود و مقدم بنا دیا۔ حالانکہ وہ انسانیت کا خادم ہے لہٰذا آفتاب معبود قرار دے کر ہم نے واقعی اپنے اوپر بڑا ظلم کیا ہے۔

غیر ہم جنس سے نکاح کی شرعی حیثیت

ملکہ سبا کے متعلق کتابوں میں منقول ہے کہ اس کے والدین میں سے ایک جن تھا۔ اس کے کچھ اثرات اس کے بدن پر محسوس ہوتے تھے۔ ممکن ہے کہ ایسا ہوا ہو۔ لیکن فتاویٰ شامی اور سراجیہ میں لکھا ہوا ہے کہ غیر ہم جنس سے نکاح جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ہم جنس ہونا صحتِ نکاح کے لیے شرط ہے۔ قاضی بدر الدین احکام المرجان میں لکھتے ہیں کہ شیخ جمال الدین یونس انسان اور جنیہ کے درمیان نکاح کو منع فرماتے تھے اور قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال فرماتے تھے ''وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا'' یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تم ہی سے جوڑے بنائے ہیں۔ [سورۃ النحل ۷۲] اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے کہ ''وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً'' (سورۃ الروم ۲۱)

اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے پیدا کیں تمہارے واسطے تمہاری جنس سے بیویاں تاکہ تم سکون حاصل کرو ان کے پاس اور ڈال دی تمہارے درمیان محبت و رحمت۔

اور حنابلہ کی ایک جماعت نے بھی انسان اور جنیہ کے نکاح کو سختی سے منع فرمایا ہے۔ حسن بصریؒ کا ایک قول ہے کہ گواہوں کی موجودگی میں جائز ہے۔ واللہ اعلم

دُوْنِ النِّسَاۗءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝۵۵ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

آتے ہو بلکہ تم لوگ جہالت کرتے ہو۔ پھر ان کی قوم کا اور کوئی جواب نہ تھا سوائے اس کے کہ

قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝۵۶ فَاَنْجَيْنٰهُ

بولے لوط کے گھر والوں کو اپنی بستی سے نکال دو، یہ لوگ بڑے پاک بنتے ہیں۔ پھر ہم نے

وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝۵۷ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَاۗءَ مَطَرُ

لوط کو اور ان کے گھر والوں کو سوائے ان کی بیوی کے بچا لیا ہم اس کو پیچھے رہنے والوں میں ٹھہرا چکے تھے اور ہم نے ان پر مینہ برسایا پھر

الْمُنْذَرِيْنَ ۝۵۸ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰي عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۭ ءٰۗاللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا

ڈرائے ہوؤں کا مینہ برا تھا۔ کہو سب تعریف اللہ کے لئے ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہے بھلا اللہ بہتر ہے یا

يُشْرِكُوْنَ ۝۵۹

جنہیں وہ شریک بناتے ہیں؟

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا

بھلا کس نے آسمان اور زمین بنائے اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا پھر اُگائے

بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا ۗ أَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ ۚ

جن سے رونق والے باغ اگائے تمہارا کام نہ تھا کہ ان کے درخت اگاتے کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے

بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ۞ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا

بلکہ یہ لوگ کجروی کرتے ہیں۞ بھلا زمین ٹھہرنے کی جگہ کس نے بنایا اور اس میں ندی نالے جاری کیے

وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ أَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ

اور زمین کے لنگر بنائے اور دو دریاؤں میں پردہ رکھا کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے بلکہ

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۞ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ

اکثر ان میں بے سمجھ ہیں۞ بھلا کون ہے جو بیقرار کی دعا قبول کرتا ہے اور برائی کو دور کرتا ہے

وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ۞ أَمَّنْ

اور تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے تم بہت ہی کم سمجھتے ہو۞ بھلا

يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ

کون ہے جو تمہیں جنگل اور دریا کے اندھیروں میں راستہ بتاتا ہے اور اپنی رحمت سے پہلے کون خوشخبری لانے والی ہوائیں

رَحْمَتِهِ ۗ أَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ ۚ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۞ أَمَّنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ

چلاتا ہے کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے اللہ ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے۞ بھلا کون ہے جو اول مرتبہ پیدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ أَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ ۚ قُلْ

پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے کہہ دے

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۞ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۞ کہہ دے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں

وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۞ بَلِ ادَّارَكَ عِلْمُهُمْ

کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا اور انہیں اس کی بھی خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۞ بلکہ آخرت کے معاملہ میں تو ان کی

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۖ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿٧٩﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا

سو اللہ پر بھروسہ کر بے شک تو صریح حق پر ہے بے شک تو مُردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ

تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿٨٠﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ

بہروں کو اپنی پکار سنا سکتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر لوٹیں اور نہ تو اندھوں کو ان کی گمراہی دور کر کے

عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۖ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٨١﴾ وَاِذَا

ہدایت کر سکتا ہے تو تو انہی کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں سو وہی مان بھی لیتے ہیں اور جب

وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ

ان پر وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا کہ لوگ ہماری

كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٨٢﴾ ع

آیتوں پر یقین نہیں لاتے تھے

افاداتِ محمود:

اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ الخ

خروجِ دابہ کا جو مضمون اس آیت میں مذکور ہے اس سے زیادہ وضاحت سے صحیح احادیث میں آیا ہے کہ جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس سے پہلے یا اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے صفا پہاڑی سے ایک عجیب الخلقت جانور پیدا فرمائیں گے۔ وہ مختلف سمتوں کی طرف سفر کر کے جائے گا اور لوگوں سے ہم کلام ہوگا کہ قیامت اب بالکل قریب ہے اور ایمان والوں کی پیشانیوں پر ایک نورانی نشان لگائے گا اور ان کو جنت کی بشارت دے گا اور کفار کی پیشانیوں پر بھی ایک خاص نشان لگائے گا اور ان کو جہنمی ہونے کی خبر دے گا۔ یہ جانور بالکل اسی طرح پہاڑی سے پیدا ہوگا جیسے پتھر سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پیدا کی گئی تھی اور حکمت شاید اس کے پیدا کرنے اور لوگوں سے بات کرانے میں یہ ہو کہ جو باتیں حضرات انبیاء علیہم السلام شب و روز محنت کر کے بتاتے تھے اور تم انکار کرتے تھے آج ایک جانور کے کہنے سے مان رہے ہو۔ واللہ اعلم

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ الخ

لَا تُسْمِعُ باب افعال سے مصدر اسماع فعل مضارع منفی واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے۔ اسی طرح ایک آیت سورۃ روم میں بھی ہے اور ایک سورۃ فاطر میں ہے۔ اس میں بھی مُسْمِع صیغہ اسم فاعل باب افعال ہی سے آیا ہے۔ ان آیات کے ذیل میں بعض مفسرین نے سماع الموتیٰ کا مسئلہ چھیڑا ہے اور مختلف انداز سے روشنی ڈالی ہے خلاصہ ان اقوال کا یہ ہے۔

(۱) ان آیات میں اسماع کی نفی ہے۔ سماع کی نفی نہیں ہے۔ (۲) منطوق کلام سے واضح ہوتا ہے کہ ان آیات میں تشبیہ ہے۔ مدلول مطابقی نفی اسماع الموتیٰ نہیں ہے۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ یہ کفار بمنزلہ اموات ہیں کیونکہ یہ کسی بات کا اثر نہیں لیتے۔ (۳) مُردوں کا سننا یا نہ سننا تو الگ بات ہے، لیکن یہ تشبیہ عدم قبول قول و عدم انتفاع میں ہے۔ یہاں کفار مشبہ ہیں اور موتیٰ مشبہ بہ ہیں اور قاعدہ فن تشبیہ یہ ہے کہ تشبیہ کسی وصف مشترک کی وجہ سے ہوتی ہے اور وصف مشبہ بہ میں اشد ہوتا ہے بنسبت مشبہ کے۔ جیسے زید کا لاسد صفت شجاعت کی وجہ سے زید کی تشبیہ اسد کے ساتھ دی گئی ہے اور وصف شجاعت اسد میں جو کہ مشبہ بہ ہے زیادہ ہے زید کے بنسبت جو کہ مشبہ ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

اب سماع موتیٰ کے متعلق صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے یہ اختلاف چلا آرہا ہے کہ مُردے سنتے ہیں یا نہیں۔ دونوں طرف صحابہ اور بعد کے بڑے بڑے علماء کا میلان پایا جاتا ہے۔

ومن عادتی حب الدیار لاھلھا وللناس فیما یعشقون مذاھب

بعض لوگ اس معاملہ میں حد سے اور ضرورت سے زیادہ شدت اختیار کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ انصاف کے خلاف ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان آیات کے منطوق و مدلول مطابقی اسی کو کہتے ہیں کہ ان آیات سے صراحۃً سماع موتیٰ کی نفی ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ آیات کا مدلول مطابقی نفی سماع موتیٰ اس وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی مردہ فرد کو یا قوم کو دین کی دعوت تو نہیں دی کہ قبرستان میں کھڑے ہو کر آپ نے قبرستان والوں سے فرمایا ہو کہ کلمہ پڑھو اور دین اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ جب آپؐ نے پوری زندگی میں ایک بار بھی ایسا نہیں کیا ہے تو پھر آپ کو یہ کہنا کہ آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے یہ بات لاحاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ آیت میں تشبیہ ہے اور یہی اس کا مدلول مطابقی ہے کہ یہ لوگ جن کے قلوب مر چکے ہیں، آپ کی بات سن کر بھی ان سنی کر جاتے ہیں۔ اس کو قبول نہیں کرتے جو سننے سے اصل مقصود ہوتا ہے یہ مُردوں کی مانند ہیں۔ یہاں بھی سننے کی نفی نہیں۔ ورنہ ابوجہل اور ابولہب اور دیگر مشرکین مکہ و کفار کے کانوں میں نہ جانے کتنی بار آپ کی آواز پڑی ہوگی۔ سنتے تو صبح و شام تھے، لیکن مانتے نہ تھے اور یہی اسماع کی نفی مقصود ہے کہ آپ ان لوگوں کو سنا کر منوا نہیں سکتے۔ یہ لوگ ان کو قبول نہیں کرتے۔ یہ تو ایسے ہیں جیسے مُردے ہوتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ تشبیہ میں تو مشبہ بہ میں وہ وصف زیادہ اشد ہوتا ہے مشبہ سے تو اس سے مُردوں کا نہ سننا معلوم ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تشبیہ عدم قبول قول میں ہے اور عدم تاثر میں ہے جیسے کوئی امیدوار قبرستان کے قریب جلسے کا اہتمام کرے اور تمام قبرستان والوں کو خطاب کرے کہ میری پارٹی میں شامل ہو جاؤ اور ووٹ مجھ کو دینا۔ یہ تقریر ایک گھنٹہ کرے یا بہت پھر کرے، لیکن اس کا اثر ان لوگوں پر کچھ بھی نہ ہوگا۔

کفار سب کے سب اگرچہ ایسے نہ تھے لیکن بہت سارے ایسے تھے کہ حضورؐ کی بات ماننے کے لیے تیار نہ تھے اور حضورؐ ان کے ایمان قبول نہ کرنے اور حالت کفر پر قائم رہنے کی وجہ سے ہر وقت پریشان اور غمگین رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے ذریعہ آپ کو تسلی دے دی کہ آپ غمگین نہ ہوں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

انک لا تسمع الموتی الخ ای لا تسمعھم شیئاً ینفعھم فکذالک ھؤلاء علی قلوبھم غشاوۃ وفی آذانھم وقر الکفر (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۷۴)

آپ مردوں کو ایسی کوئی بات نہیں پہنچا سکتے جو انہیں نفع دے۔ اسی طرح ان کفار کے دلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور کانوں میں کفر کا بوجھ اور ثقل ہے۔ آیت کا جو مفہوم حافظ کی اس تفسیر سے بالکل واضح ہو کر سامنے آ جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ افراط وتفریط سے ہٹ کر جہاں جہاں صراحۃً قرآن وحدیث سے مردوں کا سننا ثابت ہو وہ بطیب خاطر تسلیم کر لینا چاہیے۔ جیسے قلیب بدر میں ڈالے گئے کفار سے حضور کی گفتگو اور پھر صحابہ سے آپ کا یہ فرمانا کہ یہ لوگ تم سے زیادہ سنتے ہیں۔ اسی طرح بخاری کی حدیث کہ جب لوگ مردے کو دفن کر کے واپس جاتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ اس طرح کی اسماع خلاف عادت اور مافوق الاسباب ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو بطور خرق عادت مردوں کے کانوں تک یہ آواز پہنچا سکتا ہے اور اگر وہ نہ چاہے تو اور کسی کی قدرت نہیں کہ مردوں کو سنا سکے۔

سماع الموتیٰ کا مسئلہ الگ ہے اور حیات برزخیہ کا مسئلہ الگ ہے:

یہاں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ سماع موتیٰ یا نفی سماع موتیٰ الگ مسئلہ ہے اور حیات برزخ کا مسئلہ الگ ہے۔ بعض لوگ سماع موتیٰ کے ساتھ حیات برزخیہ کا بھی انکار کر بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ سماع موتیٰ کا قائل ہونا یا سوائے چند خاص مقامات کے عام طور پر قائل نہ ہونا یہ گمراہی نہیں ہے۔ لیکن حیات برزخیہ کا انکار کرنا جرم ہے اور اس عقیدہ سے بہت سی قرآنی آیات اور متواتر احادیث کی تکذیب لازم آتی ہے۔ آج کل بعض لوگ سطحی علم حاصل کر کے مسجدوں میں امام بن جاتے ہیں۔ لوگوں پر کفر اور شرک کے فتوے لگاتے ہیں۔ تقریروں میں دوسرے فرقوں کو سخت الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور بہت اخلاق سوز باتیں کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک معیار از خود مقرر کر لیا ہے۔ اس معیار پر پرکھتے ہوئے اچھے بھلے مسلمانوں کو مشرک کہہ دیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں جو فلاں کو مشرک نہ مانے وہ بھی مشرک ہے۔ کلمہ گو اور ضروریات دین پر ایمان رکھنے والوں کی تشبیہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کے ساتھ دیتے ہیں۔ شرک والی آیات ان لوگوں پر منطبق کرتے ہیں۔ پھر ان کی نماز جنازہ بھی پڑھنے پڑھانے ہیں۔ بعض شدت پسند تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ یہ لوگ ابوجہل سے بڑا درجہ رکھتے ہیں (العیاذ باللہ) تو خواہ مخواہ اختلافی مسائل چھیڑ کر وحدت امت کو پارہ پارہ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ امام مسجد کا یہ فرض ہے کہ ”ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ“ کے ضابطہ کے مطابق لوگوں کو دین کی تعلیم دے۔ ان کے عقائد، اعمال، عبادات، اخلاق، معاملات درست کرنے کی پوری سعی وکوشش علی منہاج النبوت کرے۔ ان کے بچوں کو

دین سکھائے۔ ان کو صحیح عقائد کی تعلیم دے۔ قرآن پڑھائے اسی طرح ایک جگہ قدم بھی جم جائیں گے۔ پھر کسی سے بھی بات کرو گے تو لوگ سنیں گے۔ لیکن اگر مسجد میں امام بنتے ہی کفر اور شرک کے فتوے لگاؤ گے تو وہ مسجد سے تو نکال باہر کریں گے۔ یوں ہی تم اس منصب کو ضائع کر دو گے۔ جس پہ بیٹھ کر تم دین کی بہت بڑی خدمت کر سکتے تھے کھو بیٹھو گے۔

آج کل جو جماعتیں اور تنظیمیں بنی ہیں وہ عموماً ایک دوسرے کے مقابل بنی ہیں۔ انسان کمزور ہے جب مقابل پہ کرتا ہے تو اس کے ہاتھ سے انصاف کا دامن چھوٹ جاتا ہے۔ پھر وہ تنقید بھی کرتا ہے۔ خلاف شرع باتیں منہ سے بھی نکالتا ہے اور قلم سے بھی۔ صرف ایک تبلیغی جماعت ہے جو کسی جماعت کے مقابل نہیں بنی ہے اور ان کے کام میں تقابل کا بھی کوئی شائبہ نہیں۔ جس کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں لوگوں کی اصلاح ہوئی اور بہت سے لوگ جو در بدر خدا و رسول کے باغی تھے اب پانچ وقت کے نمازی اور تہجد گزار بن گئے۔ جو جماعتیں تقابل میں کام کر رہی ہیں ان سے پوچھئے کہ تم نے کتنے لوگوں کی اصلاح کی ہے۔ حالانکہ اگر کچھ لوگ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں، قبروں کو چومتے ہیں تو ان کو مشرکین مکہ کی طرح مشرک نہ سمجھو اور نہ کہو کیونکہ وہ وحی کے منکر تھے۔ حضور کی رسالت کے منکر تھے۔ الغرض اسلام کے تمام عقائد و شعائر کے منکر تھے۔ کیا یہ دونوں جماعتیں برابر ہو سکتی ہیں؟ ان لوگوں کو ان کے ساتھ کیوں ملاتے ہو؟

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ

اور جس دن ہم جمع کریں گے ہر امت میں سے ایک گروہ ان لوگوں کا جو ہماری آیتوں کو

بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا

جھٹلاتے تھے پھر ان کی جماعت بندی ہوگی ۝ یہاں تک کہ جب سب حاضر ہوں گے کہے گا کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا

بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِم بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ

حالانکہ تم نے انہیں علم میں نہ لیا تھا یا کیا کام کرتے رہے تھے ۝ اور ان کے ظلم کے سبب ان پر الزام قائم ہو جائے گا پس وہ

لَا يَنطِقُونَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا

بول بھی نہیں سکیں گے ۝ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے رات بنائی تاکہ اس میں سکون حاصل کریں اور دن دیکھنے کو بنایا

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن

البتہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں ۝ اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو گھبرا جائیں گے جو

فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ۝

آسمانوں میں ہیں اور جو کوئی زمین میں ہے سب ہی گھبرا جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے اور سب اس کے پاس عاجز ہو کر چلے آئیں گے

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي

اور تو جو پہاڑوں کو دیکھتا ہے سمجھتا ہے کہ جمے ہوئے ہیں اور وہ بادلوں کی طرح اڑتے پھریں گے یہ اللہ کی کاریگری ہے

أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ۝ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ

جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے بے شک وہ خبردار ہے جو تم کرتے ہو ۝ جو کوئی نیکی لائے گا تو اس کے لئے اس سے بہتر

خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُم مِّن فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ۝ وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ

بدلہ ہے اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں ہوں گے ۝ اور جو برائی لائے گا

فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

سو ان کے منہ آگ میں اوندھے ڈالے جائیں گے تمہیں وہی بدلہ ملتا ہے جو تم کرتے تھے ۝

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ

مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ اس شہر کے مالک کی بندگی کروں جس نے اسے عزت دی ہے اور اسی کی ہے

شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٩١﴾ وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ

چیز اسی کی ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں ہوں ○ اور یہ بھی کہ قرآن پڑھا کروں

فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا

پھر جو کوئی راہ پر آگیا تو وہ اپنے بھلے کو راہ پر آتا ہے اور جو گمراہ ہوا تو کہہ دو میں تو صرف

مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿٩٢﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۚ

ڈرانے والوں میں سے ہوں ○ اور کہو کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے وہ تمہیں عنقریب اپنی نشانیاں دکھا دے گا تو تم انہیں پہچان لو گے

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾

اور تمہارا رب اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو ○

سُورَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ

سورۂ قصص مکی ہے اس میں اٹھاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمٓ ﴿١﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ

یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں ○ ہم تجھے بیان کرتے ہیں ... کے لئے موسیٰ اور فرعون کا

بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٣﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا

ٹھیک ٹھیک حال ان کے لئے جو ایمان لاتے ہیں ○ بے شک فرعون زمین میں سرکش ہو رہا تھا اور وہاں کے لوگوں کے

شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ

کئی گروہ کر رکھے تھے ان میں سے ایک گروہ کو کمزور کر رکھا تھا ان کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا

اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٤﴾ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي

بے شک وہ مفسدوں میں سے تھا ○ اور ہم چاہتے تھے کہ ان پر احسان کریں جو ملک میں کمزور

الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٥﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ

کئے گئے تھے اور انہیں سردار بنا دیں اور انہیں وارث کر دیں ○ اور انہیں ملک پر قابض کر دیں

وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ﴿٦﴾

اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ چیز دکھا دیں جس کا وہ خطرہ کرتے تھے ○

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو حکم بھیجا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس کا خوف ہو تو اسے دریا میں ڈال دے

وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٧﴾

اور کچھ خوف اور غم نہ کر بے شک ہم اسے تیرے پاس واپس پہنچا دیں گے اور اسے رسولوں میں سے بنانے والے ہیں ○

فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۗ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ

پھر اسے فرعون کے گھر والوں نے اٹھا لیا تاکہ بالآخر وہ ان کا دشمن اور غم کا باعث بنے بے شک فرعون اور ہامان

وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ۝ وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي

اور ان کے لشکر خطا وار تھے ۝ اور فرعون کی عورت نے کہا یہ تو میرے اور تیرے لئے آنکھوں کی

وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو شاید ہمارے کام آئے یا ہم اسے بیٹا بنا لیں اور وہ نہیں سمجھتے تھے ۝

وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًا ۖ إِن كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَن رَّبَطْنَا

اور صبح کو موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا قریب تھی کہ بے قراری کو ظاہر کر دیتے اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ رکھتے

عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ ۖ فَبَصُرَتْ

تاکہ رہے اسے ہمارے وعدے کا یقین ۝ اور اس کی بہن سے کہا اس کے پیچھے چلی جا پھر اسے

بِهِ عَن جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِن

اجنبی ہو کر دیکھتی رہی اور انہیں خبر نہ ہوئی ۝ اور ہم نے پہلے سے اس پر دائیوں کا دودھ حرام

قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ

کر دیا تھا پھر بولی میں تمہیں ایسے گھر والے بتاؤں جو اس کی تمہارے لئے پرورش کریں اور وہ اس کے

نَاصِحُونَ ۝ فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ

خیر خواہ ہوں ۝ پھر ہم نے اسے اس کی ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور غمگین نہ ہو اور جان لے کہ

وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ

اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ۝ اور جب اپنی جوانی کو پہنچا اور پورا توانا ہو گیا

آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ

ہم نے اسے حکمت اور علم دیا اور ہم نیکوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں ۝ اور شہر میں لوگوں کی

عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِن شِيعَتِهِ

بے خبری کے وقت داخل ہوا پھر وہاں دو شخصوں کو لڑتے ہوئے پایا یہ ایک اس کی جماعت کا تھا

وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ ۖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ

اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں میں سے تھا پھر اس نے جو اس کی جماعت کا تھا اپنے دشمن پر اس سے مدد چاہی

افاداتِ محمود:

فرعون نے اپنی حکومت اور ربوبیت کو دوام دینے کے لیے لوگوں کے فرقے بنائے اور ان کو آپس میں گروہ در گروہ تقسیم کیا۔ پھر ایک فرقہ کو کمزور اور ضعیف کیا۔ ان کے لڑکے کو قتل کرتے تھے اور لڑکیوں کو لونڈیاں بنائے جاتے تھے۔ یعنی بنی اسرائیل۔ اور بعد میں انگریز نے تقلید فرعون میں اس کو قاعدہ کلیہ اور اصول بنایا کہ "لڑاؤ اور حکومت کرو" اور آج انگریز کی تقلید میں ہماری تمام حکومتوں نے اس کو اپنا وظیفہ اور وطیرہ بنایا ہے۔ بہرحال فرعون بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرتے تھے اور لڑکیوں کو چھوڑ دیتے تھے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ فرعون نے جو خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر اس کو یہی بتلائی گئی تھی کہ بنی اسرائیل کا کوئی لڑکا تیری سلطنت کے زوال کا سبب بنے گا اور دوسرا اس وجہ سے کہ لڑکوں سے مقبوضہ حکومت کا جتنا اندیشہ ہوتا ہے اتنا لڑکیوں سے نہیں ہوتا۔ نہ تو وہ حکومت کو کنٹرول کر سکتی ہے اور نہ انقلاب لا سکتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جس قوم نے عورت کو اپنا سربراہ بنایا ہو وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو گی۔

عورت کی حکمرانی پر شبہ اور اس کا جواب:

اب رہا یہ سوال کہ اگر حضور کے گزشتہ ارشاد کے مطابق کوئی عورت کامیاب حکمران نہیں بن سکتی تو پھر ملکہ الزبتھ اور دیگر ممالک کی عورتیں بڑی کامیاب حکومت کیوں چلا رہی ہیں؟ جواب اس کا یہ ہے کہ ملکہ الزبتھ با اختیار حکمران نہیں ہے۔ بلکہ بے دست و پا اور بے اختیار مجسمہ ہے۔ کیونکہ اختیارات کا مکمل کنٹرول پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔ لہٰذا ملکہ الزبتھ برائے نام حکمران ہے۔ حقیقت میں اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ (۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں کی کامیاب حکومت کی بات کرنا غلط ہے کیونکہ ایک وقت ایسا گزرا ہے کہ انگلینڈ کی حکومت کے پاس اتنا بڑا رقبہ تھا کہ جس پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا لیکن اب دیکھو تو حالات بدلے ہوئے ہیں اور برطانیہ سلطنت سے بہت سے ملک اپنی خود مختاری کے ساتھ آزاد ہو چکے ہیں۔ لہٰذا جب سے ان لوگوں نے عورت کو حکمران بنایا ہے تو وہ قوم تنزل کا شکار ہے جیسا کہ حالات سے بالکل ظاہر ہے اور اگر کسی ملک میں عورت حکمران ہو اور وہ حکومت کامیابی سے چل رہی ہو تو پھر یہ شاذ و نادر ہو گا۔ اس سے قرآن کریم اور مرفوع احادیث کے فیصلے متاثر نہیں ہوں گے۔

اب یہاں عورتوں کی حکومت ہے۔ انڈیا میں اندرا گاندھی کی ہے اور بعض دیگر ممالک میں بھی ہے۔ اس کے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ اگر پارلیمنٹ نہ ہو اور صرف عورت فیصلے کرتی ہو تو پھر یقیناً فساد ہو گا اور اگر عورت خود فیصلے نہ کرتی ہو بلکہ پارلیمنٹ کرتی ہو تو پھر کوئی خاص خطرہ نہیں ہے۔ کیونکہ اب عورت کی حکومت نہیں ہے بلکہ پارلیمنٹ کی ہے۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ

اور جب مدین کی طرف رخ کیا تو کہا

عَسَىٰ رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿٢٢﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ

امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھا راستہ بتا دے گا اور جب مدین کے پانی پر پہنچے تو اس پر لوگوں کی

أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ ۖ وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ ۖ قَالَ

ایک جماعت کو پانی پلاتے ہوئے پایا اور ان سے ورے دو عورتوں کو پایا جو اپنے جانوروں کو روکے ہوئے کھڑی تھیں کہا

مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصْدِرَ الرِّعَاءُ ۖ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ﴿٢٣﴾

تمہارا کیا حال ہے بولیں جب تک چرواہے نہیں ہٹ جاتے ہم نہیں پلاتیں اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے

فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ

پھر ان جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سایہ کی طرف ہٹ کر آیا کہا اے میرے رب تو میری طرف جو اچھی چیز اتارے میں

خَيْرٍ فَقِيرٌ ﴿٢٤﴾ فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِي

اس کا محتاج ہوں پھر ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس شرم سے چلتی ہوئی آئی کہا میرے باپ نے

يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ

تمہیں بلایا ہے کہ تمہیں پانی کی اجرت دے پھر جب اس کے پاس پہنچے اور اس سے تمام

الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ ۖ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٥﴾ قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ

احوال بیان کیا کہا خوف نہ کر تو اس بے انصاف قوم سے بچ آیا ہے ان دونوں میں سے ایک بولی اے باپ

اسْتَأْجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ﴿٢٦﴾ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ

اسے نوکر رکھ لے بے شک بہتر نوکر جسے تو رکھنا چاہے وہ ہے جو طاقتور امانت دار ہو کہا میں چاہتا ہوں کہ

أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَىٰ أَن تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ ۖ فَإِنْ

اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا تم سے نکاح کر دوں اس شرط پر کہ آٹھ برس تک میری نوکری کرے پھر اگر

أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِندِكَ ۖ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِي إِن

تو دس پورے کر دے تو تیری طرف سے احسان ہے اور میں تجھ پر تکلیف ڈالنا نہیں چاہتا اگر اللہ نے چاہا

شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ

تو مجھ کو نیک بختوں سے پائے گا ۝ کہا یہ میرے اور تیرے درمیان ہو چکا ان دونوں مدتوں میں سے جو کوئی پوری کر دوں

فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ

سو مجھ پر زیادتی نہ ہو اور اللہ ہمارے قول پر گواہ ہے ۝ پھر جب پوری کر چکا موسیٰ وہ مدت

وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ

اور لے چلا اپنے گھر والوں کو دیکھی کوہ طور کی طرف سے ایک آگ کہا اپنے گھر والوں سے کہ تم ٹھہرو میں نے دیکھی ہے

نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝

آگ شاید لاؤں تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا انگارہ آگ کا تاکہ تم سینکو ۝

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ

پھر جب پہنچا اس کے پاس آواز آئی میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے تختے میں ایک درخت سے

الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓي اِنِّىْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا

کہ اے موسیٰ میں ہوں میں اللہ جہان کا رب ۝ اور یہ کہ ڈال اپنی لاٹھی پھر جب

رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓي اَقْبِلْ وَلَا

دیکھا اس کو پھن پھناتے جیسے سانپ کی سری لوٹا پیٹھ پھیر کر اور مڑ کر نہ دیکھا اے موسیٰ آگے آ اور

تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ

مت ڈر تجھ کو کچھ خطرہ نہیں ۝ ڈال اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں نکل آئے سفید ہو کر بغیر کسی عیب کے

سُوْۗءٍ ۡ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى

اور ملا لے اپنی طرف اپنا بازو ڈر سے سو یہ دو سندیں ہیں تیرے رب کی طرف سے

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ

فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بیشک وہ تھے لوگ نافرمان ۝ بولا اے رب میں نے مارا ہے ان میں

نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ

ایک شخص سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں گے ۝ اور میرا بھائی ہارون اس کی زبان چلتی ہے مجھ سے زیادہ سو اس کو بھیج

مَعِيَ رِدْءًا يُّصَدِّقُنِيْٓ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝ قَالَ سَنَشُدُّ

میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج کہ میری تصدیق کرے کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے ○ فرمایا ہم تیرے بازو کو

عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ

تیرے بھائی سے مضبوط کر دیں گے اور تمہیں غلبہ دیں گے پھر وہ تم تک پہنچ نہ سکیں گے ہماری نشانیوں کے سبب سے

اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ

تم اور تمہارے تابعدار غالب رہیں گے ○ پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آیا

قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝

تو کہنے لگے کہ یہ تو محض ایک بنایا ہوا جادو ہے اور ہم نے یہ اپنے پہلے باپ دادوں سے نہیں سنا ہے ○

وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ

اور موسیٰ نے کہا کہ میرا رب خوب جانتا ہے جو اس کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہے اور جس کے لئے

لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ

آخرت کا گھر ہے بے شک ظالم نجات نہیں پائیں گے ○ اور فرعون نے کہا اے سردارو!

مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ

میں نہیں جانتا کہ میرے سوا تمہارا کوئی اور معبود ہے پس اے ہامان! تو میرے لئے گارا پکوا پھر میرے لئے

لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

ایک بلند محل بنوا کہ میں موسیٰ کے خدا کو جھانکوں اور بے شک میں اسے جھوٹا سمجھتا ہوں ○

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا

اور اس نے اور اس کے لشکروں نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور خیال کیا کہ وہ ہماری طرف

لَا يُرْجَعُوْنَ ۝ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

لوٹ کر نہیں آئیں گے ○ پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑا پھر انہیں دریا میں پھینک دیا سو دیکھو

عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ظالموں کا کیا انجام ہوا ○ اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا وہ دوزخ کی طرف بلاتے تھے اور قیامت کے دن

لَا يُنْصَرُونَ ۝ وَأَتْبَعْنٰهُمْ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ
انکی مدد نہیں کی جائے گی ۔ اور ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی ۔ اور وہ قیامت کے دن بھی
الْمَقْبُوحِينَ ۝
بدحالوں میں سے ہوں گے ۝

افادات محمود

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ الخ

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مدین تشریف لے گئے تو وہاں دیکھا کہ ایک کنواں ہے جس سے لوگ جانوروں کو سیراب کر رہے ہیں اور دو لڑکیاں اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں تاکہ نامحرم لوگوں سے اختلاط نہ ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کنواں پر تشریف لائے اور پوچھا کہ ماجرا کیا ہے؟ وہ کہنے لگیں کہ ہمارے والد بزرگ حضرت شعیبؑ بہت ضعیف ہیں خود نہیں آسکتے اور ہم غیر محرم لوگوں کے ساتھ اختلاط مناسب نہیں سمجھتیں۔ لہٰذا ان لوگوں کے جانور جب سیراب ہو کر فارغ ہو جاتے ہیں تو ہم بچا ہوا پانی جانوروں کو سیراب کرتی ہیں۔ جب لوگ فارغ ہو گئے تو انہوں نے کنویں کے اوپر پتھر رکھ دیا جو اتنا وزنی تھا کہ دس آدمی اس کو کنویں سے ہٹاتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے بڑھے اور اس پتھر کو کنویں سے ہٹا کر جلدی جلدی ان کے جانوروں کو سیراب فرمایا۔ پس دوسرے دنوں کی نسبت یہ دونوں بچیاں جلدی گھر پہنچ گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما ہوئے۔ بقول حضرت ابن عباسؓ کے درختوں کے پتے اور خود رو جڑی بوٹی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غذا تھا۔ بھوک سے بدحال تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول ہونے کی وجہ سے اس حال میں بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرما رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس درخت کو دیکھنے کے لیے سفر کیا۔ جب وہاں پہنچا اور اونٹ نے اس کے کچھ پتے چبائے تو کافی دیر چبانے کے بعد اسے اگل کر باہر پھینکا اور اسے نگل نہ سکا۔ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے وہاں دعا مانگی اور واپس ہوا۔ پھر حضرت شعیبؑ نے بچیوں سے جلدی آنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت شعیبؑ نے اپنی ایک صاحبزادی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا کہ آپ ہمارے گھر آئیے۔ وہ باپردہ آئی اور ساتھ جانے کی وضاحت بھی کر دی کہ ایک تو ہمارے ابو جان آپ کو بلا رہے ہیں اور اس غرض سے بلا رہے ہیں تاکہ آپ کو حق الخدمت پیش کریں تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں ایک اجنبی گھر میں جانے سے متعلق کوئی تردد نہ ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صاحبزادی سے فرمایا کہ راستہ میں میرے پیچھے پیچھے چلو تاکہ میری نظر تم پر نہ پڑے اور میں اجنبی ہوں اور مسافر ہوں یہاں کے راستوں سے واقف نہیں ہوں۔ تاہم اگر پیچھے ہوتے ہوئے غلط

راستے پر چل پڑوں تو تو درست اور صحیح راستے پر تنکری پھینکنا تو میں اس راستے پر چل پڑوں گا۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیبؑ کے گھر پہنچ گئے اور ان سے مکالمہ ہوا۔ انہوں نے تسلی دی کہ آپ بے فکر رہیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظالم لوگوں سے نجات عطا فرمائی ہے۔ پھر حضرت شعیبؑ کی ایک صاحبزادی نے اپنے والد سے کہا کہ ابا جی آپ کو چونکہ اس وقت گھر یلو ملازم کی ضرورت ہے لہٰذا اسے گھر میں ملازم رکھ لیجیے۔ کیونکہ یہ قوی بھی ہے جیسا کہ کنویں سے پتھر ہٹاتے ہوئے معلوم ہوا اور امین ہے جیسا کہ راستہ چلتے وقت معلوم ہوا۔ روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت شعیبؑ کی چھوٹی صاحبزادی تھی۔ یہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لینے گئی تھی اور پھر اسی کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سے تین بڑے عقلمند ہوئے ہیں (۱) حضرت صدیق اکبرؓ جب انہوں نے اپنے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب فرمایا (۲) اور عزیز مصر جب اس نے اپنی بیوی سے حضرت یوسفؑ کے متعلق کہا "اکرمی مثواہ" (۳) اور حضرت شعیبؑ کی یہ صاحبزادی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گھر میں رکھنے کی صلاح اپنے والد کو دی۔ واللہ اعلم

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ الخ حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ میرے پاس آٹھ سال کے عرصے تک بکریاں چراتے رہیں گے اور اگر آپ اپنی خوشی سے دس سال پورے کر دیں تو آپ کی مرضی۔ حضرات انبیاء چونکہ عام لوگوں سے زیادہ دیانتدار اور زیادہ تقویٰ کا مل اکمل ہوتے ہیں لہٰذا احادیث میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے دس سال والی مدت پوری کی کیونکہ آٹھ سال کے بجائے دس سال کی مدت پوری کرنا افضل تھا۔ ایسے مقامات پر تو حضرات انبیاء عزیمت پر عمل کرتے ہیں اور جہاں ایسا عمل کرنا جو امت نے بھی کرنا ہو تو وہاں عزیمت اور رخصت، تدریج و سہولت، حضر و مسافرت وغیرہ دونوں پہلو بتا دیتے ہیں تا کہ امت مشقت میں نہ پڑے۔ جیسے مغرب کی نماز میں حضورؐ کا سورۃ اعراف پڑھنا اور بوقت ضرورت فجر کی نماز قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۞ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۞ سے پڑھنا۔ بیماری کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا، مقیم و قصر نمازیں وغیرہ یہ تمام احکام مذکورہ بالا ضابطے کے تحت وجود میں آتے ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ

اور ہم نے موسیٰ کو ... پہلی امتوں کے ... ہلاک کرنے کے بعد ... کتاب دی تھی

الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ

جو لوگوں کے لئے بصیرتیں ... اور ہدایت اور رحمت تھی ... تاکہ وہ نصیحت پکڑیں ... اور تم

بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

غربی جانب نہیں تھے ... جب ہم نے موسیٰ کی طرف ... حکم بھیجا ... اور نہ اس واقعہ کو دیکھنے والے تھے ۝

وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ

لیکن ہم نے ... بہت سی نسلیں پیدا کیں ... پھر ان پر مدت دراز گزر گئی ... اور نہ تم مدین والوں میں

مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ

رہتے تھے کہ ... انہیں ہماری آیتیں سناتے ... لیکن ہم رسول بھیجتے رہے ۝ ... اور نہ تم طور کے کنارے پر

الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ

تھے ... جب ہم نے آواز دی ... لیکن تیرے رب کی رحمت ہے ... تاکہ ان لوگوں کو ڈرائے ... جن کے پاس

مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ

تم سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا ... تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں ۝ ... اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان کے ... اعمال کے

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ

سبب سے ان پر مصیبت نازل ہو جائے پھر کہتے ... اے ہمارے رب ... تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم تیری آیتوں کی

وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ

تابعداری کرتے اور ایمان والوں میں ہوتے ۝ ... پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آ پہنچا ... تو کہنے لگے کیوں نہیں

اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ۭ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا

دیا گیا ... جیسا موسیٰ کو دیا گیا تھا ... کیا انہوں نے اس چیز کا انکار نہیں کیا تھا ... جو موسیٰ کو اس سے پہلے دی گئی ... کہنے لگے

سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۣ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ

دونوں جادوگر آپس میں موافق ہیں ... اور کہا ہم کسی کو بھی نہیں مانتے ۝ ... کہہ دو پھر اللہ کے ... ہاں سے کوئی ایسی

اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٩﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ

کتاب لاؤ جو ان دونوں سے ہدایت میں بڑھ کر ہو کہ میں اس پر چلوں اگر تم سچے ہو ۔ پھر اگر تمہارا کہنا نہ مانیں

فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ۭ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ

تو جان لو کہ وہ صرف اپنی خواہشوں کے تابع ہیں اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جس نے اللہ کی ہدایت چھوڑ کر

هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ

اپنی خواہشوں پر چلتا ہو بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا ۔ اور البتہ ہم ان کے پاس

الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥١﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ

ہدایت بھیجتے رہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں ۔ جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی ہے وہ اس پر

يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا

ایمان لاتے ہیں ۔ اور جب ان پر پڑھا جاتا ہے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے ہمارے رب کی طرف سے یہی حق ہے

كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿٥٣﴾ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا

ہم تو اس سے پہلے ہی مانتے تھے ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کا دوگنا بدلہ ملے گا

وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاِذَا سَمِعُوا

اور بھلائی سے برائی کو دور کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۔ اور جب بیہودہ بات

اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۡ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۡ

سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمہارے لیے تمہارے اعمال تم پر سلام ہو

لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿٥٥﴾ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ

ہم بے سمجھوں کو نہیں چاہتے ۔ بے شک تو ہدایت نہیں کر سکتا جسے تو چاہے لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے

يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ

جسے چاہے اور وہ ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے ۔ اور کہتے ہیں اگر ہم تیرے ساتھ ہدایت پر چلیں تو اپنے ملک سے

مِنْ اَرْضِنَا ۭ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا

اچک لیے جائیں ۔ کیا ہم نے انہیں حرم میں جگہ نہیں دی جو امن کا مقام ہے جہاں ہر قسم کے میووں کا رزق

مِنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ

ہماری طرف سے پہنچایا جاتا ہے لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے ۝ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جو اپنے

مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۗ وَكُنَّا

سامان عیش پر نازاں تھے سو یہ ان کے گھر ہیں کہ ان کے بعد آباد ہی نہیں ہوئے مگر بہت کم اور

نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا

ہم ہی وارث ہوئے ۝ اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک کہ ان کے بڑے قصبہ میں

رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝

پیغمبر نہ بھیج لے جو ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنا دے اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے مگر اس حالت میں کہ وہاں کے باشندے ظالم ہوں ۝

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ

اور جو چیز تمہیں دی گئی ہے وہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور اس کی زینت ہے اور جو چیز اللہ کے

اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے کیا تم نہیں سمجھتے ۝

افادات محمود:

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ الخ

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ یہ بات تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ کون راہ راست پر آئے گا اور کون نہیں آئے گا۔ کیونکہ ابتداء سے آفرینش سے اللہ تعالیٰ نے استعدادوں کا فرق رکھا ہے۔ اسی پر اسلام میں داخل ہونے یا نہ ہونے کا مدار ہے۔ یہ بات نہ تو آپ کے علم میں ہے اور نہ اختیار میں۔ آپ اپنا فرض منصبی خوش اسلوبی سے ادا کیا کیجیے۔ ایسے لوگوں کے مسلمان ہونے نہ ہونے کے متعلق آپ سے سوال نہ کیا جائے گا۔

صحیحین میں ہے کہ یہ آیت حضور کے چچا ابوطالب بن عبدالمطلب کے متعلق نازل ہوئی۔ جب وہ قریب المرگ ہوگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم آکر ان کے پاس بیٹھ گئے۔ دیکھا کہ ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن امیہ دونوں عبدمناف کے سرہانے بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا سے فرمایا کہ کلمہ پڑھ لو تاکہ میں قیامت کے دن آپ کی سفارش کر سکوں، لیکن ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ دونوں ابوطالب کو مسلسل تلقین کرتے رہے کہ اپنے والد عبدالمطلب کی ملت پر قائم رہنا اور اس سے انحراف نہ کرنا۔ چنانچہ ابوطالب کے آخری الفاظ یہ

تحقیق:

عمی ملۃ عبد المطلب یعنی میں عبد المطلب کے دین پر مر رہا ہوں۔ ابو طالب کے دل میں ایمان کی حقانیت اور محمد عربی ﷺ کی رسالت کی صداقت تقریباً بیٹھ چکی تھی لیکن وہ کچھ غلط مشیروں کے مشوروں کے باعث اور کچھ خود بھی اس بات کو باعث عار سمجھ رہے تھے کہ لوگ کہیں گے جہنم کی آگ سے ڈر کر اسلام قبول کیا اس لیے کلمہ قبول کرنے سے تو انکار کر دیا اور کہا کہ زندگی بھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خدمت کی اور ان کا ساتھ دیا، ان سے دشمنوں کو دور رکھا تو وہ اس وجہ سے کیا کہ یہ بھائی عبداللہ کی نشانی اور در یتیم ہیں۔ ان کا ساتھ دینا ہمارا خاندانی وقومی فریضہ تھا ([illegible])۔ بعض لوگ حضرت عباسؓ کا قول نقل کر کے اس سے ابو طالب کے مسلمان ہونے پر استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عباسؓ نے فرمایا ہے کہ میرا بھائی مسلمان ہو گیا تھا؟ لیکن حضرت عباسؓ کے قول سے یہ استدلال درست نہیں ہے۔ کیونکہ اصول حدیث کا یہ مشہور ضابطہ ہے کہ راوی تحمل حدیث کے وقت اور ادا حدیث کے وقت مسلمان ہونا چاہیے۔ بعض محدثین کے ہاں تحمل حدیث کے وقت تو ایمان شرط نہیں ہے لیکن ادا حدیث کے وقت ایمان شرط ہے اور یہی قول درست ہے۔ کیونکہ بہت سے صحابہ کرام سے بہت سی روایتیں ایسی ہیں کہ تحمل حدیث حالت کفر میں اور ادا حدیث حالت ایمان میں ہے اور اگر پہلے والے ضابطے پر عمل کیا جائے تو احادیث کا ایک بڑا حصہ اور ضائع ہو جائے گا لیکن اس بات پر تمام محدثین متفق ہیں کہ اگر کوئی روایت ایسی ہے کہ جس کا راوی بوقت تحمل حدیث اور بوقت ادا حدیث کافر ہو تو وہ روایت قابل قبول نہیں ہے اور حضرت عباسؓ کے مذکورہ بالا قول کی بھی یہی پوزیشن ہے کہ حضرت عباسؓ نے ایمان لانے سے قبل اس کو سنا اور بیان کیا لیکن ایمان لانے کے بعد انہوں نے کبھی یہ روایت بیان نہیں فرمائی لہٰذا یہ قابل قبول نہیں ہے۔ پھر جب ابو طالب فوت ہو گئے تو حضرت علیؓ نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا عمک الضال قدمات یعنی تیرے گمراہ چچا کا انتقال ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فواریہ" یعنی اس کو مٹی میں چھپا دو۔ حضورؐ نے اس کے لیے دفن کا لفظ استعمال نہیں فرمایا جو عام طور پر عربی زبان اور احادیث میں استعمال کیا گیا ہے اور نہ ہی غسل و جنازہ وغیرہ کا ذکر ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضور کے الفاظ سے یہ صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ابو طالب مسلمان نہیں ہوا تھا بلکہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوا تھا جیسا کہ ان کے اپنے آخری الفاظ بھی بتا رہے ہیں۔ حضورؐ چچا کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے بہت پریشان ہو رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے تسلی دی کہ آپ اپنے فرائض منصبی ادا کرتے رہیے اور بعض لوگوں کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے کبھی تحمل کر کے اپنی جان نہ کھپائیے۔

أَفَمَنْ وَعَدْنَاهُ وَعْدًا حَسَنًا

بھلا ایک شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہو

فَهُوَ لَاقِيهِ كَمَنْ مَتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ

سو وہ اسے پانے والا بھی ہو اس کے برابر ہے جسے ہم نے دنیا کی زندگی کا فائدہ دیا پھر وہ قیامت کے دن پکڑا ہوا

الْمُحْضَرِينَ ﴿٦١﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ

آئے گا اور جس دن انہیں پکارے گا پھر کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم

تَزْعُمُونَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا

دعویٰ کرتے تھے جن پر الزام قائم ہوگا وہ کہیں گے اے ہمارے رب یہی ہیں جنہیں ہم نے بہکایا تھا

أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ﴿٦٣﴾ وَقِيلَ

انہیں ہم نے گمراہ کیا تھا جیسا کہ ہم گمراہ تھے ہم تیرے روبرو بیزار ہوتے ہیں یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے اور کہا جائے گا

ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ لَوْ أَنَّهُمْ

اپنے شریکوں کو پکارو پھر انہیں پکاریں گے تو وہ انہیں جواب نہ دیں گے اور عذاب دیکھیں گے کاش یہ

كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ

لوگ ہدایت پر ہوتے اور جس دن انہیں پکارے گا پھر کہے گا تم نے پیغام پہنچانے والوں کو کیا جواب دیا تھا پھر

عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

اس دن انہیں کوئی بات نہیں سوجھے گی پھر وہ آپس میں بھی نہ پوچھیں گے سو جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیے

فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ

سو امید ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں سے ہوگا اور تیرا رب جو چاہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہے پسند کرے انہیں

لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ

کوئی اختیار نہیں ہے اللہ ان کے شرک سے پاک ہے اور برتر ہے اور تیرا رب جانتا ہے جو ان کے

صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ

سینوں میں پوشیدہ ہے اور جو ظاہر کرتے ہیں اور وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں دنیا اور آخرت میں اسی کی

وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

ہائے شامت کافر نجات نہیں پاتے ۝

افادات محمود:

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى الخ

قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا لیکن اس کو ایمان نصیب نہ ہوا۔ وہ ظاہری طور پر فرعون کا ساتھ دے رہا تھا۔ ظالمانہ حکومتوں کی ہمیشہ یہ روش رہی ہے کہ جن لوگوں کو دبانا اور ان کا خون چوسنا مقصود ہوتا ہے تو وہ انہی کے رشتہ داروں کو اپنے ساتھ ملا کر انہیں استعمال کرتی رہتی ہیں۔ قارون حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی عزت و عظمت کو دیکھ کر جلتا رہتا تھا اور کہتا تھا کہ چونکہ میں سرمایہ دار ہوں لہٰذا میری قدر و منزلت ان کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ آخرکار اسے حضرت موسیٰؑ کے خلاف یہ تدبیر سوجھی کہ ایک فاحشہ عورت کو بڑی رقم دے کر تیار کیا کہ جب حضرت موسیٰؑ کسی مجلس میں زنا کی سزا اور حدود وغیرہ کا تذکرہ کریں تو لوگوں کے سامنے کہنا کہ حضرت موسیٰؑ نے میرے ساتھ گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ چنانچہ جب حضرت موسیٰؑ کسی مجمع میں دیگر گناہوں کے ساتھ زنا کی سزا بھی بیان فرما رہے تھے کہ اس عورت نے آگے بڑھ کر حضرت موسیٰؑ پر الزام تراشی کی۔ حضرت موسیٰؑ نے اس کو شدید اور سخت قسمیں دے کر پوچھا جس میں اللہ تعالیٰ کے غضب کا بھی ذکر تھا تو وہ عورت گھبرا گئی اور اس نے حقیقت اور صحیح صورت حال بیان کر دی کہ یہ سب کچھ مجھ کو قارون نے پیسہ دے کر سکھایا تھا۔ یہ سب حضرت موسیٰؑ کو بدنام کرنے کے لیے تھا ورنہ اس بات کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ پھر حضرت موسیٰؑ نے اس کے لیے بددعا کی۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اسے اس سمیت زمین میں دھنسا دیا اور زمین اسے برابر کھینچتی چلی جا رہی ہے۔ (العیاذ باللہ)

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ

یہ آخرت کا گھر ہم ان کو دیتے ہیں جو نہیں چاہتے

عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ

اونچا رہنا ملک میں اور نہ فساد کرنا اور نیک انجام تو پرہیزگاروں ہی کا ہے ۝ جو بھلائی لے کر آیا اسے

خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا

اس سے بہتر ملے گا اور جو برائی لے کر آیا تو برائیاں کرنے والوں کو وہی سزا ملے گی

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَاۗدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ

جو کچھ وہ کرتے تھے ۝ جس نے فرض کیا تم پر قرآن وہ تمہیں لوٹانے والا ہے پھیر لانے کی جگہ

قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَاۗءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَمَا كُنْتَ

کہہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ ہدایت کون لے کر آیا ہے اور کون صریح گمراہی میں پڑا ہوا ہے ۝ اور تمہیں

تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا

امید نہ تھی کہ تم پر کتاب اتاری جائے گی مگر تمہارے رب کی مہربانی ہوئی پھر تم کافروں کا

لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ

مددگار نہ بنو اور وہ تمہیں اللہ کی آیتوں سے بعد اس کے کہ تم پر نازل ہو چکی ہیں

اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ

روک نہ دیں اور اپنے رب کی طرف بلا اور مشرکوں میں ہرگز شامل نہ ہو ۝ اور اللہ کے ساتھ دوسرا کوئی معبود نہ پکار

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۣ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اسی کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے ۝

آیاتہا ۶۹ — (۲۹) سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ (۸۵) — رکوعاتہا ۷

سورۂ عنکبوت مکی ہے اور اس میں انہتر آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝

کیا لوگ خیال کرتے ہیں یہ سمجھ کر کہ ہم ایمان لائے ہیں چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ

اور جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ہم نے انہیں بھی آزمایا تھا سو اللہ انہیں ضرور معلوم کرے گا جو سچے ہیں اور

لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا

انہیں بھی جو جھوٹے ہیں۞ کیا وہ لوگ جو برے کام کرتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے قابو سے نکل جائیں گے

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ

برا ہے جو فیصلہ کرتے ہیں۞ جو شخص اللہ سے ملنے کی امید رکھتا ہو سو اللہ کا وعدہ

لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ

آنے والا ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۞ اور جو شخص کوشش کرتا ہے تو اپنے ہی بھلے کے لئے کرتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

بے شک اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۞ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے

لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

ہم ان کے گناہوں کو ان سے دور کر دیں گے اور انہیں ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ ایسے

بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

شریک بنائے جسے تو جانتا بھی نہیں تو ان کا کہنا مت مان تم سب نے لوٹ کر میرے ہی پاس آنا ہے تب میں تمہیں بتا دوں گا جو کچھ تم کرتے تھے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ﴿٩﴾ وَمِنَ

اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کیے ہم انہیں ضرور نیک بندوں میں داخل کریں گے اور کچھ

النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ

ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب انہیں اللہ کی راہ میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو لوگوں کی تکلیف کو

كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَئِن جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ

اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں اور اگر تیرے رب کی طرف سے مدد پہنچے تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ تھے

أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾ وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ

اور کیا اللہ جہان والوں کے دلوں کی باتوں سے اچھی طرح واقف نہیں ہے اور البتہ اللہ ضرور معلوم کرے گا

آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ ﴿١١﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا

جو ایمان لائے اور البتہ منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہے گا اور کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں تم ہمارے طریقہ پر

سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَمَا هُم بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُم مِّن شَيْءٍ

چلو اور ہم تمہارے گناہ اٹھا لیں گے حالانکہ وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی اٹھانے والے نہیں

إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٢﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ وَ

بے شک وہ جھوٹے ہیں اور البتہ اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھ کے ساتھ اور بوجھ بھی اور

لَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿١٣﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ

البتہ قیامت کے دن ان سے ضرور پوچھا جائے گا ان باتوں کے متعلق جو وہ بناتے تھے اور ہم نے نوح کو ان کی

قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ

قوم کی طرف بھیجا پھر وہ ان میں پچاس برس کم ہزار برس رہے پھر انہیں طوفان نے آ پکڑا

وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٤﴾ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٥﴾

اور وہ ظالم تھے پھر ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو نجات دی اور ہم نے کشتی کو جہان والوں کے لیے نشانی بنا دیا

وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن

اور ابراہیم کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھتے ہو تو

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ

تمہارے لئے یہی بہتر ہے ○ تم اللہ کے سوا بتوں ہی کی عبادت کرتے ہو اور جھوٹ بناتے ہو

اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا

جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری روزی کے مالک نہیں سو تم

عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِنْ

اللہ ہی سے روزی مانگو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اسی کے پاس لوٹائے جاؤ گے ○ اور اگر

تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ

تم جھٹلاؤ تو تم سے پہلے بہت سی جماعتیں جھٹلا چکی ہیں اور رسول کے ذمہ تو بس کھول کر

الْمُبِيْنُ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ

پہنچا دینا ہے ○ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ کس طرح مخلوق کو پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا بے شک یہ

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ

اللہ پر آسان ہے ○ کہہ دو ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ اس نے کس طرح مخلوق کو پہلی دفعہ پیدا کیا پھر

اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يُعَذِّبُ

اللہ ہی دوسری دفعہ بھی پیدا کرے گا بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ○ جسے چاہے گا

مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ۝ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ

عذاب دے گا اور جس پر چاہے گا رحم کرے گا اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ○ اور تم نہ تو

فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۫ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

زمین اور آسمان میں عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار بھی نہیں ہے ○

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖۤ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِىْ وَاُولٰٓئِكَ

اور جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں اور اس کے ملنے سے انکار کیا وہ میری رحمت سے ناامید ہو گئے ہیں اور ان کے لئے

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ

دردناک عذاب ہے ○ پھر ابراہیم کی قوم کا اس کے سوا اور کوئی جواب نہ تھا کہ اسے مار ڈالو یا

افاداتِ محمود

اس سورۃ کے پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات بیان فرمائی کہ محض ایمان کا دعویٰ کرنا کافی نہیں ہے، بلکہ ایمان والوں کو آزمایا جائے گا۔ کیونکہ انسان جب کسی کا دین خریدتا ہے تو اسے ٹھونک بجا کر دیکھتا ہے کہ کہیں ٹوٹا ہوا تو نہیں ہے اور پانی تو نہیں ٹپکتا۔ لہٰذا جس ایمان کے عوض اتنی بڑی جنت ملنے کا وعدہ ہے، جس کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے اور خدائی تو اللہ ہی بہتر جانتے ہیں، اس ایمان کی بھی جانچ یقیناً ہوگی کہ کتنا مضبوط ہے۔ جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے سخت امتحان انبیاء علیہم السلام کا ہوتا ہے اور پھر درجہ بدرجہ جو انبیاء کے جتنے قریبی ہوتے ہیں اسی حساب سے ان کا امتحان ہوتا ہے۔ آگے پھر ایمان والوں کو تسلی دی ہے کہ ان پر جو سختیاں ہو رہی ہیں انہیں یقین دلایا جا رہا ہے کہ ان کے عوض اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بہت کچھ تیار کر رکھا ہے۔ اس کی مزید وضاحت کے لیے آگے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ مختصراً بیان فرمایا ہے کہ حضرت نوح نے اللہ کے دین کی کتنی مدت تبلیغ فرمائی لیکن وہ بھی وہ اہل قوم ہٹ دھرم رہی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو طوفان سے ہلاک کر دیا اور حضرت نوحؑ کی شان کو اور بلند فرمایا۔ اسی طرح حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے اللہ کے دین کی وجہ سے بے شمار سختیاں اٹھائیں لیکن ان کے پائے استقلال کو ذرہ برابر جنبش نہ ہوئی۔

وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ مفسرین نے اس کے متعدد معانی لکھے ہیں۔ (۱) ایک یہ ہے کہ راہزنی اور ڈاکے ڈالتے ہو (۲) دوسرا یہ ہے کہ لوگوں کو پکڑ کر ان سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو۔ (۳) اور تیسرا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر مرد اور عورت کا جوڑا پیدا فرمایا اور وہ شرائط عدیدہ کے ساتھ ایک دوسرے سے مستفید ہوتے ہیں اور فطرت سلیمہ کے بھی یہی بات قریب تر ہے۔ لیکن تم عورت کو چھوڑ کر مردوں سے خواہش پوری کی تو مقصد بنا، آیت کا یہی مطلب ہے کہ صحیح راستہ چھوڑ کر غلط راہ پر چلتے ہو۔

وَتَأْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ "المنکر" سے مراد یا تو عام بری باتیں ہیں جو عام طور پر مجلسوں میں کی جاتی ہیں یا گناہوں کی بری مجالس کی باتیں کرو۔ نبی کے خلاف مشورے، جھوٹ، غیبت اور چغلی وغیرہ کرتے تھے۔ منکر سے مراد آواز دور سے خارج کرنے کو ذرہ برابر بھی عیب نہیں سمجھتے تھے اور قوم لوط کے لوگ محفلوں میں آواز دور سے خارج کرتے تھے جس کی آواز لوگ سنتے تھے۔ لہٰذا زور سے ہوا خارج کرنا کہ اس کی آواز لوگوں تک پہنچ جائے جائز نہیں ہے۔ ایک طالب علم نے اس کے عدم جواز پر یوں استدلال کیا کہ اخراج الریح بالصوت حرام ہے۔ چونکہ یہ صوت عورت ہے اور صوت عورت حرام ہے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے یہ استدلال سن کر اس طالب علم کو پانچ روپے انعام دیا تھا۔

فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ

اور انکو راہ سے روک دیا حالانکہ وہ سمجھدار تھے o اور قارون اور فرعون

وَهَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا

اور ہامان کو ہلاک کیا اور تحقیق ان کے پاس موسیٰ نشانیاں لیکر آئے تھے پھر انہوں نے ملک میں سرکشی کی اور

كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا

وہ بھاگ کر نہ بچ سکے o پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑا پھر کسی پر تو ہم نے

عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ

پتھروں کا مینہ برسایا اور ان میں سے کسی کو کڑک نے آ پکڑا اور کسی کو ان میں سے زمین میں

الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا

دھنسا دیا اور کسی کو ان میں سے غرق کر دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے لیکن وہی

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ

اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے o ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا حمایتی بنا رکھے ہیں

كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ

مکڑی کی سی مثال ہے جس نے گھر بنایا اور بے شک سب گھروں سے کمزور گھر مکڑی کا ہے

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ

کاش وہ جانتے o بے شک اللہ جانتا ہے جس شے کو اس کے سوا پکارتے ہیں

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ

اور وہ غالب حکمت والا ہے o اور یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور انکو وہی سمجھتے ہیں

اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

جو علم والے ہیں o اللہ نے آسمانوں اور زمین کو مناسب طور پر بنایا ہے بے شک اس میں

لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾

ایمان والوں کے لئے بڑی نشانی ہے o

افاداتِ محمود

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو نماز انسان کو بے حیائی اور بری باتوں سے نہ روکے وہ نماز انسان کو اللہ تعالیٰ سے اور زیادہ دور کر دیتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ پانچوں نمازیں ان گناہوں کے لیے کفارہ بنتی ہیں، جو گناہ ان نمازوں کے درمیانی اوقات میں کیے جاتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ تم میں سے اگر کسی کے دروازہ پر نہر ہو اور وہ پانچ وقت اس میں غسل کرتا ہو تو کیا اس کے بدن پر میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ حضرت ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ نماز میں تین چیزیں ہوتی ہیں اگر یہ نہیں ہیں تو نماز نہ کہلائے گی۔ اخلاص، خشیت اور اللہ تعالیٰ کا ذکر۔

فالاخلاص یأمره بالمعروف والخشیة تنهاه عن المنکر وذکر الله القرآن یأمره وینهاه

(ابن کثیر)

یعنی اخلاص انسان کو بھلائیوں پر ابھارتا ہے، خشیت اسے برائیوں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر قرآن کریم ہے جو انسان کو اچھائیوں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے منع کرتا ہے۔

یہاں عام طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ نماز تو پڑھتے ہیں لیکن بے حیائی اور بری باتوں سے باز نہیں آتے؟ اس کے قریب قریب وہ سوال ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تھا کہ حضورؐ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے لیکن صبح کو چوری کرتا ہے یعنی نمازی ہونے کے باوجود چور ہے۔ کیا نماز اسے چوری سے نہیں روکتی؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب وہ اس گناہ سے رک جائے گا۔ محققین نے اس سوال کے کئی جواب دیے ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ نماز کی صفت مذکورہ اس شرط سے ہے کہ اہتمام صلوٰۃ کے ساتھ ہو، جیسا کہ متعدد احادیث میں ترک صلوٰۃ اور ترک جماعت پر متعدد اور مختلف الانواع وعیدات وارد ہوئی ہیں۔ لہٰذا جو لوگ اہتمام نہیں کریں گے وہ نماز سے پوری طرح مستفید نہیں ہو سکیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نماز کی حیثیت کلید ابتداء میں محدود وقت تک اور بعد میں زندگی کی ہر گھڑی میں انسان کو اعمال بد سے روکتی ہے۔ یعنی ابتداء میں تو جتنا وقت نماز میں گزرتا ہے اس وقت انسان اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ قیام، قراءۃ، رکوع، سجدہ اور اذکار وغیرہ میں مشغول رہتا ہے اور حرام کاموں سے محفوظ رہتا ہے۔ کچھ وقت کے ساتھ ساتھ اقامت صلوٰۃ انسان کی طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے اور انسان کے قلب کا آئینہ اس قدر صاف و شفاف ہوتا ہے کہ اس میں چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی نظر آتا اور محسوس ہوتا ہے۔ انسان اس سے بچنے کی سعی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی توفیق مانگتا ہے۔ اس طرح نمازی گناہوں سے بچا رہتا ہے۔

نماز کی تاثیر جن باتوں کی وجہ سے ختم ہوتی ہے ان سے بچنا بھی ضروری ہے۔ جیسے حدیث میں ہے کہ حرام لقمہ جب پیٹ میں پڑ جاتا ہے تو چالیس دن تک عبادت قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح دیگر اسباب و عمل کو بھی سمجھ لینا چاہیے۔ دیکھیے کہ ایک افسر ہم جیسا انسان ہوتا ہے لیکن اس کے دفتر میں لوگ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ مجال تک نہیں کرتے۔ اب سوچیے شہنشاہ علی الاطلاق کے دربار میں حاضری کے لئے آداب درکار ہوں گے۔ کیا ہم نمازوں میں وہ آداب بجا لاتے ہیں؟ حضرت گنگوہی کے پاس ایک دیہاتی بیعت ہونے کے لئے آیا اور کہا کہ میں بیعت ہونا چاہتا ہوں، لیکن کسی کام کی پابندی نہیں کروں گا۔ حضرت نے فرمایا فقط ایک کام کرنا یعنی نماز پڑھنا۔ اس نے تسلیم کر لیا اور نماز پڑھنے لگا۔ چند دنوں میں تمام گناہ چھوٹ گئے اور تمام اعمال پابندی سے کرنے لگا۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اللہ کا ذکر بہت بڑی عبادت ہے۔ ذکر سے مراد ذکر بالجنان بھی ہو سکتا ہے اور ذکر باللسان بھی مراد ہو سکتا ہے۔ ذکر باللسان تو جیسے سبحان اللہ الحمد للہ وغیرہ مختلف اذکار ہیں جن میں بعض مخصوص ہیں اوقات کے ساتھ (یعنی مخصوص اوقات کے اذکار) بعض علی الاطلاق ہیں (دن وقت وعدد) وقت اور عدد کی پابندی سے آزاد) ہیں اور ذکر بالجنان سے مراد دھیان ہے کہ ہر وقت انسان کو اللہ کا دھیان نصیب ہو۔ اس صورت میں نہ تو جھوٹ بولے گا نہ غیبت کرے گا نہ کم تولے گا وغیرہ وغیرہ۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کرنا بندے کے لیے بہت بڑی بات ہے۔ حضرت عبداللہ بن ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباسؓ نے پوچھا کیا تو " وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ " کا مفہوم سمجھتا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! حضرت کے استفسار پر میں نے کہا کہ اس سے مراد تسبیح، تحمید اور تلاوت کلام پاک ہے تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم نے درست کہا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے، بلکہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب تم لوگوں کو کسی بات کا حکم دیتے ہیں یا تمہیں کسی بات سے منع فرماتے ہیں تو تمہیں یاد کرتے ہیں۔ پس تو اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد کرنا بہت بڑا اعزاز ہے، نسبت اس کے کہ تم اللہ کو یاد کرو۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ الخ

دعوت دینے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کی بات نرمی کے ساتھ رد کرو اور امید رکھو کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے دے گا۔ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ظالم وہ لوگ ہیں جنہوں نے معاہدہ توڑا تھا۔ جیسے بنو قریظہ اور بنو نضیر۔ لہٰذا بنو نضیر نے عہد شکنی کی تو بنو نضیر کو جلا وطن کر دیا گیا اور بنو قریظہ کے ساتھ معاملہ دوسرے طریقے سے ہوا، کیونکہ وہ عہد شکنی کر کے انسانیت کے مقام سے گر گئے تھے۔

مند اور شکر گزار ہوتے تھے اور ان سے ان کی محبت اور زیادہ ہو جاتی تھی مگر اللہ تعالیٰ کے اتنے بڑے بڑے احسانات کو فراموش کیے ہوئے تھے۔

سُبُلَنَا سبل کی جمع ہے۔ مراد تمام راستے ہیں یعنی ہدایت کے تمام راستے سمجھا دیں گے۔ واللہ اعلم

رُسُلُهُم بِالْبَيِّنٰتِ ۖ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

ان کے رسول معجزات لے کر بھی آئے تھے سو اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ۝

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰىٓ اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا

پھر برا کرنے والوں کا انجام بھی برا ہی ہوا اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور ان کی

بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

ہنسی اڑاتے رہے ۝

افادات محمود:

شان نزول

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ سے قبل دو طاقتیں مشہور و بڑی تھیں۔ رومیوں کی طاقت اور ایرانیوں یعنی مجوسیوں کی طاقت۔ یہ دونوں ملک ایک دوسرے کے حریف تھے۔ باقی چھوٹی چھوٹی سلطنتیں ان دونوں کے رحم و کرم پر ہوتی تھیں۔ بعض سلطنتیں قیصر روم سے منسلک تھیں اور بعض کسریٰ سے منسلک تھیں۔ ان دو بڑی طاقتوں کا آپس میں جنگ کا سلسلہ رہتا تھا۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے۔ روم میں چونکہ نصاریٰ رہتے تھے وہ اہل کتاب تھے، لہٰذا مذہباً اور طبعاً مسلمان انہیں اپنے قریب سمجھتے تھے اور ایران میں مجوسی آباد تھے جو کہ مشرک تھے، لہٰذا مشرکین مکہ ان کو اپنا حلیف اور قریبی خیال کرتے تھے۔ نتیجہ یہ تھا کہ اگر رومی کسی محاذ پر مغلوب ہو جاتے تو مشرکین مکہ مسلمانوں کو طعنے دیتے اور ڈراتے دھمکاتے کہ جس طرح ایرانیوں سے رومی ہار گئے ہیں اور ان کے مقابلہ میں کمزور پڑ گئے ہیں، اسی طرح تم لوگ ہمارے مقابلہ میں کمزور پڑ جاؤ گے اور مغلوب ہو جاؤ گے اور اگر ایرانی کسی جگہ مغلوب ہوتے اور رومی غالب آ جاتے تو مسلمان خوش ہوتے اور اس کو اپنے لئے نیک فال قرار دیتے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے چند سال بعد رومیوں اور ایرانیوں میں شدید جنگ ہوئی جس میں ایرانی غالب اور رومی مغلوب ہو گئے اور مصر وغیرہ بڑے بڑے علاقے نصاریٰ کے ہاتھ سے نکل گئے اور بیت المقدس میں نصاریٰ کی سب سے بڑی صلیب کو توڑ دیا اور بے شمار پادریوں کو قتل کیا اور بادی النظر میں قیصر کی طاقت مکمل طور پر ٹوٹ گئی۔ حتیٰ کہ خود اس کو قسطنطنیہ میں پناہ لینا پڑی اور ظاہری اسباب بالکل ایسے نہ تھے کہ دوبارہ وہ جمع خاطر ہو کر ایرانیوں پر حملہ کر سکے۔ اس واقعہ پر مشرکین مکہ نے خوب خوشی کے شادیانے بجائے اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ جو حشر رومیوں کا ایرانیوں نے کیا ہے وہی حشر ہم بھی تمہارا کریں گے۔ عین اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۂ روم نازل کر کے مسلمانوں کو خوشخبری دی کہ گرچہ اس وقت رومی مغلوب ہو گئے ہیں لیکن آئندہ چند سال میں وہ دوبارہ غالب ہو جائیں گے۔ اس پیشین گوئی کے نتیجے میں حضرت ابوبکر صدیق نے جب

مشرکین مکہ سے کہا کہ رومی مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہو جائیں گے۔ چونکہ ظاہری اسباب رومی سلطنت کے حق میں بالکل نہ تھے، اس وجہ سے مشرکین مکہ اس بات کو نہایت بعید از فہم خیال کر رہے تھے۔ وہ صدیق اکبرؓ سے کہتے۔ کیا اگر واقعی مستقبل قریب میں رومی جیتیں گے تو آپ ہمارے ساتھ شرط لگائیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تین اونٹوں کی شرط لگائی لیکن بیچ میں جو وقت مقرر کیا گیا وہ تین یا پانچ سال کا تھا۔ شرط مقرر کرنے کے بعد آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلا دیا کہ میں نے مشرکین مکہ کے ساتھ مذکورہ شرط باندھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کی اس صورت سے متعلق حرمت یا کراہت کے حوالے سے تو کچھ ارشاد نہیں فرمایا کیونکہ اس وقت شرط باندھنا حرام نہیں ٹھہرا تھا۔ لیکن یہ ارشاد فرمایا کہ اونٹوں کی تعداد بے شک تین سے بڑھا دو لیکن وقت بھی بڑھا دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

سَيَغْلِبُونَ فِي بِضْعِ سِنِينَ یعنی رومی چند سال میں غالب ہوں گے۔ یہاں وقت کا تعین نہیں ہے لہٰذا حضرت صدیق اکبرؓ نے اونٹوں کی بھی تعداد بڑھائی اور وقت بھی بڑھا دیا۔ مدت ۵ سال کے بجائے ۹ سال کر دی گئی۔

لفظ "بِضْعٌ" "بَضْعٌ" سے بنا ہے اور "بضع" جملة من اللحم تبضع یعنی گوشت سے جو ٹکڑا الگ کیا جائے اسے بضع کہا جاتا ہے اور بضع کے متعلق امام راغب المفردات میں لکھتے ہیں:

والبضع بالكسر المنقطع من العشر ويقال ذلك لما بين الثلاث الى العشرة وقيل بل هو فوق الخمس دون العشرة (المفردات)

اور "بضع" بالکسرہ کے ساتھ اس عدد کو کہا جاتا ہے جو دس سے الگ کیا گیا ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "بضع" کا اطلاق تین سے دس تک پر ہوتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "بضع" پانچ سے اوپر اور دس سے نیچے عدد کو کہا جاتا ہے۔

اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ "بضع" کا اطلاق دس سے کم عدد پر ہوتا ہے۔ لہٰذا حضورؐ کے ارشاد پر صدیق اکبرؓ نے وقت بڑھا دیا اور یہ پیش گوئی بدر کے معرکہ کے وقت پوری ہوئی۔ ایک طرف تو مسلمان غزوۂ بدر کی کامیابی کی خوشیاں منا رہے تھے کہ اسی وقت یہ اطلاع بھی آ گئی کہ رومی بھی خدائی پیش گوئی کے مطابق ایرانیوں پر غالب ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں کی خوشی میں اور اضافہ ہوا۔ شرط میں اونٹوں کی تعداد چونکہ ایک سو کر دی گئی تھی اور مشرکین میں سے ابی ابن خلف سے یہ شرط لگائی گئی تھی اور وہ جنگ بدر میں حضورؐ کے ہاتھ سے زخمی ہو گیا تھا تو کسی ضامن کے ذریعہ اس سے لیے گئے۔ لہٰذا سو اونٹ حضرت صدیق اکبرؓ کو اس شرط سے حاصل ہوئے۔ جب آپ سو اونٹ لے کر آ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو صدقہ کر دو۔ اس وقت اگرچہ شرط حرام نہ تھی لیکن حضرات انبیاء کو فطرت سلیمہ عطا ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ نبوت ملنے سے قبل اور نبوت ملنے کے بعد راست فیصلے کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نبوت ملنے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں شراب نوشی اور بت

مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا

تمہاری ہی حالت کی ایک مثال بیان فرماتا ہے کیا جن کے تم مالک ہو وہ اس میں جو ہم نے تمہیں دے رکھا ہے شریک ہیں

رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

شریک ہیں پھر تم اس میں برابر ہو تم ان سے اسی طرح ڈرتے ہو جس طرح اپنوں سے ڈرتے ہو اسی طرح ہم

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ

عقل والوں کے لیے آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں بلکہ بے انصاف بے سمجھے اپنی خواہشوں پر چلتے ہیں تو کون

يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ

ہدایت کر سکتا ہے جسے اللہ نے گمراہ کر دیا اور ان کا کوئی بھی مددگار نہیں سو آپ ایک طرف کا ہو کر اپنا رخ سیدھا دین کے

حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ

رکھیں اللہ کی دی ہوئی قابلیت پر جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی بناوٹ میں ردوبدل نہیں یہی

الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ

سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اسی کی طرف رجوع کیے رہو

وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ

اور اس سے ڈرو اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جنہوں نے

فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ وَاِذَا مَسَّ

اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کئی فرقے ہو گئے ہر فرقہ اسی سے خوش ہے جو ان کے پاس ہے اور جب لوگوں کو

النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً

کوئی دکھ پہنچتا ہے تو اپنے رب کی طرف رجوع ہو کر اسے پکارتے ہیں پھر جب وہ انہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھاتا ہے

اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۪ فَسَوْفَ

تو ایک گروہ ان میں سے اپنے رب سے شرک کرنے لگتا ہے تاکہ جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس کی ناشکری کریں سو مزے اڑا لو پھر تمہیں

تَعْلَمُوْنَ ۝ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ۝

معلوم ہو جائے گا کیا ہم نے ان پر کوئی سند نازل کی ہے جو انہیں شرک کرنا بتاتی ہے

کپڑوں وغیرہ میں کسی کو شریک کرنا مناسب نہیں سمجھتے ہو حالانکہ تمہارے اموال حادثہ ہیں بھی عارضی ہیں اور ان پر تمہاری ملکیت بھی عارضی ہے۔ تو پھر میرے بندوں کو میری خدائی میں اور میری عبادات میں کیوں شریک کرتے ہو؟ جبکہ آسمان، زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کو میں نے پیدا کیا ہے اور ان پر ہمیشہ میری ملکیت رہے گی۔ ایسے لوگ بڑے ظالم ہیں بے انصافی کرتے ہیں۔

فطرت اللہ الخ یہ مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول بہ ہے فعل محذوف کے لیے جو کہ اتبع فعل امر کا صیغہ ہے۔

الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ

پھر تو مینہ کو دیکھے گا کہ اس کے اندر سے نکلتا ہے پھر جب اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے تبھی وہ

يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿٤٩﴾

خوش ہو جاتے ہیں ○ اور اگرچہ تھے برسنے سے پہلے نا امید تھے ○

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ

پھر تو اللہ کی رحمت کی نشانیوں کو دیکھ کہ زمین کو خشک ہونے کے بعد کس طرح سرسبز کرتا ہے بیشک وہی مردوں کا پھر

الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٥٠﴾ وَلَىِٕنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا

زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ○ اور اگر ہم ایسی ہوا چلا دیں کہ جس سے وہ کھیتی کو

لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿٥١﴾ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ

زرد دیکھیں تو اس کے بعد ناشکری کرنے لگ جائیں ○ بے شک تو مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں کو آواز سنا سکتا ہے

اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿٥٢﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ

جب وہ پیٹھ پھیر کر پھر جائیں ○ اور نہ تو اندھوں کو ان کی گمراہی سے سیدھے راستے پر لا سکتا ہے تو تو صرف انہی لوگوں کو سنا سکتا ہے

يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٥٣﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُؔعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ

جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں سو وہی ماننے والے ہیں ○ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں کمزوری کی حالت سے پیدا کیا پھر

مِنْۢ بَعْدِ ضُؔعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُؔعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا

کمزوری کے بعد قوت عطا کی پھر قوت کے بعد ضعف اور بڑھاپا کر دیا جو چاہتا ہے

يَشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿٥٤﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ

پیدا کرتا ہے اور وہی جاننے والا قدرت والا ہے ○ اور جس دن قیامت قائم ہوگی گنہگار قسمیں کھائیں گے کہ

مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

ہم ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے تھے اسی طرح وہ الٹے چلائے جاتے تھے ○ اور جن لوگوں کو علم اور ایمان

وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ فَھٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ

دیا گیا تھا کہیں گے کہ اللہ کی کتاب کے مطابق تم قیامت تک رہے ہو سو یہ قیامت کا ہی دن ہے

وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ
لیکن — تمہیں اس کا یقین نہ ہوتا تھا ۝ — تو اس دن ظالموں کو — ان کا عذر کچھ فائدہ نہ دے گا — اور نہ ان سے
يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ
توبہ قبول کی جائے گی ۝ — اور ہم نے لوگوں کے لئے — اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے — اور اگر تم ان کے سامنے
بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى
کوئی نشانی پیش کرو — تو کافر یہی کہیں گے کہ — تم تو جھوٹے ہو ۝ — جو لوگ یقین نہیں کرتے اللہ
قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ
ان کے دلوں پر یونہی مہر کر دیتا ہے ۝ — سو تم صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے — اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے
الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝
وہ تمہیں — بے برداشت نہ بنا دیں ۝

افاداتِ محمود:

﴿ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ ﴾ الخ قرآن کریم میں جہاں جہاں ریاح کا لفظ آیا ہے تو اس سے مراد رحمت و برکت والی ہوائیں ہیں اور ریح کا لفظ زیادہ تر عذاب کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ جو ادنیٰ تامل اور تدبر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم

سُورَةُ لُقْمَانَ مَكِّيَّةٌ

آیتیں ۳۴   سورۂ لقمان مکی ہے   رکوع ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝۱ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝۲ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝۳ الَّذِيْنَ

یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی ○ جو نیک بختوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے ○ وہ جو

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ عَلٰى

نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں ○ یہی لوگ ہیں

هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ

اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں ○ اور بعض ایسے آدمی بھی ہیں جو کھیل کی

لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ

باتوں کے خریدار ہیں تاکہ بن سمجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں اور اس کی ہنسی اڑائیں ایسے لوگوں کے لئے

لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۶ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا

ذلت کا عذاب ہے ○ اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہوا منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہیں

كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۷ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

گویا اس کے دونوں کانوں میں بہرا پن ہے سو اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو ○ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝۸ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

کام کئے ان کے لئے نعمت کے باغ ہیں ○ جہاں ہمیشہ رہیں گے اللہ کا سچا وعدہ ہے اور وہ زبردست

الْحَكِيْمُ ۝۹ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ

حکمت والا ہے ○ آسمانوں کو بے ستون بنایا تم انہیں دیکھ رہے ہو اور زمین میں پہاڑ رکھ دیئے تاکہ

اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا

تمہیں لے کر ایک طرف نہ جھک جائے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اور ہم نے آسمان سے مینہ برسایا پھر ہم نے

فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝ هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ

زمین میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں اگائیں ۝ یہ تو اللہ کی ساخت ہے پھر مجھے دکھاؤ کہ ان کے سوا اوروں نے کیا

دُونِهِ ۚ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝

پیدا کیا ہے بلکہ ظالم لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں ۝

افاداتِ محمود:

سورۂ نحل کی طرح سورۂ لقمان کی ابتدائی آیتیں بھی سورۂ بقرہ کی مشابہ ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الخ سورت کی ابتداء میں محسنین و متقین کی صفات بیان کرنے کے بعد اب اشقیاء و عصاۃ کی کچھ علامتیں بتلائی جاتی ہیں۔ لہذا ارشاد ہوتا ہے کہ بعض لوگ ایسے شقی اور ازلی بد بخت ہیں کہ قرآن اور رسول کی ہدایات کے مقابلہ میں لوگوں کو فضول گوئی اور لہو ولعب میں مبتلا کرتے رہتے ہیں اور قرآن سے ان کو باز رکھنے کی سعی نا مشکور کرتے ہیں جنہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو تھوک آسمان کی طرف پھینکی جاتی ہے وہ پھینکنے اور تھوکنے والے کے منہ پر آ پڑتی ہے۔

شانِ نزول

مذکورہ آیت کے شانِ نزول کا واقعہ جو روایات سے ثابت ہے کہ رؤسائے کفار میں سے نضر بن حارث بغرض تجارت فارس جاتا۔ وہاں سے قصوں اور کہانیوں پر مشتمل کتب خرید کرلاتا اور پھر لوگوں کو قرآن کریم سے دور رکھنے کے لیے ان کو شاہان عجم کے قصے سناتا اور کہتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو قرآن میں قوم عاد و ثمود کے قصے سناتے ہیں۔ پھر نماز پڑھنے کا بھی کہتے ہیں۔ صدقہ و زکوٰۃ کا بھی حکم کرتے ہیں۔ کبھی (جہاد میں) جانیں قربان کرنے کا حکم دیتے ہیں اور میں تم لوگوں کو رستم و اسفندیار کے قصے سناتا ہوں جس میں سننے کے سوا کچھ نہیں کرنا پڑتا۔

نیز اس نے ایک لونڈی خرید رکھی تھی۔ یہ لوگوں کو حضور کی پرنور مجالس سے دور رکھنے کے لیے اس کا ناچ گانا سنواتا تھا اور رقص ہی کی مجلسیں منعقد کرتا تھا۔

قرآنی ہدایات عام ہیں۔ یہ شانِ نزول کے ساتھ مختص نہیں ہیں۔ لہذا جو عمل انسان کو اعمال صالحہ سے باز رکھے اور ان میں رکاوٹ بنے۔ وہ جائز نہیں ہے۔ چنانچہ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں:

كل ما اشغلك عن عبادة الله وذكره من السمر والاضاحيك والخرافات والغناء ونحوها

ہر وہ کام جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر سے غافل کردے جیسے قصہ گوئی، ہنسانے کے لیے باتیں کرنا، گانے اور دیگر خرافات تو یہ سب لہو الحدیث میں شامل و داخل ہیں۔ حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ

اور ہم نے لقمان کو دانائی عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر

لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

کرتے رہو اور جو شخص شکر کرے گا وہ اپنے ذاتی نفع کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ڼ اِنَّ الشِّرْكَ

اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرانا بلاشبہ شرک کرنا

لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ

بڑا بھاری ظلم ہے اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور

وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ

دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کرے میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور اگر تجھ پر اس بات کا

عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي

زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اس کو شریک ٹھہرائے جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ

الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ

خوبی سے بسر کرنا اور اس شخص کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو پھر تم سب کو میرے ہی پاس آنا ہے پھر میں

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ

تمہیں بتلا دوں گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو

فِيْ صَخْـرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝

یا وہ آسمانوں کے اندر ہو یا وہ زمین کے اندر ہو تب بھی اللہ اس کو حاضر کر دے گا بے شک اللہ بڑا باریک بین اور باخبر ہے

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ

بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت آئے اس پر صبر کیا کر

اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي

بے شک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے اور لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین میں

الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ	
اور اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کر ۔ بیشک اللہ کسی تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا ۝ اور زمین پر اکڑ کر نہ چل	
وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝	
بیشک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی ہے ۝ اور اپنی آواز کو پست کر	

افادات محمود:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ الخ

حضرت لقمانؑ کے متعلق اختلاف ہے کہ نبی تھے یا نہیں؟ سوائے ایک قول کے باقی جمہور امت اس بات پر متفق ہے کہ وہ نبی نہ تھے۔ وہ اعلیٰ درجہ کے ولی تھے۔ نیز حضرت لقمان حکیم کا زمانہ بھی کسی صحیح روایت کے مطابق متعین نہیں۔ اکثر حضرات نے لکھا ہے کہ حضرت داؤدؑ کے زمانے میں ہوئے ہیں۔ حضرت لقمان پیغمبر تو نہ تھے لیکن پاکیزہ نفس اور صالح وخدا ترس آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو غیر معمولی عقل و فہم و دانش و فراست عطا فرمائی تھی۔ انھوں نے عقل کے ذریعہ ایسی باتیں کہی ہیں جو حضرات انبیاء کی وحی اور احکام خداوندی کے عین مطابق تھیں۔ جیسے کہ امت مسلمہ میں موافقات عمرؓ ہیں۔ حضرت لقمان حبشی غلام تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ یہ بے مثال عقل و شعور آپ کو کیسے نصیب ہوا؟ تو فرمایا خاموشی کی وجہ سے۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ الخ ظلم کی تعریف علماء نے لکھی ہے:

وضع الشیٔ فی غیر محلہ یعنی کسی چیز کو اس کے مقام سے مختلف مقام پر رکھنا ظلم ہے اور شرک سب سے بڑا ظلم اسی وجہ سے ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے ولقد کرمنا بنی آدم الخ یعنی ہم نے بنی آدم کو شرافت بخشی اور تمام چیزوں کو ان کے کام پر لگا دیا۔ کوئی روشنی فراہم کر رہا ہے۔ کوئی فصلوں میں رنگ بھر رہا ہے۔ کوئی زندگی پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ اس کے باوجود اس غلام کو مخدوم اور اس ساجد وعابد کو معبود بنانا یقیناً بڑا ظلم اور پرلے درجہ کی نااہلی ہے۔ انسان اگر مقصد زندگی کو پورا کرے تو فرشتوں سے افضل ہے۔ عقائد اسلام کی کتابوں میں لکھا ہے کہ انسان دو قسم کے ہیں (۱) خواص جیسے انبیاء ورسل (۲) اور عام انسان۔ اسی طرح فرشتے بھی دو قسم کے ہیں (۱) خواص جیسے جبرئیل، عزرائیل، اسرافیل وغیرہ (۲) اور عام فرشتے۔ ضابطہ یہ ہے کہ انبیاء ورسل خواص فرشتوں سے افضل ہیں اور خاص فرشتے عام انسانوں سے افضل ہیں اور عام انسان اگر مقصد زندگی کو پورا کرتے ہیں تو وہ عام فرشتوں سے افضل ہیں اور اگر مقصد زندگی کو پورا نہیں کرتے تو پھر جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے اولئک کالانعام بل ھم اضل الخ

وَاِنْ جٰهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ الخ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لا طاعۃ

لمخلوق فی معصیۃ الخالق یعنی مخلوق کو خوش کرنے کے لیے خالق کو ناراض کرنا معصیت وعصیان ہے جو کہ جائز نہیں ہے۔ خواہ ماں باپ کیوں نہ ہوں۔ چنانچہ ابن کثیرؒ نے طبرانی کے حوالے سے روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ جب میں مسلمان ہوا تو میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ سعد یہ تم کیا کر رہے ہو۔ کیا اپنا باپ دادا کا دین چھوڑ دو گے؟ اللہ کی قسم میں نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی یہاں تک کہ مجھ کو موت آ جائے پھر تم اپنا یہ نیا دین ترک کر پاؤ تب چھوڑ دو گے۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں میں نے ایک دن بڑی کوشش کی لیکن اس نے کچھ نہیں کھایا پھر دوسرے دن کوشش کی لیکن پھر بھی اس نے کچھ نہ کھایا۔ تیسرے دن بھی وہی کیفیت رہی پھر میں نے کہا کہ اماں جان اگر تیری سو روحیں ہوں اور ایک ایک کر کے یہاں کی جسم سے روح نکل جائے تو میں تب بھی آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا دین نہیں چھوڑوں گا۔ یہ جواب سن کر وہ کھانے لگی۔ حیرت کی بات ہے۔ ایک طرف ماں کی محبت کی آگ سینے میں شعلہ زن ہے۔ دوسری طرف ایمان کے بدلے کفر اور بغاوت کی ترغیب ہے یا قتل اور کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں لیکن کردار ایسا کہ قربان ہوں حقیقت صحابہ کرامؓ پر کہ ان حضرات کے پائے ثبات کو ذرہ برابر لغزش نہ ہوئی۔ فرضی اللہ عنہم وارضاہم واحشرنا معهم فی مأواهم۔

مولانا عبید اللہ سندھیؒ سکھ سے مسلمان ہوئے تھے، ان کی والدہ سکھ تھیں۔ تمام عمر مسلمان نہیں ہوئیں۔ مولانا نے مسلمان ہونے کے بعد تعلیم پائی پھر مدرس ہو گئے مدرس بننے کے بعد بھی والدہ کو اپنے ساتھ رکھا۔ یہ بڑے انقلابی آدمی تھے، والدہ کی بڑی خدمت کی اور بیوی کی بھی بڑی خدمت کی۔ ایک دن والدہ نے کچھ سودا منگوایا مسجد میں جماعت ہو رہی تھی۔ مولانا سودا لانے کی بجائے جماعت میں شامل ہو گئے۔ پہلے نماز پڑھی پھر جا کر سودا لے آئے تو والدہ نے کہا کہ تم نے بڑی دیر کر دی اور غصہ ہو کر حضرت کے سر پر جوتے مارتی رہیں، لیکن حضرت نے اُف تک نہیں کی۔ باوجودیکہ والدہ سکھنی تھیں اور کفر کی حالت میں مریں اور مسلمان نہیں ہوئیں لیکن ان حضرات نے "وصاحبهما فی الدنیا معروفا" کی صحیح مثال قائم کی۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ
کیا تم نے نہیں دیکھا کہ
اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً
جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اللہ نے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے اور تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی
وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا
پوری کر رکھی ہیں اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر
كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿٢٠﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا
روشنی دینے والی کتاب کے ۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کی ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے
وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿٢١﴾
جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے کیا اگرچہ شیطان ان کے بڑوں کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا رہا ہو
وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ
اور جس نے نیک ہو کر اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا تو اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا
وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿٢٢﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ
اور آخرکار ہر معاملہ اللہ ہی کے حضور میں پیش ہونا ہے اور جس نے انکار کیا تو آپ کو اس کے انکار سے غم نہ کرنا چاہئے انہیں ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے
فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٢٣﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ
پھر ہم انہیں بتا دیں گے کہ انہوں نے کیا کیا ہے بیشک اللہ دلوں کے راز جانتا ہے ہم انہیں تھوڑا سا فائدہ پہنچاتے ہیں پھر
نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٢٤﴾ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
پھر انہیں سخت عذاب کی طرف گھسیٹ کر لے جائیں گے اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٥﴾ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے کہہ دو الحمد للہ بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں
وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ
اور زمین میں ہے بیشک اللہ بے نیاز سب خوبیوں والا ہے اور اگر جو زمین میں درخت ہیں سب قلم ہو جائیں اور

الْغَرُورُ ۝ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي

دھوکہ میں رکھے ۝ بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ

الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ

ماں کے پیٹوں میں ہوتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس

أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝٣٤

زمین میں مرے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے ۝

افاداتِ محمود:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ الخ اللہ تعالیٰ نے کشتی کے ذریعہ ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ جس طرح کشتی سمندر میں چلتی ہے اور مختلف موجوں اور حالات کا سامنا کرتی ہے کبھی تو سخت موجوں کی وجہ سے کشتی میں آہ و فغاں ہوتا ہے نہ باپ کو بیٹے اور نہ بیٹے کو باپ کا خیال ہوتا ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن کے مناظر المناک اور شدید ہوں گے۔ جہاں بیٹا باپ سے اور باپ بیٹے سے اور دیگر رشتہ دار بھی ایک دوسرے سے بھاگیں گے۔

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ الخ

شانِ نزول

جلالین کے حاشیہ میں یہ روایت موجود ہے کہ حارث بن عمرو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ قیامت کب آئے گی۔ میں نے بیج زمین میں ڈال دیے ہیں بارش کب آئے گی؟ اور میری بیوی حاملہ ہے۔ آیا وہ بچہ جنے گی یا بچی؟ اور میں آئندہ کل کیا کام کروں گا۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ میری پیدائش فلاں جگہ ہوئی ہے۔ لیکن یہ ارشاد فرمایئے کہ میری موت کس جگہ اور کس سرزمین پر واقع ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے سوالوں کے جوابات کے طور پر یہ آیت نازل فرمادی۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے "مفاتیح الغیب خمس" کے عنوان سے اس کو نقل فرمایا ہے۔

خلاصہ اس آیت کا یہ ہے کہ مغیبات میں دو طرح کے امور ہوتے ہیں۔ امور تکوینیہ اور امور تشریعیہ۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کو امور تشریعیہ کا علم دیا جاتا ہے۔ چونکہ ان ہی علوم کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ تشریعیات عبادات، معاملات وغیرہ پر مشتمل ہوتے ہیں اور تکوینیات کی ضرورت انسان کو اس وجہ سے نہیں ہے کہ انسان مادی اسباب کے ذریعہ تکوینیات پر اثرانداز نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کسی شخص کو اگر معلوم ہو جائے کہ فلاں وقت اور فلاں گھڑی

کو سمیع اور بصیر قرار دے دیا گیا ہے اور یہ دونوں فقط اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے بھی ہیں، لیکن اس لفظی اشتراک سے کوئی باشعور انسان یہ کبھی تصور بھی نہیں کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اور انسان کا سمیع اور بصیر ہونا برابر ہے۔

اسی طرح تیسری چیز جو آیت بالا میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ ارحام (رحموں) میں جو کچھ ہے وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں، انسان نہیں جانتے۔ یہاں بھی بظاہر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب عورت حاملہ ہوتی ہے تو ایک خاص مدت کے بعد بذریعہ الٹرا ساؤنڈ پتا چل جاتا ہے کہ یہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ پھر یہ علم اللہ کے ساتھ کیسے مختص ہوا؟ اس سوال کا جواب بھی مذکورہ بالا جواب کی طرح سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا علم کلی ہے اور کامل ہے۔ ہر طرف سے احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نطفہ بننے سے قبل اور پھر نطفہ ہی کو بلکہ اس سے بھی پہلے سے تمام احوال جانتے ہیں کہ اس سے بچہ بنے گا بھی یا ضائع ہوگا۔ بننے کی صورت میں وہ کامل ہوگا یا ناقص؟ مردہ پیدا ہوگا یا زندہ؟ لڑکا ہوگا یا لڑکی؟ شقی ہوگا یا سعید۔ پھر اس کی دنیا میں رہنے کی مدت اور زندگی گزارنے کی پوری تفصیلیں صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ لہٰذا ایسا علم نہ انسانوں کے پاس آ سکا ہے، نہ آ سکے گا۔ (۴) چوتھی چیز یہ ہے کہ انسان کو یہ علم نہیں ہے کہ وہ کل کیا کرے گا۔ اگرچہ انسان کا عموماً کچھ نہ کچھ ارادہ تو ہوتا ہے لیکن پہلا نقطہ یہ ہے کہ یہ حتمی نہیں ہے کہ اس نے کل جس کام کو کرنے کا ارادہ کیا ہے وہی کرے گا یا کوئی اور کام سامنے آ جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت علی کا قول ہے عرفت ربی بفسخ العزائم یعنی میں نے اپنے رب کو وہاں جانا جہاں وہ انسانوں کے ارادے بدل دیتا ہے۔ دوسرا اگر وہی کام کر رہا ہے جس کا اس نے ارادہ کیا تھا تو پھر بھی اس کی تفصیل نہیں جانتا۔ مثلاً ایک دکاندار کا ارادہ یہی ہے کہ کل بھی دکان پر جاؤں گا اور چلا بھی جاتا ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ آج اس کا کن کن لوگوں سے پالا پڑے گا۔ گاہک آئے گا یا نہیں۔ وہ دیگر تمام تفصیلات سے بے خبر ہے۔ (۵) پانچویں چیز یہ ہے کہ انسان نہیں جانتا کہ اس کی موت کس جگہ اور کس سرزمین پر واقع ہوگی اور کس حال میں موت آئے گی۔ یہ فقط اللہ ہی جانتے ہیں۔

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ

آیتیں ۳۰ سورۃ سجدہ مکی ہے رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ۞ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

اس میں کچھ دھوکا نہیں کہ یہ کتاب جہان کے پالنے والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے ۞ کیا وہ کہتے ہیں کہ

افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ

اس نے خود بنالی ہے بلکہ یہ ٹھیک کتاب تیرے رب کی طرف سے ہے تاکہ تو ان لوگوں کو ڈرائے جن کے پاس

قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۞ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ راہ پر آجائیں ۞ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور

بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ

جو کچھ ان میں ہے چھ دن میں بنایا پھر عرش پر قائم ہوا تمہارے لئے اس کے سوا کوئی

وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۞ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاۗءِ اِلَى الْاَرْضِ

کارساز نہیں نہ سفارشی پھر کیا تم نہیں سمجھتے ۞ وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے

ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۞ ذٰلِكَ

پھر اس دن بھی جس کی مقدار تمہاری گنتی سے ہزار برس ہوگی وہ انتظام اس کی طرف رجوع کرے گا یہی

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۞ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ

چھپی اور کھلی بات کا جاننے والا زبردست مہربان ہے ۞ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی

وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۞ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ

اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی ۞ پھر اس کی اولاد نچڑے ہوئے حقیر پانی سے

مَّهِيْنٍ ۞ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

بنائی ۞ پھر اس کے اعضاء درست کئے اور اس میں اپنی روح پھونکی اور تمہیں دیئے کان اور آنکھیں

وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ وَقَالُوا أَإِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا

اور دل ۔ تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو ۔ اور کہتے ہیں کیا جب ہم زمین میں رل مل گئے تو کیا

لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ بَلْ هُم بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَافِرُونَ ۝ قُلْ يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ

ہم نئے سرے سے پیدا ہوں گے ۔ بلکہ وہ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں ۔ کہہ دو تمہاری جان موت کا فرشتہ قبض کرے گا

الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۝ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ

جو تم پر مقرر کیا گیا ہے ۔ پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے ۔ اور کبھی تو دیکھے ۔ جس وقت منکر

نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا

اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوں گے ۔ اے رب ہمارے ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں پھر بھیج دے کہ اچھے کام کریں

إِنَّا مُوقِنُونَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ

ہمیں یقین آ گیا ۔ اور اگر ہم چاہتے ۔ تو دیتے ہر شخص کو اس کی راہ ۔ لیکن ٹھیک ہو چکی میری بات

مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ

کہ مجھ کو بھرنی ہے دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے ۔ سو اب چکھو مزہ جیسے تم نے بھلا دیا اس دن کے ملنے کو

يَوْمِكُمْ هَٰذَا إِنَّا نَسِينَاكُمْ ۖ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّمَا

بھول گئے تھے ۔ ہم نے تم کو بھلا دیا ۔ اور چکھو عذاب سدا کا بدلہ اپنے کیے کا ۔ ہماری

يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

آیتوں پر تو وہ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو سمجھائی جاتی ہیں تو سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ

وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا

اور وہ بڑائی نہیں کرتے ۔ جدا رہتی ہیں ان کی کروٹیں اپنے بچھونوں سے ۔ پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور امید سے

وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ

اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں ۔ سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا رکھی ہے ان کے واسطے ان کی

أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا ۚ لَّا

آنکھوں کی ٹھنڈک ۔ بدلہ اس کا جو کرتے تھے ۔ بھلا ایک جو ہے ایمان پر ۔ برابر ہے اس کے جو نافرمان ہے ۔

يَسْتَوٗنَ ﴿١٨﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى

برابر نہیں ہو سکتے○ سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے تو ان کے ان کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے

نُزُلًاۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا

مہمانی میں بیٹھنے کے باغ ہیں○ اور جنہوں نے نافرمانی کی ان کا ٹھکانا آگ ہے جب وہاں سے

اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ

نکلنے کا ارادہ کریں گے تو اسی میں پھر لوٹا دیے جائیں گے اور انہیں کہا جائے گا آگ کا وہ عذاب چکھو جسے تم

بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ

جھٹلایا کرتے تھے○ اور ہم انہیں قریب کا عذاب بھی اس بڑے عذاب سے پہلے چکھائیں گے

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا

تاکہ وہ باز آ جائیں○ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جسے اس کے رب کی آیتوں سے سمجھایا گیا پھر وہ ان سے منہ موڑے

اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ

بیشک ہم تو گنہگاروں سے بدلہ لینے والے ہیں○ اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی پھر آپ اس کے

مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗىِٕهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿٢٣﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ

ملنے میں شک نہ کریں اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لیے رہنما بنایا تھا○ اور ہم نے ان میں سے

اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٢٤﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

پیشوا بنائے تھے جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے جب انہوں نے صبر کیا تھا اور وہ ہماری آیتوں پر یقین بھی رکھتے تھے بے شک تیرا رب ہی

يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٢٥﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ

قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے○ کیا انہیں اس سے بھی رہنمائی نہ ہوئی کہ

اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

ان سے پہلے ہم نے کتنی جماعتیں ہلاک کر دی ہیں جن کے گھروں میں یہ چلتے پھرتے ہیں بے شک اس میں بڑی نشانیاں ہیں

اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿٢٦﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَاۗءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ

پھر کیا وہ سنتے بھی نہیں○ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم پانی کو خشک زمین کی طرف رواں کرتے ہیں پھر اس سے کھیتی

آ نے جائے تو ہزار سال سے کم مدت میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ کیونکہ زمین اور آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے تو آمد و رفت والی مدت کی مقدار ہزار سال ہوئی۔

(۲) بعض مفسرین کے ہاں ایک ہزار سال کے لیے دنیا کے کاموں کے انتظامات اور نقشے اللہ تعالیٰ فرشتوں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ہزار سال تک وہی کام اوامر و نواہی وغیرہ چلتے ہیں۔ پھر ہزار سال کے بعد اللہ تعالیٰ اور نظام دے دیتے ہیں۔

(۳) بعض مفسرین کے ہاں اللہ تعالیٰ جو احکام فرشتوں کے حوالہ کرتے ہیں تو پیدا کرنے سے قبل اس انتظام و انصرام میں ایک ہزار سال کا عرصہ گزر جاتا ہے۔

(۴) بعض مفسرین کے ہاں "یوم" سے قیامت کا دن مراد ہے یعنی جب سے اللہ تعالیٰ نے کائنات کو وجود بخشا اس وقت سے قیامت کے دن تک یہ دنیا کا نظام چلتا رہے گا پھر قیامت کے دن یہ سارا قصہ ختم ہو کر سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ جائے گا۔ لہٰذا عروج سے مراد رجوع الی اللہ ہے۔ رہی یہ بات کہ یہاں تو "اَلْفَ سَنَةٍ" ہے اور دوسری آیت میں "خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ" ہے۔ بظاہر دونوں میں تضاد ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ احوال و اہوال قیامت کے اعتبار سے ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ قیامت کا یہ نہایت ہی طویل دن ایمان والوں کو اتنا محسوس ہوگا جتنا ایک فرض نماز کا وقت ہوتا ہے۔ بعض مفسرین کے ہاں "اَلْفَ سَنَةٍ" سے مدت مدیدہ مراد ہے۔ لمبی مدت بتانا مقصود ہے۔ اس لیے کہ لغت میں الف سے زیادہ کوئی عدد نہیں ہے۔ باقی جو کچھ ہے وہ اسی کا ہیر پھیر ہے۔ اسی وجہ سے یہاں الف اور دوسری جگہ خمسین الف آیا ہے۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ الخ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی و شفقت کا اظہار فرمایا ہے۔ یہ بھی محبت کا ایک خاص انداز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے کچھ نعمتیں چھپا کر رکھی ہیں نہ آنکھ نے دیکھی ہیں نہ انسانی قلب پر اس کا خیال گزرا ہے۔ جب انسان دربار خداوندی میں حاضر ہوں گے تو یہ نعمتیں ان کو پیش کی جائیں گی۔ کچھ جھلکیاں تو میدان حشر میں دیکھیں گے اور اصل نظارہ جنت میں دیکھیں گے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک بچہ سکول جاتا ہے تو جو چیزیں اس کی عدم موجودگی میں گھر آ جاتی ہیں ماں وہ چیزیں چھپا کر بچے کے لیے رکھ دیتی ہے اور جب بچہ واپس آتا ہے تو ایک ایک چیز اس کو پیش کرتی ہے اور وہ خوش ہوتا رہتا ہے جس کی خوشی کو دیکھ کر ماں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ واللہ اعلم

اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ

بہ نسبت دوسرے مومنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے کچھ سلوک کرنا چاہو یہ

ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ

بات اس نوشتہ میں لکھی ہوئی ہے۔ اور جب ہم نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا اور آپ سے اور نوح

وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝

اور ابراہیم اور موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے بھی اور ان سے ہم نے پکا عہد لیا تھا۔

لِّيَسْـَٔـلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا حال دریافت کرے اور کافروں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

افاداتِ محمود

اس سورت میں حلال و حرام سے متعلق متعدد احکام بیان ہوئے ہیں۔ جو بالترتیب درج ذیل ہیں۔

(۱) مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ الخ جہالت کے زمانہ میں لوگوں کا ایک خیال تو یہ تھا کہ جو کوئی شخص عجیب اور غریب باتیں کرتا ہے اس کے دو دل ہوتے ہیں جیسا کہ ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے آپ نے کوئی لفظ محسوس فرمایا۔ منافقین کہنے لگے کہ آپ کے دو دل ہیں۔ ایک یہاں پر موجود لوگوں کی طرف متوجہ ہے اور دوسرا کسی دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ ہے۔

(۲) دوسری بات لوگوں میں یہ مروج تھی کہ جس کسی کو منہ بولا بیٹا بنا لیتے تھے پھر اس کو حقیقی بیٹا ہی سمجھتے تھے اور اسے حقیقی بیٹوں والے تمام حقوق بھی دیتے تھے۔ (۳) تیسری بات یہ تھی کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ماں کہہ دیتا تو وہ ہمیشہ کے لیے شوہر پر حرام ہو جاتی۔ دوبارہ نکاح کی کوئی صورت ممکن نہ تھی۔ اس تیسری صورت کی تفصیل تو سورۃ مجادلہ پارہ ۲۸ میں آئے گی۔ جبکہ دونوں باتوں کے متعلق یہاں قدرے تفصیل سے کلام فرمایا گیا ہے۔

شانِ نزول

حضرت زید کو لوگوں نے غلام بنا لیا تھا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے اسے خرید کر پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیۃً پیش فرما دیا۔ ان کی مکمل پرورش حضور کے گھر میں ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے متبنیٰ یعنی منہ بولا بیٹا بنایا۔ تمام لوگ اسے زید بن محمد کہا کرتے تھے۔ جب حضرت زید کے عزیزوں کو معلوم ہوا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے تو اسے لینے کے لیے آ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عزیزوں کے ساتھ جانے کی اجازت بھی مرحمت فرما دی، مگر کاتبِ ازل نے زید کی قسمت میں محمد عربی کی خدمت کا فریضہ سرانجام دینا لکھ دیا

تھا۔ انھوں نے باوجود اجازت کے ان حقیقی رشتہ داروں کی رشتہ داری کو محمد رسول اللہ کی روحانی رشتہ داری اور آپ کی غلامی پر قربان کر دیا اور وہ حضور ہی کے پاس رہ گئے۔

مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین رسمی خیالات کی تردید فرما دی۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کے بطن میں دو دل نہیں رکھے۔ ہر شخص کا ایک ہی دل ہوتا ہے۔ رہی یہ بات کہ بعض لوگوں میں کمالات موجود ہیں، جیسے حضورؐ اور دیگر انبیاء میں تو وہ تمام کمالات نبی میں من جانب اللہ ہوتے ہیں۔ ان میں ان کمالات کی اہلیت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں یہ کمال نصیب فرماتے ہیں۔ جیسے کسی کے لیے دو دل ممکن نہیں۔ اسی طرح ایک بچے کے دو حقیقی باپ اور حقیقی مائیں ممکن نہیں۔ حقیقی باپ وہ ہے جس سے یہ پیدا ہوا ہے۔ اب اگر کسی نے اس کو بیٹا کہنا شروع کیا ہو تو وہ معنوی و لفظی باپ تو ہو سکتا ہے لیکن حقیقی نہیں۔ اسی طرح بچے کی حقیقی ماں وہ ہے جس نے بچے کو جنم دیا ہو۔ اب اگر کسی نے بیوی کو ماں کہہ دیا تو کیا وہ بھی حقیقی ماں بن جائے گی؟ ہرگز نہیں۔ بعض لوگ کسی عورت کو بہن کہنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اب یہ حقیقی بہنوں کی طرح ہے اس سے پردہ نہ کرتے حتیٰ کہ اس کو وصیت کی بعض منہ بولی بہنیں وصیت کر جاتی ہیں کہ جو منہ بولا بھائی بنا ہوا ہے وہی مجھے قبر میں اتارے۔ حالانکہ یہ کام جائز نہیں، بلکہ ایک سنگین اور بدترین جرم ہے۔ قرآن کریم نے ایک تو یہ ہدایت کر دی کہ ایسے بچوں کو اپنے حقیقی والدین کی طرف منسوب کرو۔ یہی بات انصاف کی ہے تاکہ انساب اور احکام میراث میں خلل نہ پڑے۔ منہ بولا بیٹا یا بیٹی یا بہن ایسے شخص کے وارث نہیں بن سکتے۔ اس لیے ہر سرکاری و غیر سرکاری کاغذ اور ڈاکومنٹس میں بچے کے حقیقی والد کا نام لکھنا چاہیے۔

ورنہ گناہگار اور مجرم ہوں گے۔ اسی طرح منہ بولی اولاد کو میراث دینا اور حقیقی وارثوں کو محروم کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

حضورؐ کے منہ بولے بیٹے زیدؓ کی شادی اور پھر طلاق:

جیسا کہ گزشتہ سطور میں لکھا جا چکا ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا سمجھتے تھے اور اس کی بیوی کو بیٹے کے لیے غیر حقیقی والد کے لیے حرام سمجھتے تھے۔ اس قبیح رسم کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر حضرت زیدؓ کے نکاح اور پھر طلاق کا سامان فراہم فرما دیا۔ قصہ یہ ہوا کہ حضرت زینب بنت امیمہ حضورؐ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ خاندانی شرافت و حرمت کی حامل تھیں۔ ادھر حضرت زیدؓ باوجودیکہ جدی پشتی حر اور آزاد تھے لیکن آپ پر وقتی طور پر غلامی کا داغ لگ چکا تھا۔ حضورؐ نے زیدؓ کے نکاح کا پیغام حضرت زینبؓ کے رشتہ داروں کو دیا تو وہ اس رشتہ پر راضی نہ ہوئے۔ جیسا کہ اسی سورت میں آگے مفصلاً مذکور ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے زینبؓ کے گھر والوں کو تنبیہ فرمائی کہ جب اللہ اور اس کے رسول کو اسی جگہ زید کا رشتہ پسند ہے تو ان کے حکم کے آگے کسی کو

دم مارنے کی کیا مجال ہے؟ لہٰذا حضرت زینبؓ کے اعزہ نے اپنی مرضی اللہ اور اس کے رسولؐ کی مرضی پر قربان کر دی اور یہ شادی ہوگئی۔

حضرت زیدؓ و زینبؓ کی شادی ہو جانے کے بعد رفتہ رفتہ حالات خراب ہونا شروع ہو گئے۔ آئے دن حضرت زیدؓ حضورؐ سے شکایت کرتے۔ حضورؐ صبر کی تلقین فرماتے تھے۔ آخرکار حضرت زیدؓ نے حضورؐ سے کہہ ہی دیا کہ حضور میں اس کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔ حضورؐ نے پھر سمجھایا کہ بندۂ خدا وہ لوگ اس رشتے پر راضی نہ تھے لیکن میری بھی چاہت تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی مرضی یہی ظاہر فرمائی تو اب اللہ کے لئے کچھ لاج رکھو اور صبر سے کام لے لیکن حالات جوں کے توں رہے۔ ادھر حضورؐ یہ سوچ رہے تھے کہ خدانخواستہ اگر زیدؓ طلاق دے دیتا ہے تو اس کا ازالہ پھر اسی صورت میں ہو سکتا ہے اور ان لوگوں کا دل رکھا جا سکتا ہے کہ میں خود زینبؓ سے شادی کر لوں کیونکہ یہ ان کے لیے بہت بڑا اعزاز ہوگا۔ اس سے سابقہ غلام سے نکاح کا دھبہ بھی دھل جائے گا لیکن سوچا کہ لوگ خصوصاً منافقین چرچا کریں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس رسم کی تردید آ چکی ہے، لیکن لوگوں کی زبانیں کون روکے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ اس رسم کی عملی طور پر بیخ کنی کا ارادہ کر چکے ہیں۔ یہ بات اب ہو کر رہے گی۔ لہٰذا آپ منافقین و مخالفین کی باتوں کی پرواہ نہ کیجیے۔ کیا اب تک آپ کی نبوت و رسالت کے متعلق وہ تھوڑی باتیں کر چکے ہیں۔ آخرکار حضرت زیدؓ نے طلاق دے دی اور عدت گزرنے کے بعد خود اللہ تعالیٰ نے حضرت زینبؓ کا نکاح آپؐ سے کر دیا۔ بظاہر تو حضرت زینبؓ اور ان کے عزیز و اقارب کی دل جوئی بھی ہوگئی اور باطنی طور پر قیامت تک آنے والے انسانوں کو زندگی کے اس شعبے میں ہدایت اور راستہ بھی مل گیا کہ منہ بولا بیٹا لفظی اور معنوی بیٹا ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کی بیوی بھی لفظی اور غیر حقیقی بہو ہوتی ہے اور متبنیٰ بنانے والا غیر حقیقی سسر ہوتا ہے، لہٰذا مطلقہ یا بیوہ ہونے کی صورت میں ان کا نکاح اس غیر حقیقی سسر سے جائز ہوگا۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً کر کے دکھا دیا۔

حافظ ابن کثیرؒ نے مسند احمد کے حوالے سے ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں جب حضرت زینبؓ کی عدت گزر گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہؓ سے فرمایا کہ جا کر زینب کو بتا دو کہ شاید اسے حرم نبوی میں جگہ نصیب ہو۔ حضرت زیدؓ نے جب آپ کا پیغام پہنچایا تو حضرت زینبؓ نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گی کہ جو صورت بہتر ہو وہی پیدا فرما دے۔ یہ کہہ کر آپ مصلے پر تشریف لے گئیں۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اطلاع فرما دی کہ میں نے زینب کا نکاح آپ سے کر دیا ہے۔ اس خوشخبری کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ فرمایا اور بغیر اجازت طلب کیے حضرت زینبؓ کے گھر میں داخل ہو گئے۔ ایک جگہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

وکان الذی ولی تزویجها منه هو الله تعالیٰ بمعنی انه اوحی ان یدخل علیها بلا ولی ولا عقد ولا مهر ولا شهود من البشر (ابن کثیر)

یعنی حضورؐ نے سمجھ لیا کہ حضرت زینبؓ کے نکاح کے ولی خود اللہ تعالیٰ تھے اور اللہ تعالیٰ کے ولی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ اب حضرت زینبؓ کے پاس بغیر کسی ولی سے بات چیت کیے بغیر کوئی نیا عقد کیے، بغیر مہر کے اور بغیر انسانی گواہوں کے تشریف لے جائیں گے اور حضرت زینبؓ اس طرح بڑی آسانی سے آداب کے بغیر آپ کے نکاح میں آ گئی ہیں۔

حضرت زینبؓ کا اصل نام برہ تھا لیکن حضورؐ نے تبدیل کر کے زینب رکھا تھا۔ آپ تقریباً ایک سال حضرت زید کے نکاح میں رہی تھیں اور ایک سال بعد پھر حضورؐ کے عقد میں آ گئی تھیں۔ بڑی دستکاری جانتی تھیں اور اس محنت و مشقت سے جو رقم مل جاتی، وہ اللہ کی راہ میں خوب خرچ کر دیتی تھیں۔ ایک دفعہ ازواج مطہرات نے حضورؐ سے پوچھا تھا کہ آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے کون رحلت فرمائے گی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا تم میں سے جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ ازواج مطہرات نے یہی سمجھا کہ واقعی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے وہی بیوی سب سے پہلے رخصت ہوگی۔ لہٰذا ہاتھوں کو ناپا تو حضرت سودہؓ کے ہاتھ زیادہ لمبے تھے، لیکن جب حضرت زینب بنت جحشؓ کا انتقال پہلے ہوا تو اس وقت ازواج مطہرات سمجھ گئیں کہ ہاتھوں کے لمبے ہونے سے مراد ان کی سخاوت تھی نہ کہ ہاتھوں کی ظاہری لمبائی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت زینبؓ کی شادی جب حضورؐ سے ہوئی تو ہم نے ولیمہ کے کھانے میں گوشت اور روٹی کھائی تھی۔

حضرت زینبؓ سے متعلق ایک اور اہم واقعہ کا بیان آگے سورۃ احزاب میں بھی آ رہا ہے۔ یہ واقعہ بھی اسی شادی کا تسلسل ہے۔ میں یہاں اس کو بھی بیان کر دیتا ہوں۔ وہ واقعہ یہ ہوا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ پر لوگوں کو بلوایا تو آپؐ نے لوگوں کو ہدایت دی کہ دس دس آدمیوں پر مشتمل حصے بنا دو۔ بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور سامنے سے کھاؤ۔ لوگ آتے رہے اور کھاتے رہے۔ آخر میں تین آدمی آپؐ کے گھر میں کھانا کھانے کے بعد بیٹھ کر باتیں کرتے رہے اور آپ کی زوجہ حضرت زینبؓ دیوار کی طرف منہ کر کے بیٹھی رہیں۔ آپؐ پر لوگوں کی یہ باتیں اور گھر میں بغیر ضرورت بیٹھنا نہایت شاق گزرا مگر آپ پر صفت حیا کا غلبہ تھا۔ مہمانوں سے جانے کے لیے کہنا آپ کے کریمانہ اخلاق نے گوارا نہیں فرمایا لیکن آپ بے چینی کے عالم میں کبھی باہر تشریف لے جاتے، کبھی اندر آ جاتے۔ دیگر ازواج مطہرات کے حجروں میں بھی جا کر ان کا سرسری طور پر حال بھی پوچھا۔ آخر میں لوگوں کو جب محسوس ہوا تو وہ چلے گئے۔ حضورؐ نے گھر میں داخل ہوتے ہی دروازہ پر پردہ لٹکا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آیت یٰایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الخ نازل ہوئی۔ جب حضورؐ گھر سے باہر آئے تو اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے۔

حضرت زینبؓ بطور فخر دیگر ازواج مطہرات کے سامنے یہ بیان فرماتی تھیں کہ آپ لوگوں کے نکاح تو تمہارے

آپ کے ولیوں نے کرائے اور میرا نکاح خود اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ سے کرایا۔

جیسا کہ گزشتہ سطور میں بتلایا جا چکا ہے کہ حضرت زید بن حارثہؓ پہلے آزاد تھے۔ آپ بچے تھے ان کی والدہ ساتھ لے کر کہیں جا رہی تھیں کہ زید بن حارثہؓ کو لوگوں نے زبردستی اغوا کر کے غلام بنا لیا اور مشہور بازار عکاظ میں بیچ دیا۔ پھر بذریعہ حضرت خدیجہؓ یہ حضورؐ کے پاس پہنچے اور جب انہوں نے اپنے والد اور دیگر اقرباء کے مقابلہ میں حضورؐ کے پاس رہنے کو ترجیح دی اور ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تو حضورؐ نے ان کو متبنیٰ بنا لیا۔ یہ زید بن محمد کے نام سے پکارے جانے لگے، لیکن جب اسلام نے "اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ" کا ضابطہ مقرر کر دیا تو یہ زید بن حارثہ کے نام سے پکارے جانے لگے۔ حضورؐ کی طرف جو نسبت تھی وہ کٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زیدؓ کا نام قرآن کریم میں ذکر فرما دیا تاکہ اگر زید بن محمد کہلانے کی منقبت نہ رہی تو یہ عظمت نصیب ہو جائے۔ یہ بھی بہت بڑی منقبت و عظمت ہے۔ کیونکہ سوائے حضرت زیدؓ کے کسی اور صحابی کا نام قرآن کریم میں مذکور نہیں ہے۔

عرب تو یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جس شخص پر غلامی کا داغ لگ چکا ہو اس کو بھی کسی جماعت کا امیر بنایا جا سکتا ہے، لیکن قربان ہوئیے اسلام کے سنہری اصولوں اور ضابطوں کے کہ غلامی اور آزادی کا فرق مٹا دیا گیا۔ غزوۂ موتہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کو امیر لشکر بنا کر روانہ فرمایا اور اسی جنگ میں حضرت زیدؓ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ اس لشکر میں حضرت جعفرؓ جیسے جلیل القدر جاں نثار صحابہ موجود تھے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الوفات میں جو لشکر تشکیل دیا اس پر حضرت اسامہ بن زیدؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ لوگوں نے کچھ طعن و تشنیع کی تو حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تم آج اسامہ کی امارت سے متعلق طعن و تشنیع کرتے ہو تو اس کے والد حضرت زیدؓ کی امارت کے متعلق بھی طعن و تشنیع کر چکے ہو، لیکن اللہ کی قسم کہ زیدؓ بھی امارت کے اہل تھے اور لوگوں میں مجھ کو پسند تھے اور یہ اسامہ بھی۔ ان کے بعد میری نظر میں پسندیدہ شخصیت ہے۔

حضرت اسامہؓ کی والدہ حبشیہ تھیں۔ اس لئے حضرت اسامہ کی رنگت سیاہ تھی، جبکہ حضرت زیدؓ گورے رنگ کے تھے۔ بعض جاہل لوگ حضرت اسامہؓ کے نسب کے متعلق لب کشائی کرتے تھے جس سے حضورؐ کو تکلیف ہوتی تھی۔ بنو مدلج کے ایک قیافہ شناس شخص ایک دن اتفاق سے آ گئے۔ حضرت زید و اسامہ دونوں ایک ہی چادر کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ دونوں کے قدم باہر تھے۔ مدلجی قیافہ شناس نے کہا کہ ان دونوں کے قدم آپس میں بعض بعض سے ملتے ہیں۔ جیسے عموماً ماں باپ اور اولاد کے درمیان صورت و سیرت میں مشابہت ہوتی ہے۔ یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ بخاری میں ہے:

عن عائشةؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل عليها مسرورا تبرق اسارير وجهه فقال الم تسمعي الى ما قال المدلجي لزيد واسامة ورأى اقدامهما ان بعض هذه الاقدام من بعض.

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو خوشی کی وجہ سے آپ کا
چہرہ چمک رہا تھا۔ پھر فرمایا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ مجزز (قیافہ شناس) نے حضرت زید اور اسامہؓ کے متعلق کیا کہا ہے۔
جب ان دونوں کے قدموں کو دیکھا تو کہا کہ بے شک یہ قدم ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔

کیا قیافہ شناسی حجت شرعیہ ہے؟

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ قیافہ شناسی حجت شرعیہ تو ہے نہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قائف کے کہنے پر
کیونکر خوش ہوئے؟ اس سوال کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ بات درست ہے کہ قیافہ شناسی حجت شرعیہ نہیں ہے لیکن
عرب لوگ اس فن کو مانتے تھے اور قائف کے کہنے پر اعتماد کرتے تھے، چنانچہ یہاں قائف کا قول ان لوگوں کے
خلاف حجت تھا گویا جو لوگ حضرت اسامہؓ کے نسب میں شکوک و شبہات کرتے تھے وہ اپنی ہی دلیل کی روشنی میں
مغلوب اور لاجواب ہو گئے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ قیافہ شناسی اگرچہ علی الاطلاق حجت نہیں ہے لیکن شوافع کے
ہاں حجت ہے۔ چنانچہ علامہ عسقلانی نے لکھا ہے کہ (۱) قیافہ شناسی شوافع کے نزدیک حجت ہے۔ کیونکہ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کو قائف کے قول سے خوشی حاصل ہوئی ہے اور اگر قیافہ شناسی حجت نہ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر
کیونکر خوش ہو سکتے تھے" (۲) عند الاحناف قیافہ شناسی اور قول القائف حجت شرعیہ نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد
خداوندی ہے ولا تقف ما لیس لک بہ علم "یعنی جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑو" تو یہ بات
کہ حضور قائف کی بات پر خوش ہوئے سو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ الزامی جواب تھا۔ کہ قائف کے قول سے
معترضین اور طعن زنی کرنے والوں کی زبانیں بند ہو گئیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو الزام دیتے ہوئے
ارشاد فرمایا "فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل ان کنتم مؤمنین" حالانکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات تھی کہ یہ
لوگ سابقہ انبیاء پر بھی ایمان نہ رکھتے تھے لیکن اب دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم تو سابقہ انبیاء پر ایمان رکھتے تھے۔ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو تو قائف کے قول سے قبل ہی معلوم تھا کہ کسی والد کے رنگ کے ساتھ بچے کے رنگ کا نہ ملنا بچے
کے جدا ہونے کی علامت نہیں ہے۔ کئی دفعہ بچے دادا، دادی، نانا اور نانی وغیرہ کے رنگ ڈھنگ پر ہوتے ہیں،
جیسا کہ تجربہ شاہد ہے۔ حضور کو حضرت اسامہؓ کے نسب سے متعلق قطعاً کوئی شک و شبہ نہ تھا لیکن چونکہ لعن طعن
کرنے والے تھے ان کے ہاں قول القائف حجت تھا۔ لہٰذا ان کی زبانیں بند ہونے کی وجہ سے حضور خوش ہو گئے
تھے۔

(۳) امام مالک کے ہاں قیافہ شناسی کا قول غلاموں اور لونڈیوں میں حجت ہے اور آزاد لوگوں میں حجت نہیں
ہے۔ واللہ اعلم۔

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ نبی ایمان والوں سے بھی قریب تر ہوتا ہے حتی کہ ان کے نفسوں
سے بھی زیادہ قریب ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کے لیے بمنزلہ

والد ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ انسان کا والد اس کے ظاہری وجود اور حیات کا سبب ہوتا ہے اور نبی امت کی روحانی اور ابدی زندگی کا سبب ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا نبی کا حق پدری اور اس سے تعلق حقیقی باپ کے تعلق سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک میں تمہیں تمہاری جانوں اور تمہاری اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ اور نبی کی بیویاں امت کی مائیں ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آگے اسی سورت میں ارشاد فرمایا: "ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا" یعنی نبی کی کسی بیوی سے کسی امتی کے لیے کبھی بھی نکاح جائز نہیں ہے۔ اس ضابطہ اور ہدایت پر عمل کرتے ہوئے آپ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات میں سے کسی نے دوسری شادی نہیں کی۔ لہٰذا ازواج مطہرات کا امت کے لیے مائیں ہونا محض فضیلت ہی نہیں حقیقت بھی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

اے ایمان والو اللہ کے احسان کو یاد کرو جو تم پر ہوا جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے پھر ہم نے ان پر

رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۟ اِذْ جَآءُوْكُمْ

ایک آندھی بھیجی اور ایسی فوج بھیجی جو تم کو دکھائی نہ دیتی تھی اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھتے تھے ○ جب وہ لوگ

مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ

تم پر آ چڑھے تھے اوپر کی طرف سے بھی اور نیچے کی طرف سے بھی اور جب کہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے

وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۟ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۟

اور تم لوگ اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کر رہے تھے ○ اس موقع پر ایمان والوں کا امتحان کیا گیا اور سخت زلزلہ میں ڈالے گئے ○

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا

اور جب منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض تھا کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو ہم سے وعدہ کیا تھا

غُرُوْرًا ۟ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ

صرف دھوکا ہی تھا ○ اور جب کہ ان میں سے ایک جماعت کہنے لگی اے یثرب والو تمہارے لئے ٹھہرنے کا موقع نہیں سو لوٹ چلو

وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ

اور ان میں سے بعض لوگ نبی سے رخصت مانگتے تھے کہتے تھے کہ ہمارے گھر اکیلے ہیں اور حالانکہ وہ اکیلے نہ تھے

اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۟ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا

وہ صرف بھاگنا ہی چاہتے تھے ○ اور اگر کسی طرف سے ان پر کوئی گھس آئے پھر ان سے

الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا يَسِيْرًا ۟ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ

فساد کی درخواست کی جاوے تو فساد پر آمادہ ہو جاویں اور ان گھروں میں بہت ہی کم ٹھہریں ○ حالانکہ اس سے پہلے خدا سے

مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ۟ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ

عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ سے جو عہد کیا جاتا ہے اس کی باز پرس ہوگی ○ آپ کہہ دیجئے کہ تم

الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۟

موت یا قتل سے بھاگتے ہو تو تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور اس وقت بجز تھوڑے دنوں کے زیادہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے ○

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ

کہہ دو کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچا سکے اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کرنا چاہے یا تم پر مہربانی

رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ قَدْ يَعْلَمُ

کرنا چاہے اور اللہ کے سوا کسی کو اپنا حمایتی نہ پائیں گے اور نہ کوئی مددگار ۔ تحقیق

اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ

اللہ تم میں سے روکنے والوں کو جانتا ہے اور جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آجاؤ اور لڑائی میں

إِلَّا قَلِيلًا ۝ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ

بہت ہی کم آتے ہیں ۔ تم سے بخل کرتے ہوئے پھر جب ڈر کا وقت آجائے تو تو انہیں دیکھے گا کہ تیری طرف دیکھتے ہیں

أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ

ان کی آنکھیں پھرتی ہیں جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی آئے پھر جب ڈر جاتا رہے تو تمہیں تیز زبانوں سے

بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ

طعنے دیتے ہیں مال کے لالچی ہیں یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ نے ان کے تمام

أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا ۖ

اعمال ضائع کر دیئے اور یہ بات اللہ پر بالکل آسان ہے ۔ خیال کرتے ہیں کہ فوجیں نہیں گئیں

وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُمْ بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ

اور اگر فوجیں آجائیں تو آرزو کریں کہ کاش ہم باہر گاؤں میں جا رہیں تمہاری خبریں

أَنْبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ۝

پوچھا کریں اور اگر تم میں بھی رہیں تو بہت ہی کم لڑیں ۔

افاداتِ محمود:

غزوۂ خندق یا احزاب:

احزاب حزب کی جمع ہے بمعنی جماعت، گروہ اور قبیلہ۔ چونکہ اس جنگ کے لیے مسلمانوں کے خلاف کفار کے بہت سے قبائل جمع ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے اس کو غزوۂ احزاب کہا جاتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

بنی نضیر کو، جو یہود کا قبیلہ تھا، جلاوطن کر دیا۔ ان میں سے کچھ لوگ مکہ مکرمہ چلے گئے کیونکہ اسلام اور مسلمانوں کے مخالفین کی وہیں رہائش بنی ہوئی تھی۔ لہٰذا ان یہودیوں نے مکہ والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا اور اپنی نصرت و مدد کی یقین دہانی کرائی۔ پھر بنی غطفان اور بنی فزارہ وغیرہ کے پاس جا کر ان کو بھی مدینہ منورہ پر چڑھائی کے لیے تیار کیا۔ ان سب قبائل نے مل کر مدینہ منورہ پر ایک فیصلہ کن حملہ کی تیاری کی اور کہا کہ سارے قبائل و عشائر مل کر مدینہ منورہ پر ایسا حملہ کریں کہ مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دیں (العیاذ باللہ) چنانچہ حضرت ابو سفیان جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے کی سرکردگی میں تقریباً ۱۲۰۰۰ بارہ ہزار افراد پر مشتمل لشکر جرار، جو ہر طرح کے اسلحہ اور سامان جنگ سے لیس تھا، شوال ۵ھ میں مکہ مکرمہ سے روانہ ہوا۔

ادھر مدینہ منورہ میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے یہ رائے دی کہ حضور ہمارے ہاں تو یہ طریقہ کار ہے کہ جب دشمن کی تعداد زیادہ ہو تو جہاں سے حملہ اور چڑھائی کا اندیشہ ہوتا ہے، ہم اس راستے میں خندقیں کھود کر دشمن کا راستہ روک لیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ رائے پسند آئی۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو خندقیں کھودنے کا حکم دیا اور صحابہؓ کے لیے خندق کھودنے کے حصے متعین فرما کر مع تفصیل طول و عرض نشان دہی فرما دی۔ صحابہ کرامؓ نے خندقیں کھودنا شروع کر دیں۔ حضورؐ خود بنفس نفیس خندق میں اتر کر کھدائی فرماتے رہے اور مٹی بھی منتقل فرماتے رہے۔ صحابہ کرامؓ یہ رجز پڑھتے جاتے تھے

نحن الذین بایعوا محمداً   علی الجهاد ما بقینا ابداً

ہم وہ لوگ ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مرتے دم تک جہاد پر بیعت کر چکے ہیں۔

اور حضورؐ فرماتے جاتے تھے اللهم لا عیش الا عیش الآخرة فاغفر الانصار والمهاجرة

اے اللہ زندگی تو حقیقت میں آخرت ہی کی زندگی ہے۔ انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

خندقیں کھودنے کے دوران میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجیب عجیب دلائل اور حضورؐ کے بہت سے معجزے ظاہر ہوئے۔ لیکن اس مختصر وقت میں زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں۔ صرف ایک واقعہ بیان کر رہا ہوں۔ خندقیں کھودنے کے دوران مسلمان بھوک سے نڈھال تھے اور پیٹ پر پتھر باندھ کر کھدائی جاری رکھے ہوئے تھے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پیٹ مبارک پر پتھر باندھ رکھے تھے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ کی یہ حالت مجھ سے دیکھی نہ جاتی تھی۔ لہٰذا میں نے جا کر گھر والوں سے مشورہ کیا اور بات طے ہو گئی کہ بکری کا چھوٹا سا بچہ جو گھر میں موجود ہے اسے ذبح کیا جائے اور ایک صاع جو گھر میں موجود تھی کو پیس کر آٹا بنا لیا جائے۔ چنانچہ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کر کے گوشت بنانا شروع کیا اور میری اہلیہ نے چکی پیسنا شروع کیا۔ جب سالن اور روٹی تیار ہو گئے تو میری اہلیہ نے مجھ سے کہا کہ دیکھیے یہ کھانا چھ سات لوگوں کے لیے کافی ہے لہٰذا حضورؐ کے ہمراہ اتنے ہی آدمی آ سکتے ہیں زیادہ نہیں۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک میں یہ بات کہہ دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونچے ٹیلے پر تشریف لے گئے اور اعلان فرمایا کہ جابر کے گھر تم سب لوگوں کی دعوت ہے۔ اب سارا لشکر میرے گھر کی طرف امنڈ پڑا اور مجھے شرمندگی محسوس ہو رہی ہے کہ چھ سات آدمیوں کے لیے بنائے گئے کھانے کے لیے سارا لشکر چل پڑا ہے۔ حضور نے مجھ انتظام کرنے کی غرض سے لشکر سے آگے بھیج دیا۔ جب گھر والوں نے دیکھا کہ سارا لشکر آ رہا ہے تو پریشان ہو گئے اور مجھ سے کہا کہ آپ کو تو چھ سات آدمی کا کہا تھا۔ میں نے اللہ کے رسول سے یہ بات کہہ دی تھی لیکن انہوں نے خود ہی تمام لشکر کو آنے کے لیے فرمایا ہے۔ گھر والے کہنے لگے کہ اگر اللہ کے رسول نے ہی زیادہ لوگوں کو بلایا ہے تو پھر خیر ہے۔ جب یہ تمام حضرات گھر پہنچ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے سالن تقسیم کرنا شروع فرمایا۔ روٹیوں پر کپڑا ڈالا گیا تھا وہ بھی آپ خود ہی تقسیم فرماتے رہے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ پورے لشکر نے خوب سیر ہو کر کھایا لیکن جب ہم نے سالن روٹی کو چیک کیا تو ہمیں اتنی بھی کمی محسوس نہیں ہو رہی تھی جتنی ایک شخص کے کھانے سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر پڑوسیوں کو بھی دیا اور ہم نے بھی سیر ہو کر کھایا۔ جب کفار خندق کے کنارے پہنچ گئے جو مدینہ منورہ کی مشرقی جانب ہے تو وہاں ٹھہر گئے۔ وہ خندق کو پھلانگ نہ سکے۔ دست بدست لڑائی ممکن نہ تھی۔ طرفین آر پار سے تیروں کے ذریعہ ایک دوسرے پر حملہ کرتے رہے۔ البتہ ایک دفعہ عمرو بن عبدود نے، جو کفار کے لشکر میں ایک جنگجو سپاہی تھا، نے چند سواروں سمیت خندق کو کسی طرف سے پار کر لیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مقابلہ کے لیے نکلے اور پلک جھپکنے میں اس کا کام تمام کر دیا۔

یہود کا ایک قبیلہ بنوقریظہ مدینہ منورہ میں آباد تھا۔ ان کا مسلمانوں سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ہم نہ مسلمانوں کا ساتھ دیں گے اور نہ ہی مسلمانوں کے خلاف لڑنے والوں کا ساتھ دیں گے، بلکہ فریق ثالث بن کر لاتعلق رہیں گے۔ اس معاہدہ کے تحت ان کو مدینہ منورہ میں رہنے کی اجازت مل گئی تھی۔

جب کفار نے دیکھا کہ کوئی بات بنتی نظر نہیں آتی تو آخر کار انہوں نے بنوقریظہ کو بھی ساتھ شامل کرنے اور اتحادی بنانے کی کوششیں شروع کر دیں اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو گئے۔ بنوقریظہ نے عہد شکنی کر کے باہر سے آنے والے احزاب میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ ادھر تین ہزار جاں نثار صحابہؓ ہیں، دوسری ادھر خندق کے پار کفار بیٹھے ہوئے ہیں۔ گھروں میں خواتین اور بچے ہیں۔ آستین کا سانپ بنوقریظہ کی صورت میں نکل آیا۔ اس سے صحابہ کرام کے قلوب پر جو لرزہ خیز عالم برپا ہوا ہوگا اس کا اندازہ آپ قرآن کریم کے ان جملوں "اذ جاؤ کم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار و بلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا ۝ ھنالک ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالا شدیدا ۝" پر غور کرنے سے بخوبی کر سکتے ہیں، لیکن قربان جائیے صحابہ کرامؓ کی استقامت واستقلال کے کہ ان کے ثبات قدم کو ذرا بھی جنبش نہ ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی حالت دیکھ کر صلح کا ارادہ فرمایا کہ اگر یہ قبائل اس بات پر صلح پر آمادہ ہو جائیں کہ خیبر کی کھجور کی سالانہ

آدھی فصل ہم ان کو دیا کریں گے۔ وہ جنگ کیے بغیر چلے جائیں۔ قریب تھا کہ صلح نامہ لکھا جاتا، صحابہ کرامؓ نے حضور سے کہا کہ حضور اگر یہ اللہ کا حکم ہے تب تو گوارا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہے صرف اس وجہ سے کہ آپ ہماری پریشانی دور کرنا چاہتے ہیں تو ہم کفار کو کھجور کا ایک دانہ دینے کے روادار نہیں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ فتح ہمارے قدم چومے گی۔ حضورؐ بہت خوش ہوئے اور صحابہ کرامؓ کے ایمان کی پختگی کو سراہتے ہوئے صلح کا ارادہ ترک فرمالیا۔

اب اللہ تعالیٰ کی مدد یوں آئی کہ حضرت نعیم ابن مسعود اشجعیؓ مسلمان ہو گئے اور حضورؐ سے پوچھا کہ میں اس وقت کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا معاملات تمہارے سامنے ہیں۔ مسلمانوں کی طرف سے جو تمہارے بس میں ہو کر گزرو۔ انہوں نے حضورؐ سے اجازت مانگی کہ کفار میں پھوٹ ڈالنے کے لیے مجھ کو بظاہر اگر کوئی بات خلاف واقعہ کرنی پڑے تو کیا اس کی گنجائش ہے؟ آپؐ نے اجازت مرحمت فرمادی تو یہ سب سے پہلے بنو قریظہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ تم نے عہد شکنی کر کے کیا حماقت کی ہے۔ اگر یہ لوگ جنگ میں ہار گئے تو باہر سے آنے والے لوگ تو چلے جائیں گے، لیکن تم مسلمانوں کے پڑوس میں رہتے ہو، کیا تم ان کی جنگ و جدل و دشمنی کی تاب لاسکتے ہو؟ ان لوگوں کو حضرت نعیمؓ کے مسلمان ہونے کی خبر نہ تھی۔ لہٰذا انہوں نے حضرت نعیمؓ پر پورا اعتماد بھروسہ کرتے ہوئے ان سے پوچھا کہ اب اس مسئلے کا حل کیا ہے؟ حضرت نعیمؓ نے کہا کہ اس کا حل یہ ہے کہ باہر سے آنے والے قبائل سے کہو کہ وہ اپنے ستر معزز آدمی بطور ضمانت تمہارے حوالے کر دیں تاکہ بھاگنے کی صورت میں ان کے آدمی تمہارے پاس رہیں، تم اکیلے نہ ہو گے اور اگر وہ لوگ اس بات کے لیے تیار نہ ہوں تو پھر ان سے معاہدہ توڑ دو اور جنگ میں شرکت سے گریز کرو۔ ان لوگوں نے کہا آپ کا مشورہ نہایت درست اور صائب ہے۔ پھر حضرت نعیمؓ فوراً دیگر قبائل کے پاس تشریف لے گئے۔ ان کو بھی ان کے اسلام کی خبر نہ تھی۔ وہ لوگ بھی آپ کو قابل اعتماد خیال کرتے تھے۔ ان لوگوں سے کہا کہ بنو قریظہ اپنی عہد شکنی پر پشیمان ہو چکے ہیں۔ اب وہ مسلمانوں سے صلح کرنے کے لیے تمہارے ستر آدمی مسلمانوں کو دے دینا چاہتے ہیں۔ تم لوگ میری بات پر غور کرو اور اپنے آدمی ان کے حوالے نہ کرنا اور ان سے میرا ذکر بھی نہ کرنا۔ چنانچہ جب بنو قریظہ نے ان سے ستر آدمی مانگے تو وہ آپس میں کہنے لگے واقعی نعیم نے ہم سے سچ کہا تھا۔ نتیجتاً انہوں نے آدمی دینے سے انکار کر دیا۔ ادھر بنو قریظہ نے احزاب کے ساتھ شمولیت سے انکار کر دیا۔ اس طرح سے ان میں پھوٹ پڑ گئی۔ دوسری بات یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر زبردست قسم کی ہوا بھیج دی۔ ان کے خیمے اکھڑ گئے۔ وہ سامان جن دیگچیوں اور دیگوں میں پکاتے تھے وہ بھی ہوا میں اڑ گئیں۔

اس رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ میں اعلان فرمایا کہ کون ہے تم میں سے جو جا کر کفار کا حال دیکھے اور پھر ہمیں بتائے، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ اس حدیث کے راوی حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے یہ کلمات تین بار دہرائے لیکن شدید سردی اور اندھیرے کی وجہ سے کوئی بھی نہ اٹھا۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام لے کر ارشاد فرمایا کہ حذیفہؓ تم جاؤ۔ فرمایا جاتے ہوئے حضورؐ نے میرے جسم پر ہاتھ مبارک

پھیرا۔ یہ اس کی برکت تھی کہ سردی مجھ کو جاتے ہوئے اور پھر آتے ہوئے مطلقاً کوئی بھی محسوس نہیں ہوئی۔ جاتے ہوئے حضورؐ نے یہ ہدایت فرمائی کہ حذیفہ وہاں جا کر کچھ نہ کرنا صرف حالات دیکھ کر آنا اور مجھ کو رپورٹ کرنا ہے۔ حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ میں جب کفار کے کیمپ میں پہنچا تو دیکھا کہ کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ ہر چیز بے چین ہے، سخت اور تند ہوا چل رہی ہے۔ حضرت ابوسفیانؓ، جو کفار کی کمان کر رہے تھے (اسلام لانے سے قبل کا واقعہ ہے) انہوں نے اعلان کیا کہ ہر شخص اپنے ساتھ والے ساتھی کو دیکھ لے کہ ہمارے مجمع میں کوئی غیر شخص نہ ہو۔ میں ایک اہم اعلان کرنے والا ہوں۔ میں نے ساتھ والے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ آپ مجھے جانتے نہیں ہیں۔ میں فلاں قبیلے کا فلاں شخص ہوں اور پھر حضرت ابوسفیانؓ نے اعلان کیا کہ حالات انتہائی خطرناک ہیں۔ شدید اور تند ہوا کی وجہ سے ہمارے خیمے اکھڑ گئے ہیں ہانڈیاں بھی الٹ گئی ہیں۔ لہذا اب ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ ابوسفیانؓ آگ کے سامنے بیٹھے مجھے صاف صاف دکھائی دے رہے تھے۔ میں نے ابو سفیان کو نشانہ بنانے کے لیے تیر ترکش سے نکال کر کمان میں رکھا لیکن پھر حضورؐ کی وہ ہدایت یاد آگئی جو جاتے وقت آپؐ نے مجھے ارشاد فرمائی تھی۔ میں نے تیر واپس ترکش میں رکھ دیا اور واپس چلا آیا۔ حضورؐ نماز میں مشغول تھے۔ آپؐ نے چادر کا ایک کنارہ مجھ پر ڈال دیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو میں نے کفار کے حالات سے آپ کو آگاہ کیا۔ آپؐ بہت خوش ہوئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو ناکام فرمایا جو خائب و خاسر اور بے نیل مرام واپس چلے گئے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ

بیشک تمہارے لئے رسول

اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ

اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو

كَثِيرًا ۝ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُونَ الْاَحْزَابَ قَالُوا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ

بکثرت یاد کرتا ہے ۝ اور جب مومنوں نے فوجوں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہ ہے جس کا ہم سے اللہ

وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيمَانًا وَّتَسْلِيمًا ۝

اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کے ایمان اور فرمانبرداری میں ترقی ہو گئی ۝

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ

ایمان والوں میں سے ایسے آدمی بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا پھر ان میں سے

قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ

بعض تو اپنا کام پورا کر چکے اور بعض منتظر ہیں اور عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی ۝ تاکہ اللہ

الصّٰدِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِينَ اِنْ شَاءَ اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ

سچوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے اور اگر چاہے تو منافقوں کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کرے

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ اور اللہ نے کافروں کو ان کے غصہ میں بھرا ہوا پھیر دیا انہیں کچھ بھی

يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ۝

ہاتھ نہ آیا اور اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اپنے ذمے لے لی اور اللہ طاقت ور غالب ہے ۝

وَاَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ

اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی انہیں ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے

فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَاْسِرُونَ فَرِيقًا ۝ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ

دلوں میں خوف ڈال دیا بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید کر لیا ۝ اور ان کی زمین اور ان کے

وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿٢٧﴾

گھر بار اور ان کے مال کا تمہیں مالک بنا دیا اور ایسی زمین کا جس پر تم نے کبھی قدم نہیں رکھا تھا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا

اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش منظور ہے

فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٢٨﴾ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ

تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھی طرح سے رخصت کر دوں ۔ اور اگر تم

اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا

اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیک بختوں کے لئے بڑا

عَظِيمًا ﴿٢٩﴾ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا

تیار کر رکھا ہے ۔ اے نبی کی بیویو تم میں سے جو کوئی کھلی ہوئی بدکاری کرے تو اسے

الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾

دگنا عذاب دیا جائے گا اور یہ اللہ پر آسان ہے ۔

افاداتِ محمود:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ الخ ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں فقیرانہ زندگیاں گزار رہی تھیں۔ جس فقر پر کروڑوں بادشاہتیں قربان ہوں۔ لیکن جب ماحول میں عام مسلمان آسودہ حال ہو گئے، مال غنیمت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ضروریات کی کفایت فرمائی تو ازواج مطہرات نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی ہمارے گھروں میں کئی کئی دن تک آگ نہیں جلتی۔ بقدر کفایت ہمارے نان و نفقہ میں اضافہ ہونا چاہیے۔ یہ بات حضرت کی نازک طبع پر نہایت ہی شاق گزری کہ کاشانۂ نبوت میں ان باتوں کا کیا کام اور ازواج مطہرات کے دلوں میں ایسی بات کیوں آئی؟ آپ مسجد کے قریب ایک حجرہ میں تشریف فرما ہوئے اور قسم کھائی کہ ایک ماہ کے لیے گھر والوں سے الگ رہوں گا۔ جب لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کو بہت زیادہ پریشانی ہوئی۔ ایک تو حضورؐ کی ناراضی کی وجہ سے، دوسرا اس وجہ سے کہ کہیں ان کی بیٹیوں نے اللہ کے رسول کی دل آزاری کر کے اپنی عاقبت خراب کر لی ہو۔ ان دونوں حضرات نے حضورؐ کے ہاں داخل ہونے کی اجازت مانگی۔ جب اجازت مل گئی تو حضورؐ کے ہاں تشریف لے گئے۔ ازواج مطہرات بھی پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضورؐ خاموش تھے۔ مزاج شناس

رسالت نے سوچا کہ مجلس پر خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ ناراضی کے اثرات حضرت کے چہرہ انور پر عیاں ہیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے کہا کہ حضورؐ اگر مجھ سے زیدؓ کی بیٹی یعنی میری بیوی نان نفقہ کا مطالبہ کرتی تو میں اس کی گردن دبا دیتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر اتنے ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔ پھر ان دونوں حضرات نے ارادہ کیا کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کی کچھ سرزنش کریں لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔ پھر ایک ماہ بعد آیت تخییر نازل ہوئی تو سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ آپ سے میں ایک بات کرنے لگا ہوں، لیکن جلد بازی سے کام نہ لینا۔ پہلے والدین سے مشورہ کرنا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ خوب جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے کبھی حضور سے جدائی کا مشورہ نہیں دیں گے، لیکن جب حضورؐ نے مجھ سے بات کی کہ میرے گھر میں تو ٹھاٹ اور اسرافانہ زندگی کی گنجائش نہیں ہے۔ جو اس زندگی پر خوش ہیں، وہ میرے گھر میں رہ سکتی ہیں اور جو اس فقیرانہ اور قناعت والی زندگی پر راضی نہیں ہیں میں ان کو دستور کے مطابق رخصت کر دوں گا۔ وہ میرے گھر سے چلی جائیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں آپؐ کے متعلق والدین سے مشورہ کروں گی؟ ہرگز نہیں، بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو چاہتی اور پسند کرتی ہوں۔ پھر یکے بعد دیگرے تمام ازواج مطہرات نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہؓ نے دیا تھا اور سب نے عہد کر لیا کہ آئندہ ہم اس طرح کی کوئی بات نہیں کریں گی۔ حرم نبوی میں ہونا ہمارے لیے دنیا و آخرت کا سرمایہ گراں مایہ ہے۔ لہٰذا اللہ کے رسولؐ نے سب کو برقرار رکھا۔ اس وقت حرم نبوی میں ۹ ازواج مطہرات تھیں جن کے اسماء یہ ہیں۔

حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت سودہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہن وارضاھن وجزاھن اللہ تعالیٰ عنا وعن جمیع المسلمین واحشرنا معھن برحمتک یا ارحم الراحمین

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ

اور جو کوئی تم میں سے اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی تو ہم اسے اس کا دوہرا اجر دیں گے

وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۞ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ

اور ہم نے اس کے لئے عزت کا رزق تیار کر رکھا ہے ۞ اے نبی کی بیویو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ سے ڈرتی رہو

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۞

تو نرم لہجہ سے بات نہ کیا کرو کہ جس کے دل میں مرض ہے وہ طمع کرنے لگے اور بات معقول کہو

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ

اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور گذشتہ زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو اور نماز پڑھو

وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ

اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اللہ تم سے

عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۞ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ

گھر والو گندگی اور ناپاکی دور کرے اور تمہیں خوب پاک کر دے ۞ اور تمہارے گھروں میں

بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۞

جو اللہ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں پڑھی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو بیشک اللہ باریک بین خبردار ہے ۞

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ

بیشک اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں اور ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں اور فرمانبردار مردوں اور فرمانبردار عورتوں

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ

اور سچے مردوں اور سچی عورتوں اور صبر کرنے والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں اور عاجزی کرنے والے مردوں اور عاجزی کرنے والی عورتوں

وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ

اور خیرات کرنے والے مردوں اور خیرات کرنے والی عورتوں اور روزہ دار مردوں اور روزہ دار عورتوں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مردوں اور [illegible]

وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً

اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یاد کرنے والی عورتوں کے لئے [illegible]

وَاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٣٥﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے ○ اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو لائق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا

اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

حکم دے تو ان کو اپنے کام میں اختیار باقی رہے اور جس نے نافرمانی کی اللہ اور اس کے رسول کی

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿٣٦﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ

تو وہ صریح گمراہ ہوا ○ اور جب تو نے اس شخص سے کہا جس پر اللہ نے احسان کیا

عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ

اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ سے ڈر اور تو اپنے دل میں ایک چیز چھپاتا تھا جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا

وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۗ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا

اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا اور اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ تو اسی سے ڈرے پھر جب زید اس سے حاجت

زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ

پوری کر چکا تو ہم نے تجھ سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مسلمانوں پر ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی گناہ نہ ہو

اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۗ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿٣٧﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ

جب کہ وہ ان سے حاجت پوری کر چکیں اور اللہ کا حکم ہو کر رہنے والا ہے ○ نبی پر اس بات میں کوئی

مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ۗ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۗ وَكَانَ

گناہ نہیں ہے جو بات کہ اس کے لیے مقرر کر دی ہے جیسے کہ اللہ کا دستور پہلے لوگوں میں یہی دستور تھا اور

اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ﴿٣٨﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ

اللہ کا کام اندازے پر مقرر کیا ہوا ہے ○ جو لوگ اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں اور اللہ کے سوا

اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۗ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿٣٩﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

اور کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور اللہ حساب لینے کو کافی ہے ○ محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٤٠﴾

لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتمے پر ہیں اور اللہ ہر بات جانتا ہے ○

افاداتِ محمود:

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ الخ مسند احمد میں ہے کہ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ قرآن کریم میں مردوں کی طرح ہم عورتوں کا ذکر نہیں ہوتا۔ ایک دن گزر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگلے دن کچھ فرمانے کے لیے مسجد نبوی میں منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ جب میں نے کان لگا کر سنا تو آپ لوگوں کے سامنے مندرجہ بالا آیت کی تلاوت فرما رہے تھے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ کچھ عورتوں نے حضورؐ سے کہا تھا کہ اس سورت میں خصوصیت سے ازواج مطہرات کا ذکر ہے، لیکن عام عورتوں کا ذکر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت نازل فرمائی۔ عورتیں چونکہ مردوں کے تابع ہیں لہٰذا جہاں مردوں کو خطاب ہے، اس میں عورتیں خود بخود داخل ہیں اور اس خطاب میں عورتیں بھی شامل ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی دلجوئی کے لیے مذکورہ بالا آیت نازل فرمادی۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

رجال چونکہ بالغ مردوں کو کہا جاتا ہے لہٰذا مراد یہ ہے کہ آپ لوگوں کے جسمانی باپ نہیں ہیں۔ آگے لکن حرف استدراک ہے ماقبل سے استدراک مقصود ہے کہ ابوت جسمانیہ کی نفی ہے، لیکن ابوت روحانیہ ثابت ہے۔ جیسا کہ " وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ " کے ساتھ دوسری قرأت میں " وهو اب لهم " آیا ہے۔ حضورؐ کے تمام لڑکے بچپن ہی میں انتقال فرما چکے تھے۔ رضی اللہ عنہم۔ حضرت ابراہیم کا انتقال جس دن ہوا تھا اتفاق سے اس دن سورج گرہن تھا۔ بعض لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ شاید حضورؐ کے صاحبزادے کے انتقال کی وجہ سے سورج کو گرہن لگ گیا ہے۔ جب یہ بات آپ کے علم میں آئی تو آپؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا " ان الشمس والقمر آیتان من آیات الله لا ینکسفان لموت احد ولا لحیاته الخ" یعنی چاند وسورج اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان کو گرہن نہ کسی کی موت کی وجہ سے لگتا ہے، نہ کسی کے پیدا ہونے کی وجہ سے، اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تنبیہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کی چاروں صاحبزادیاں بڑی تھیں۔ حضرت زینبؓ کا نکاح عمرو بن العاص سے۔ حضرت فاطمہؓ کا حضرت علیؓ سے۔ حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ کا یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ سے ہوا تھا۔

خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ الخ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ اب کسی کو کوئی نبوت قیامت تک نہیں ملے گی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت قیامت تک کے لیے ہے۔ یہاں تک کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر میں تشریف لائیں گے تو وہ بھی شریعت محمدیہ کی پیروی کریں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کے لیے بھی میری اتباع کیے بغیر چارہ نہ تھا۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے قبل انبیاء کی مثال ایسی

ہے جیسے ایک دیوار تعمیر ہو رہی ہو اور آخر میں صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ جائے تو فرمایا میں وہ آخری اینٹ ہوں۔ اور بھی متواتر احادیث سے حضور کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہے جو اس عقیدہ میں تردد کرے یا تاویلات کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرے۔ وہ شخص گمراہ اور دائرہ اسلام سے صریحاً خارج ہے۔

مرزائیوں کا ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

مرزائی عام طور پر ایک شبہ پیش کرتے ہیں کہ اگر کسی کو شیخ الحدیث کو خاتم المحدثین کہا جائے یا کسی متکلم کو خاتم المتکلمین کہہ جائے تو کیا اب کسی اور محدث اور متکلم کا پایا جانا ممنوع ہے؟ لہٰذا جیسے یہ ممنوع نہیں ہیں۔ اسی طرح خاتم النبیین کے بعد کسی اور کا نبی ہونا بھی ممنوع نہیں ہے۔ لیکن جواب اس شبہ کا ایک تو یہ ہے کہ انسان کے علم کو اللہ کے علم پر قیاس کرنا تو قیاس مع الفارق ہے یعنی انسان اگر کسی کو خاتم المحدثین یا خاتم المتکلمین وغیرہ کہتا ہے تو فی الحال اس کے علم میں یہی شخص خاتم المحدثین یا خاتم المتکلمین ہوتا ہے۔ لیکن انسان کا علم قلیل اور محدود ہے۔ لہٰذا کل کو کسی اور جگہ کوئی اچھا اور ماہر شیخ الحدیث یا متکلم پایا جائے تو ایسا ہونا ممکن ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا علم تو کائنات کے ذرے ذرے کو محیط ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو خاتم النبیین فرمایا اور اس کے بعد بھی نبوت ملنے اور دینے کا سلسلہ جاری رہے تو کذب فی کلام اللہ لازم آئے گا۔ (۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ محدث یا متکلم ہونا یا مفسر یا مجتہد ہونا یہ سب باتیں کسب سے متعلق ہیں۔ ان کے متعلق اگر کسی شخص کے لیے لفظ خاتم استعمال کیا جائے تو وہ مبالغہ پر محمول ہوگا۔ اس سے ماعدا کی نفی لازم نہیں آئے گی۔ جبکہ نبوت وہبی ہے۔ اس کا کسب و محنت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا لفظ خاتم النبیین معنی حقیقی پر محمول ہوگا اور سیاق و سباق کا تقاضا بھی یہی ہے۔ (۳) تیسرا جواب یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ختم نبوت ہونا متواتر احادیث سے بھی ثابت ہے اور نص قرآن سے بھی ثابت ہے۔ اب جو لوگ ان متواتر روایات کا انکار کر کے اس چکر میں ہیں کہ ہم حضور کے بعد کسی کو حقیقی نبی تو نہیں مانتے لیکن ظلی نبی یا بروزی نبی مانتے ہیں تو ان کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متواتر ارشادات سے انکار کر کے ان لوگوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور یہی بیہودہ آپ کی رسالت ہی سے انکار کر دینا ہے۔ تو پھر ظلی نبی یا بروزی نبی چہ معنی دارد۔ جب ان لوگوں نے ذی ظل کا ہی انکار کر دیا تو ظل کہاں ہوگا؟ نبی کی نبوت و رسالت کا انکار کر کے بھی اس کے فیض سے دوسروں کو نبی بناتے ہو۔ یہ فلسفہ عیسائیوں کے تثلیث کے عقیدہ سے زیادہ باریک ہے۔

وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا

اور اس مسلمان عورت کو بھی جو بلا عوض اپنے کو پیغمبر کو دے دے بشرطیکہ پیغمبر اس کو نکاح میں لانا چاہے

خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْ

یہ خاص آپ کے لئے ہے نہ اور مسلمانوں کے لئے ہمیں معلوم ہے جو کچھ ہم نے مسلمانوں پر

أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ

ان کی بیبیوں اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر کیا ہے تاکہ آپ پر کوئی تنگی نہ رہے اور

اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ ۖ

اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے ○ آپ ان میں سے جسے چاہیں چھوڑ دیں اور جسے چاہیں اپنے پاس جگہ دیں

وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۚ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ تَقَرَّ

اور ان میں سے جسے آپ چاہیں جنہیں آپ نے علیحدہ کر دیا تھا تو آپ پر کوئی گناہ نہیں یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ

أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ

ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور غمزدہ نہ ہوں اور ان سب کو جو آپ دیں اس پر راضی رہیں اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے

قُلُوْبِكُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا

اللہ جانتا ہے اور اللہ جاننے والا بردبار ہے ○ اس کے بعد آپ کے لئے عورتیں حلال نہیں اور نہ

أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَّلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ

یہ کہ آپ ان سے اور عورتیں تبدیل کریں اگرچہ آپ کو ان کا حسن پسند آئے مگر جو آپ کی

يَمِيْنُكَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا

مملوکہ ہوں اور اللہ ہر ایک چیز پر نگران ہے ○ اے ایمان والو

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ

نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر اس وقت کہ تمہیں کھانے کے لئے اجازت دی جائے نہ اس کی تیاری کا انتظار

إِنٰىهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَأْنِسِيْنَ

کرتے ہوئے لیکن جب تمہیں بلایا جائے تب داخل ہو پھر جب تم کھا چکو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں کے لئے

کے پہلو دیکھ امت کی ضرورت اور ان کے لیے مشغل راہ ہیں۔ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا وہ حصہ جو گھر سے باہر گزر رہا تھا، اس کو صحابہ کرام نے علی وجہ الکمال لوگوں کے سامنے نقل فرمایا، خواہ وہ سفر جنگ میں ہونے والے اعمال ہوں یا میدان کارزار کا حال ہو یا اخلاقیات، معاملات، عبادات وغیرہ کے متعلق آپ کی تمام ہدایات وارشادات صرف ان کے الفاظ ہی نہیں، بلکہ کیفیات بھی ساتھ بیان فرما دیں۔ فرضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ اب امت کے لیے آپ کی گھر سے باہر والی زندگی جتنی اہم ہے، اتنی ہی آپ کی گھریلو اور خانگی زندگی اہم ہے۔ بیرونی زندگی کے اعمال امت تک پہنچانے کے لیے تو صحابہ کرام کی جماعت موجود تھی جو تقریباً ڈیڑھ لاکھ افراد پر مشتمل تھی۔ آپ کی گھریلو زندگی کے اعمال کو امت تک پہنچانے کے لیے عورتوں کی ایک جماعت کی ضرورت تھی۔ کیونکہ اتنے اعمال کو ذہن محفوظ کر کے امت تک پہنچانا ایک دو عورتوں کے بس کی بات نہ تھی۔ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سبب سے متعدد شادیاں فرمائی ہیں۔

(۲) مرد کی گھریلو زندگی کی راز دان عورت ہی ہو سکتی ہے۔ یہاں مرد کے مقابلے میں عورت کی بات زیادہ باوثوق معلوم ہوتی ہے۔ پھر جب چند عورتیں ہوں اور سب ایک ہی بات پر متفق ہوں تو وہ بات زیادہ مضبوط اور بلا ریب قابل تسلیم ہوگی تاکہ کوئی بد باطن یہ نہ کہہ سکے کہ مرد کی بیوی نے اس کی بڑائی تو کرنی ہی کرنی ہے۔ کیونکہ جب مختلف قبائل کے مختلف مزاج کی عورتیں ہوں، پھر ان میں سرداروں کی بیٹیاں بھی ہوں اور غریبوں کی بیٹیاں بھی ہوں، لیکن اس انصاف کے علمبردار کے انصاف میں فرق نہ آیا ہو تو یقیناً یہ کمال نبوت ہے۔ اس کو باور کرانے کی بھی صورت تھی جو وجود میں آئی۔

(۳) ایک ایک زوجہ مطہرہ سے جو آپ کا عقد ہوا اس میں امت کے لیے بہت سی ہدایتیں، بہت سی دینی مصلحتیں اور بہت سی حکمتیں موجود ہیں۔ یہ باتیں تاریخ اسلام کی کتابوں میں مفصل مل سکتی ہیں۔ بطور نمونہ حضرت زینب بنت جحش ہی کے نکاح پر نظر ڈال لیجیے کہ اس میں کتنے احکام اور ہدایتیں ہیں۔ اس نکاح سے تو ایک بڑی رسم کا قلع قمع ہوا۔ اسی طرح کی مصلحتیں اور ہدایات دیگر ازواج مطہرات کے نکاحوں میں بھی ہیں۔ ”قیاس کن ز گلستان من بہار مرا“

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعدد ازدواج پر اعتراض کرنے والے اگر عقل و دانش سے کام لیتے ہوئے آپ کی حیات طیبہ وطاہرہ کا مطالعہ کرتے اور پھر ذرا انصاف بھی کرتے تو یہ اعتراض کبھی نہ کرتے۔ دیکھیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۵ سال کی عمر میں، جو ہر شخص کے لیے عین شباب کا زمانہ ہوتا ہے، ایک ایسی خاتون سے نکاح فرمایا جو دو بار بیوہ ہو چکی تھیں۔ ۵۳ سال کی عمر تک آپ نے اور کوئی شادی نہیں فرمائی۔ آپ نے تمام شادیاں ۵۳ سال سے ۶۳ سال کے درمیانی عرصہ یعنی کل دس سال کے عرصہ میں فرمائی ہیں۔ کیا کوئی ذی شعور جس کے دماغ میں فتور نہ ہو، یہ کہہ سکتا ہے کہ ایک شخص کو ۵۳ سال تک تو کوئی خواہش یاد نہ آئی اور جب بڑھاپا شروع ہوا تو ساری

خواہشیں یاد آگئیں، لہٰذا شادی پر شادی ہو رہی ہے (العیاذ باللہ)۔ اصل بات یہ ہے کہ بدبختی آنکھ کو ایک کا دو نظر آتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وعین الرضاء کلیلۃ عن کل عیب کما ان عین السخط تبدی المساوی

خوشی کی آنکھ ہر عیب سے بند ہوتی ہے اور ناراضگی کی آنکھ کو تو عیب ہی عیب نظر آتا ہے۔

(۵) اور سیاسی مصلحت یہ بھی تھی جو سربر آوردہ افراد تھے ان کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلقات اور تر یادہ اچھے و مستحکم ہو گئے۔ جیسے حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابو سفیانؓ اور بعض رؤسا یہود وغیرہ۔ لہٰذا یہ دین کا ایک اہم باب اور عظیم الشان معاملہ تھا جس کے بغیر چارہ نہ تھا۔ واللہ اعلم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا

اے ایمان والو تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جانا جنھوں نے موسیٰ کو ستایا پھر اللہ نے موسیٰ کو ان کی باتوں سے بری کر دیا

وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝

اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی عزت والا تھا ○ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کہا کرو ○

يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

تا کہ وہ تمہارے اعمال کو درست کر دے اور تمہارے گناہ معاف کر دے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا

فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

سو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی ○ ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین

وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تھا پھر انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور اسے انسان نے اٹھا لیا بے شک

ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ

وہ بڑا ظالم بڑا نادان تھا ○ تا کہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے

وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور مومن مردوں اور مومن عورتوں پر مہربانی کرے اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے ○

افاداتِ محمود:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ بنی اسرائیل نے چونکہ حضرت موسیٰ کو طرح طرح کی اذیتیں دی تھیں۔ لہٰذا امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو تنبیہ کی گئی کہ نبی کو اذیت دینا دنیا و آخرت کے نقصان و خسران کا باعث ہے۔ اس سے بچتے رہو۔ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ نے یہاں تین قول نقل کیے ہیں جو درج ذیل ہیں۔ (۱) حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون دونوں کسی پہاڑ پر چڑھ گئے۔ جہاں حضرت ہارون کا انتقال ہو گیا تو بنی اسرائیل نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ (العیاذ باللہ) حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کو قتل کر دیا۔ ظاہر بات ہے کہ حضرت موسیٰ کو اس بات سے کتنی تکلیف پہنچی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی طریقے سے اس الزام کی تردید فرما دی اور الزام لگانے والوں کے منہ بند ہو گئے۔ (۲) دوسرا قول یہ ہے کہ قارون نے ایک عورت کو رشوت دے کر تیار کیا تھا کہ لوگوں کے مجمع میں حضرت موسیٰ پر الزام لگائے کہ یہ میرے ساتھ گناہ میں مبتلا ہیں۔ جب عورت نے مجمع میں یہ بات کہہ دی تو

حضرت موسیٰ نے خدا کے غضب وقہر سے ڈرایا تو آپ نے سچی بات بتلادی اور حضرت موسیٰ کی برأت ظاہر ہو گئی۔ (۳) صحیحین میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حیا کا غلبہ تھا۔ زمانے کے دستور ورواج کے مطابق برہنہ جسم لوگوں کے سامنے نہ نہاتے تھے۔ جبکہ عام لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ برہنہ جسم ہی میں نہاتے تھے اور ایک دوسرے سے ذرا برابر حیا محسوس نہیں کرتے تھے۔ تو بنی اسرائیل نے یہ کہنا شروع کردیا کہ حضرت موسیٰ کو کوئی جسمانی بیماری لاحق ہے جس کی وجہ سے یہ ہمارے ساتھ نہیں نہاتے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت موسیٰ نہانے لگے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیے جب نہانے سے فارغ ہوگئے اور کپڑے لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو پتھر نے بھاگنا شروع کردیا۔ حضرت موسیٰ پیچھے پیچھے دوڑ رہے ہیں یہاں تک کہ پتھر ایک مجمع میں جا کر رک گیا۔ حضرت موسیٰ نے اپنی لاٹھی سے تین یا پانچ وار کیے جس کے نشان پتھر پر پڑ گئے تھے۔ پھر حضرت موسیٰ نے کپڑے پہن لیے اور بنی اسرائیل نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ حضرت موسیٰ کے جسم میں کوئی عیب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس انداز سے ان کو بے عیب ثابت کردیا لیکن اذیت وتکلیف تو یقیناً پہنچی ہوگی۔

بہرحال یہاں مسلمانوں کو یہ ہدایت کی گئی کہ تم بنی اسرائیل کی طرح اپنے رسول کو اذیت نہ پہنچانا۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ حضور نے کچھ تقسیم فرمایا تو کسی نے کہا کہ اس تقسیم سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مطلوب نہ تھی۔ جب حضور کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ پر رحم فرمائے ان کو اس سے زیادہ تکلیفیں دی گئیں مگر انہوں نے صبر کیا۔ (ابن کثیر)

هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۚ

کیا ہم تمہیں وہ آدمی بتائیں جو تمہیں خبر دیتا ہے کہ جب تم پورے طور پر ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو تم پھر نئے سرے سے پیدا کئے جاؤ گے

اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي

کیا اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے یا اسے جنون ہے نہیں بلکہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے

الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

وہ عذاب اور دور کی گمراہی میں پڑے ہیں کیا وہ نہیں دیکھتے جو ان کے

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا

آگے اور پیچھے ہے اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر گرا دیں آسمان کا

مِّنَ السَّمَآءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ

ٹکڑا گرا دیں اللہ کی طرف رجوع کرنے والے بندے کے لئے اس میں بڑی نشانی ہے اور بیشک ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے

مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ

بزرگی دی تھی اے پہاڑو ان کے ساتھ تسبیح کرو اور پرندوں کو بھی اور ہم نے ان کے لئے لوہا نرم کر دیا تھا کہ

سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ

کشادہ زرہیں بنا اور اندازہ سے جوڑ کڑیاں اور تم سب نیک کام کرو بیشک میں جو کچھ تم کرتے ہو خوب دیکھتا ہوں اور ہم نے ہوا کو سلیمان کے

الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ

تابع کر دیا تھا جس کی صبح کی منزل مہینے بھر کی راہ اور شام کی منزل مہینے بھر کی راہ اور ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا تھا اور کچھ جن

مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ

ان کے آگے ان کے رب کے حکم سے کام کیا کرتے تھے اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم سے پھر جاتا تھا

مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ

تو ہم اسے آگ کا عذاب چکھاتے تھے جو وہ چاہتے ان کے لئے بناتے تھے قلعے اور تصویریں اور لگن

كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ

جیسے لگن اور دیگیں ایک جگہ جمی رہنے والی اے آل داؤد تم شکر میں نیک کام کیا کرو اور میرے بندوں میں تھوڑے ہی

افادات محمود:

محراب یعنی جائے حرب، مراد قلعے ہیں۔ مسجد کے محراب کو محراب اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس میں بھی شیطان سے لڑائی ہوتی ہے۔ امام سالار ہے اور مقتدی فوج ہیں یا محراب کو محراب اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں انسان دنیا کی مشاغل و مصروفیات سے الگ تھلگ ہو کر یکسوئی کے ساتھ عبادت کرتا ہے۔ امام راغبؒ لکھتے ہیں

وقیل الاصل فیہ ان محراب البیت صدر المجلس ثم اتخذت المساجد فسمی صدرہ بہ

یعنی محراب میں اصل یہ ہے کہ گھر کے صدر مجلس کو محراب کہا جاتا تھا۔ پھر جب مسجدیں بن گئیں تو مسجد کے حصہ صدر کو محراب کہا جانے لگا۔

تماثیل یعنی مجسمے بنائے جاتے تھے یہ حضرت سلیمانؑ کے دین میں جائز تھے بعد میں شریعت محمدیہ میں حرام قرار دے دیے گئے۔ سورۂ سبا میں اہم واقعہ حضرت سلیمانؑ کا ہے۔ یہ بیت المقدس کی تعمیر کرا رہے تھے تمام جنات کو کام پر لگایا ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ کو ان سے کام لینا منظور تھا۔ حضرت سلیمانؑ لاٹھی کے سہارے کھڑے ہو کر نگرانی فرما رہے تھے۔ چونکہ کام ابھی نامکمل تھا اور حضرت سلیمانؑ کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو اسی حالت میں لاٹھی کے سہارے کھڑے کھڑے وفات پا گئے اور شیشہ میں بند تھے۔ جنات کو وفات کا علم نہ ہو سکا اور یہی سمجھ کر کام کرتے رہے کہ حضرت سلیمانؑ کھڑے ہیں اور نگرانی فرما رہے ہیں۔ جب کام مکمل ہو گیا تو اس لاٹھی کو دیمک لگ گئی اور اندر سے کھوکھلی ہونے سے حضرت سلیمانؑ زمین پر گر گئے۔ جنات نے جب دیکھا کہ یہ تو پرانی نعش معلوم ہوتی ہے تو پکار اٹھے کہ اگر ہم غیب کا علم جانتے ہوتے تو پھر اس مشقت میں نہ رہتے۔ بلکہ حضرت سلیمانؑ کی وفات کے بعد فوراً کام چھوڑ دیتے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ الخ قوم سبا پر اللہ تعالیٰ نے بہت سے احسانات فرمائے تھے اور نعمتیں عطا فرمائی تھیں۔ ملک عرب میں کوئی مستقل دریا و نہریں نہیں ہوتی بلکہ سیلابی ریلے آکر ریگستان میں جذب ہو جاتے تھے۔ زراعت اور کاشتکاری بڑی مشکل سے ہوتی تھی۔ سبا نے سب سے بڑا ڈیم سوقارب یا عزم قارب کے نام سے بنایا تھا اور چھوٹے چھوٹے ڈیم سینکڑوں کی تعداد میں بنائے گئے تھے جہاں تقریباً ۳۰۰ مربع میل زمین سیراب ہوتی تھی۔ سوقارب کے مشرق و مغرب میں دروازے تھے۔ جہاں سے پانی تقسیم ہو کر مطلوبہ مقامات میں پہنچتا تھا اور کھڑکیاں تھیں جو بوقت ضرورت کھول دی جاتی تھیں اور نہروں کے اطراف میں پھلوں کے درخت لگے ہوئے تھے۔ دائیں بائیں اتنے پھل اور فصلیں پیدا ہوتی تھیں کہ سنبھالی نہیں جا سکتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو یہ حکم تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا کرو اور صرف اسی کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو لیکن جب انہوں نے احکام خداوندی کو پس پشت ڈال دیا اور ناشکری کی تو وہی پانی جس سے سینکڑوں میل زمین سیراب ہوتی تھی اس نے طوفان اور عذاب کی شکل اختیار کی اور تمام باغات صفحۂ ہستی

سے مٹ گئے اور وہ زمین جس پر سرسبزی و شادابی کی سیاہ چادر بچھی رہتی تھی بالکل بنجر بن گئی اور بہترین پھلوں کے درختوں کی جگہ بدمزہ پھلوں کے درخت اُگ گئے اور منزل بہ منزل جو قریب قریب مکانات ہوتے تھے جن سے مسافروں کو سفر نہایت آسان و خوشگوار ہوتا تھا وہ سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔ الغرض کفران و ناشکری جیسے جرائم کے پاداش میں تمام نعمتوں سے محروم ہو گئے۔ اُمت محمدیہ کو بھی تنبیہ ہے کہ جن اعمال کی وجہ سے نعمتیں سلب ہوتی ہیں ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ الخ

اہل کتاب کو تو یہ الزام دیا جاتا ہے کہ تم جب پہلی کتابوں کو مانتے تھے تو اس کتاب کو کیوں نہیں مانتے ہو۔ جب کہ تمہاری کتابیں اس کتاب کی تصدیق بھی کرتی رہی ہیں۔ لیکن یہ الزام مشرکین کو نہیں دیا جا سکتا تھا۔ وہ تو اہل کتاب نہ تھے، بلکہ وہ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ سابقہ کتب کا بھی انکار کرتے تھے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا الخ

اب قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ایک دوسرے کو الزام دیں گے۔ جیسا کہ دنیا میں دستور ہے کہ جب کوئی تحریک ناکام ہوتی ہے تو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں بعض بڑے طبقے کے ہوتے ہیں اور بعض چھوٹے طبقے کے۔ چھوٹے طبقے والے بڑے طبقے والوں کو الزام دیتے ہیں کہ تم لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا اور بڑے طبقے والے چھوٹوں اور ماتحتوں کو کہتے ہیں کہ یہ تمہاری اپنی غلطی اور نادانی ہے۔ لہٰذا ہم قصوروار نہیں ہیں لیکن ایک دوسرے کو الزام دینے سے قطعاً کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

مُّبِينٌ ﴿٤٣﴾ وَمَا آتَيْنَاهُم مِّن كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِن

جادو ہے ۝ اور ہم نے انہیں کوئی کتاب نہیں دی کہ وہ اسے پڑھتے ہوں اور ہم نے ان کی طرف آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا

نَّذِيرٍ ﴿٤٤﴾ وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي

نہیں بھیجا ۝ اور ان لوگوں نے بھی جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے اور یہ لوگ اس کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچے جو ہم نے انہیں دیا تھا پس انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا

فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٥﴾ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ

پھر میرا کیسا عذاب ہوا ۝ کہہ دو میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لئے دو دو ایک ایک کھڑے ہو جاؤ

ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَيْ

پھر غور کرو تمہارے ساتھی کو کوئی جنون نہیں ہے وہ تمہیں ایک سخت عذاب آنے سے پہلے

عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴿٤٦﴾ قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى

ڈرانے والا ہے ۝ کہہ دو میں نے جو اجرت تم سے مانگی ہو وہ تمہارے ہی پاس رہے میری مزدوری تو

اللَّهِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٤٧﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ

اللہ پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے ۝ کہہ دو میرا رب حق کو باطل پر مارتا ہے اور وہ چھپی ہوئی

الْغُيُوبِ ﴿٤٨﴾ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ﴿٤٩﴾ قُلْ إِن ضَلَلْتُ

چیزوں کو خوب جانتا ہے ۝ کہہ دو حق آ گیا اور جھوٹے معبود نہ کچھ پیدا کرتے ہیں اور نہ دوبارہ پیدا کر سکیں گے ۝ کہہ دو اگر میں

فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي إِنَّهُ سَمِيعٌ

غلط راستے پر ہوں تو میری غلطی کا وبال مجھ ہی پر ہوگا اور اگر میں سیدھی راہ پر ہوں تو اس سے کہ میرا رب میری طرف وحی کرتا ہے بیشک

قَرِيبٌ ﴿٥٠﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٥١﴾ وَ

سننے والا قریب ہے ۝ اور کاش آپ دیکھیں جب وہ گھبرائے ہوئے ہوں گے پھر بچ کر نہ جا سکیں گے اور پاس ہی سے پکڑ لئے جائیں گے

قَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾ وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ

اور کہیں گے ہم قرآن پر ایمان لے آئے ہیں اور اتنی دور سے (ایمان کا) ان کے ہاتھ آنا کہاں ممکن ہے حالانکہ پہلے تو اس کا انکار

مِن قَبْلُ وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٥٣﴾ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ

کرتے رہے اور بے تحقیق باتیں دور ہی دور سے پھینکا کرتے تھے ۝ اور ان میں اور ان کی

وَبَيْنَ	مَا يَشْتَهُوْنَ	كَمَا فُعِلَ	بِأَشْيَاعِهِمْ	مِّنْ قَبْلُ	اِنَّهُمْ كَانُوْا		
خواہش میں آڑ کر دی جائے گی	جیسا کہ	ان کے ہم خیال لوگوں کے ساتھ	اس سے پہلے کیا گیا		بیشک وہ بھی حیرت انگیز		

فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿٥٤﴾

شک میں پڑے ہوئے تھے۔

افادات محمود

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ الخ

اے محمدؐ! ان لوگوں سے فرما دیجیے کہ میں تمہیں ایک بات بتا رہا ہوں، اکیلے میں یا دو دو ہو کر بھی اس بات پر غور کرو کہ میری سابقہ زندگی تم لوگوں میں کس طرح گزری ہے؟ کیا تم لوگ مجھ کو صادق امین نہیں کہتے تھے؟ کیا میں نے اپنی ذات کے لیے تم لوگوں سے کوئی چیز مانگی ہے؟ یا میں نے بجز آپ کو بچنے، اور اپنی عبادت کا کسی کو حکم دیا ہے؟ کیا تم لوگ یہ تمنا نہیں کرتے تھے کہ کاش ہمیں بھی یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب مل جاتی اور ہم ان کی طرح اہل کتاب کہلاتے اور ملت ابراہیمی کے قریب ہوتے اور کوئی نبی اگر ہم میں سے مبعوث ہوتا تو یہ بات ہمارے لیے سرمایہ فخر ہوتی۔ لیکن اب ان تمام باتوں سے پھر گئے ہو۔ واللہ اعلم

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾

اے لوگو تم اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ بے نیاز تعریف کیا ہوا ہے۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾

اگر وہ چاہے تو تم کو لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ

اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور اگر کوئی بوجھ والا اپنے بوجھ کی طرف بلائے گا تو اس کے بوجھ میں سے کچھ بھی اٹھایا نہ جائے گا

وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا

اگرچہ وہ قرابت دار ہی ہو بیشک آپ انہیں لوگوں کو ڈراتے ہیں جو کہ دیکھے بغیر اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم

الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ وَمَا يَسْتَوِي

کرتے ہیں اور جو پاک ہوتا ہے سو وہ اپنے ہی لئے پاک ہوتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور اندھا اور

الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾

دیکھنے والا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ اندھیرے اور نہ روشنی۔ اور نہ چھاؤں اور نہ دھوپ۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ

اور زندے اور مردے برابر نہیں ہیں بیشک اللہ سنا دیتا ہے جس کو چاہے اور آپ نہیں

بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا

سنانے والے ان کو جو قبروں میں ہیں۔ آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں۔ بیشک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے خوشخبری

وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ

دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر اور کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔ اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو ان لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ

جو ان سے پہلے ہوئے ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتاب

الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾

لے کر آئے۔ پھر میں نے ان لوگوں کو پکڑ لیا جو منکر ہوئے تھے سو کیسا ہوا میرا عذاب۔

افادات محمود:

وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ

معنی: اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو مردوں کو بھی سنا دے، لیکن آپ کا فرض تبلیغ کرنا ہے، دین کی بات لوگوں تک پہنچا دینا ہے۔ اگر کوئی مردہ دل کافر آپ کی بات کو نہیں سنتے اور نہیں مانتے تو ان کو منوانا آپ کے قبضہ قدرت میں نہیں ہے۔ خواہ آپ کتنی ہی آرزو کیوں نہ کریں۔

نہ ہو تو وہ علم نہیں ہے۔ علم تو اس لیے ضروری ہے کہ علم کے بغیر اس کی قدرت تامہ کو جانا نہیں جا سکتا۔ لہٰذا جو خوف و خشیت علم پر مرتب ہوتے ہیں وہ نہ پائے جا سکیں گے۔ جیسے چھوٹا بچہ زہریلے سانپ کو پکڑنے اور اس کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ وہ اس کی حقیقت و اصلیت سے نابلد ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں انگارہ منہ میں ڈال لیا تھا۔ آپ ایک لوڈ پستول کسی بچے یا پاگل کے ہاتھ میں دے دیں وہ فوراً چلا کر اپنا یا کسی اور کا نقصان کر دے گا۔ امام مسروقؒ فرماتے ہیں "کفی بالعلم الخشیۃ و کفی بالجہل العجب" یعنی اگر ایک انسان کو خشیت خداوندی نصیب ہوئی ہے تو اس کے لیے یہی علم کافی ہے اور اگر کوئی شخص عجب نفس، غرور و تکبر میں مبتلا ہے تو وہ جاہل ہے، خواہ وہ کثرت روایت اور مسائل کا علم رکھتا ہو۔ اس آیت میں دوسری شاذ قرأۃ جو لفظ اللہ کے رفع اور علماء کے نصب کے ساتھ ہے یعنی " اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءَ " الخ خشیت جب منسوب الی اللہ ہو تو اس سے مراد تعظیم و تکریم ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جن کی زیادہ تعظیم و تکریم کرتے ہیں وہ علماء ہیں یعنی خشیت کا انجام و عاقبت مراد ہے جو کہ تعظیم ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس شاذ قرأۃ کو بعض لوگوں نے کفر لکھا ہے تو پھر یہ کیسے جائز ہوگی؟ جواب یہ ہے کہ جو اس کو قرأۃ شاذہ سمجھ کر پڑھے اور اس کی تاویل پر نظر ہو تو اس کے لیے کفر نہیں ہے، لیکن جو شخص بغیر تاویل کے پڑھے اس کے لیے جائز نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "انا اعلمکم باللہ و اتقاکم لہ" میں تم لوگوں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ جانتا ہوں اور تم لوگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ حاصل یہ ہوا کہ زیادہ عالم وہ کہلائے گا جس کے علم کا نتیجہ و ثمرہ کثرت تقویٰ و کثرت خشیت ہو۔ اگر تقویٰ ساتھ نہیں ہے تو پھر وہ علم نہیں ہے۔ حضرت ملا علی قاریؒ نے بڑے پتے کی بات کہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

من تفقه ولم يتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم يتفقه فقد تزندق ومن جمع بينهما فقد تحقق (مرقاۃ)

جو صرف فقہی مسائل سیکھے اور اس کو عملی جامہ نہ پہنائے تو وہ فاسق بن جاتا ہے اور جو صرف تصوف کی لائن پر چلے اور علم نہ سیکھے تو وہ زندیق بن جاتا ہے اور جو دونوں (علم و تصوف) کو جمع کر لے وہ حقیقت کی بلندیوں کو چھو لیتا ہے۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا الخ

یعنی ہم نے نبی کے بعد اس کتاب کا وارث امت کو بنایا اور ان کو کتاب کی خدمت کے لیے چن لیا، لیکن سب انسان یکساں اور برابر نہیں ہوتے۔ بعض ان میں سے وہ ہیں جو گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یہ ظالم ہیں اور بعض وہ ہیں جو اعمال صالحہ اور اعمال سیئہ کے اعتبار سے بین بین ہیں۔ وہ گناہ بھی کرتے ہیں اور نیک اعمال بھی کرتے ہیں۔ یہ درمیانی قسم کے لوگ ہیں۔ ایک طبقہ ان میں سے ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و مہربانی سے وہ ہر

نیک عمل میں پیش پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے وہ کسی مستحب عمل کو بھی نہیں چھوڑتے۔ ان پر خوف و خشیت اتنا غالب ہے کہ حرام تو کجا مکروہ تنزیہی کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔

أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ اگر کوئی شخص نسلاً کافر ہو اور بلوغ کے ایک دن بعد ہی انتقال کر جائے تو اس کو وہ تمام سزائیں ملیں گی جو ۸۰ سال کے کافر کے لیے ہیں۔ کیونکہ بلوغ نقطۂ تکمیل ہے اور بلوغ سے قبل عقل بالکل معدوم نہیں ہوتی بلکہ تدریجاً تدریجاً عقل سے اعلیٰ کی طرف ترقی کرتی رہتی ہے اور بعد از بلوغ مکمل ہو جاتی ہے اور انسان حق کی تلاش میں ہوشیار رہتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾

بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کے غیب جانتا ہے بیشک وہ سینوں کے بھید خوب جانتا ہے ○

هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا

وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں قائم مقام بنایا پھر جو کفر کرے گا اس کے کفر کا وبال اسی پر ہوگا اور

يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ

کافروں کا کفران کے رب کے پاس ناراضی کے سوا اور کچھ نہیں بڑھاتا اور کافروں کا کفر بجز نقصان کے اور کچھ

إِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي

نہیں بڑھاتا ○ کہہ دو کیا تم نے اپنے ان معبودوں کو بھی دیکھا جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ذرا مجھے

مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا

دکھاؤ تو انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے یا ان کا کچھ حصہ آسمانوں میں بھی ہے یا انہیں ہم نے کوئی کتاب دی ہے کہ

فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِنْهُ ۚ بَلْ إِنْ يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا

وہ اس کی سند رکھتے ہیں (نہیں) بلکہ ظالم آپس میں ایک دوسرے کو

غُرُورًا ﴿٤٠﴾ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا

دھوکا دیتے ہیں ○ بیشک اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے اس سے کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل جائیں اور اگر وہ

إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤١﴾ وَأَقْسَمُوا

دونوں اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو ان کو کوئی بھی اس کے بعد روک نہیں سکتا بیشک وہ بردبار بخشنے والا ہے ○ اور وہ اللہ کی

بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى

پختہ قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی بھی ڈرانے والا آیا تو وہ ایک امت سے زیادہ ہدایت پر

الْأُمَمِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤٢﴾ اسْتِكْبَارًا

ہوں گے پھر جب ان کے پاس ڈرانے والا آیا تو ان سے ان کو اور بھی نفرت بڑھ گئی ○ سرکشی کر کے

فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ فَهَلْ

ملک میں اور بری تدبیریں کرنے لگے اور بری تدبیر کا وبال انہی پر پڑتا ہے جو بری تدبیر کرتے ہیں پھر کیا

يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَنْ

واسی برتاؤ کے منتظر ہیں جو پہلے لوگوں سے ہوتا آیا سو آپ اللہ کے قانون میں ردوبدل نہیں پائیں گے اور آپ

تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ﴿٤٣﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ

اللہ کے قانون میں کوئی تغیر نہیں پائیں گے کیا انھوں نے زمین میں سیر نہیں کی کہ وہ دیکھتے ان لوگوں کا

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَمَا كَانَ

کیا برا انجام ہوا جو ان سے پہلے تھے اور وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے اور اللہ

اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا

ایسا نہیں ہے کہ اسے کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں عاجز کر دے بیشک وہ جاننے والا

قَدِيرًا ﴿٤٤﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ

قدرت والا ہے اور اگر اللہ لوگوں سے ان کے اعمال پر مواخذہ کرتا تو زمین پر کوئی جاندار نہ چھوڑتا

وَلَٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ

لیکن وہ انہیں ایک وقت مقرر تک مہلت دیتا ہے پھر جب ان کا وقت مقرر آ جائے گا تو بیشک اللہ

بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ﴿٤٥﴾

بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے ۞

افاداتِ محمود:

لِتُنْذِرَ قَوْمًا الخ یہ بات درست ہے کہ جس قوم کی اصلاح آپ کے ذمے لگائی گئی ہے اور ابتدائی طور پر جس قوم سے آپ کا پالا پڑا ہے صدیوں سے ان کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا ہے۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ ان کے آباء و اجداد بھی غافل تھے۔ ان کی اصلاح اور ان کو کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر توحید و سنت کی صاف شفاف شاہراہ پر لا کھڑا کرنا یقیناً من عزم الامور اور نہایت ہی مشکل کام ہے۔ اس راستے میں مشکلیں پیش آئیں گی لیکن آپ ملول و غمگین نہ ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائیں گے اور آپ کا یہ سچا اور صاف ستھرا دین ہر کچے پکے مکان تک پہنچ کر رہے گا۔

أُغْفِلَا الخ

یعنی جاہلانہ رسمیں، آباؤ اجداد کے طور و طریق اور غلط عقائد و اعمال وغیرہ کے طوق جو ان کے گلوں میں ڈال دیے گئے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا أَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾

اور ان سے بستی والوں کا حال مثال کے طور پر بیان کرو جب ان کے پاس رسول آئے۔

إِذْ أَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا إِنَّآ إِلَيْكُم

جب ہم نے ان کی طرف دو کو بھیجا انہوں نے ان کو جھٹلایا پھر ہم نے تیسرے سے مدد کی پھر انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف

مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا مَآ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ أَنزَلَ الرَّحْمٰنُ مِن شَيْءٍ

بھیجے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا تم کچھ اور نہیں ہو مگر ہماری طرح انسان ہو اور رحمٰن نے کوئی چیز نہیں اتاری

إِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّآ إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَا عَلَيْنَآ

تم اور کچھ نہیں ہو مگر جھوٹ بول رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں۔ اور ہمارے ذمے

إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْٓا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِن لَّمْ تَنتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ

کھلم کھلا پہنچا دینا ہی ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے تو تمہیں منحوس سمجھا ہے اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے

وَلَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طٰٓئِرُكُم مَّعَكُمْ أَئِن ذُكِّرْتُم بَلْ

اور تمہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔ انہوں نے کہا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے کیا اگر تمہیں نصیحت کی جائے بلکہ تم حد سے

أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ

نکلنے والے لوگ ہو۔ اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ کہا اے میری قوم

اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوْا مَن لَّا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا وَّهُم مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

رسولوں کی پیروی کرو۔ ان کی پیروی کرو جو تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتے اور وہ ہدایت پانے والے ہیں۔

افاداتِ محمود:

أَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ اس بستی سے مراد انطاکیہ ہے۔ یہ وہ بستی ہے جہاں حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے یہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا تھا لیکن انہوں نے کھانا دینے سے انکار کر دیا تھا۔ کما مر فی سورۃ الکہف

إِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ مرسلوں سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری ہیں۔ پہلے دو حواری تھے۔ پھر تیسرا بھی ان کی تائید و نصرت کے لیے روانہ کر دیا تا کہ لوگوں کو صحیح راہِ حق سمجھا سکیں۔ چنانچہ لوگوں نے ان سے کہا کہ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم پیغمبر کی طرف سے بھیجے ہوئے ہو اور تم لوگوں کی کیا فضیلت اور کیا

وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٢﴾ أَأَتَّخِذُ مِن

اور میرے لئے کیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ۝ کیا میں

دُونِهِ آلِهَةً إِن يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا

اس کے سوا اوروں کو معبود بنا لوں کہ اگر رحمن مجھے تکلیف دینے کا ارادہ کرے تو ان کی سفارش کچھ بھی میرے کام نہ آئے اور نہ

يُنقِذُونِ ﴿٢٣﴾ إِنِّي إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ إِنِّي آمَنتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ ﴿٢٥﴾ قِيلَ

وہ مجھے چھڑا سکیں ۝ بے شک تب تو میں صریح گمراہی میں ہوں گا ۝ بے شک میں تمہارے رب پر ایمان لایا پس میری بات سنو ۝ کہا گیا

ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ

جنت میں داخل ہو جا اس نے کہا اے کاش! میری قوم بھی جان لیتی ۝ کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے

الْمُكْرَمِينَ ﴿٢٧﴾ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِ مِن بَعْدِهِ مِن جُندٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا

عزت والوں میں کر دیا ۝ اور ہم نے اس کی قوم پر اس کے بعد کوئی فوج آسمان سے نہیں اتاری اور نہ ہم

مُنزِلِينَ ﴿٢٨﴾ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ ﴿٢٩﴾ يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ

اتارنے والے تھے ۝ صرف ایک ہی چیخ تھی کہ جس سے وہ بجھ کر رہ گئے ۝ کیا افسوس ہے بندوں پر

مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٠﴾ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم

ان کے پاس ایسا کوئی بھی رسول نہیں آیا جس سے انہوں نے ہنسی نہ کی ہو ۝ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے

مِّنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٣١﴾ وَإِن كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا

کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا وہ ان کے پاس لوٹ کر نہیں آئیں گے ۝ اور سب کے سب ہمارے پاس

مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ

حاضر ہیں ۝ اور ان کے لئے خشک زمین بھی ایک نشانی ہے جسے ہم نے زندہ کیا اور اس سے اناج نکالا جس سے

يَأْكُلُونَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ

وہ کھاتے ہیں ۝ اور اس میں ہم نے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے اور اس میں

الْعُيُونِ ﴿٣٤﴾ لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ ۚ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٥﴾ سُبْحَانَ

چشمے جاری کیے ۝ تاکہ وہ اس کے پھل کھائیں اور یہ چیزیں ان کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی نہیں ہیں، پھر کیوں شکر نہیں کرتے ۝ وہ ذات پاک ہے

رسول اللہ ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جاتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے پھر (اگلے دن طلوع کے لیے) اجازت طلب کرتا ہے تو اس کو اجازت مل جاتی ہے اور قریب ہے وہ وقت بھی آنے والا ہے کہ جب یہ سجدہ کرے گا تو اس کا سجدہ قبول نہ ہوگا اور (اگلے دن طلوع کے لیے) اجازت طلب کرے گا تو اس کو اجازت نہیں ملے گی بلکہ اس سے کہا جائے گا جس راستے سے آیا ہے اسی پر لوٹ جا۔ چنانچہ اس دن غروب کے تھوڑی دیر بعد یہ مغرب ہی سے طلوع ہو جائے گا یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا "وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا"

اس حدیث پر ایک مشہور اشکال یہ ہے کہ جس وقت سورج سجدہ کرتا ہے تو بظاہر اس کو توقف کرنا چاہیے وہ وقفہ خواہ طویل ہو یا مختصر، کیونکہ سجدہ کی مناسبت سے تھوڑی دیر اس کو رک جانا چاہیے۔ خصوصاً جبکہ وہ سجدہ میں مصروف کرتا ہے، لیکن مشاہدہ گواہ ہے کہ آج تک کسی کو سورج کا توقف محسوس نہیں ہوا۔ کیونکہ سورج جب مشرق سے طلوع ہوتا ہے تو مغرب کی طرف درختوں اور دیواروں کے سائے لمبے ہوتے ہیں جو بتدریج کم ہوتے جاتے ہیں۔ پھر زوال کے بعد مشرق کی طرف سائے ڈھلنے لگتے ہیں اور بتدریج لمبے ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جاتا ہے اور پھر سایہ ہی سایہ ہوتا ہے۔ لہٰذا سورج کا تقاضا پورا ہے طلوع سے غروب تک اس دوران میں اس کا سفر مسلسل ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ سجدہ کس وقت کرتا ہے یا سجدہ کی کوئی خاص کیفیت ہے جس کے لیے توقف اور ٹھہرنے کی ضرورت نہیں ہے؟ قدیم اور جدید مفسرین حضرات نے اپنے اپنے انداز سے اس سوال کو حل کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ بعض لوگوں نے حدیث ہی میں کلام کیا ہے کہ سورج کا سجدہ کرنا بظاہر سمجھ میں نہیں آتا لہٰذا حدیث کی سند یا متن میں کلام کر کے اپنے آپ کو اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کی ہے، لیکن یہ جواب کسی صورت بھی درست نہیں ہے۔ اب میں جو جواب دینے چلا ہوں اس کا سمجھنا مقدمات پر موقوف ہے۔ پہلے دو باتیں بطور مقدمہ سمجھ لو پھر سوال اور جواب کا سمجھنا ان شاء اللہ آسان ہو جائے گا۔

پہلا مقدمہ یہ ہے کہ الشمس سے مراد روحِ شمس ہے۔ الشمس کہا اور اس سے جیسے انسان کا نفس مدرکہ ہے اسی طرح شمس کا بھی نفس مدرکہ ہے کیونکہ شمس کا سجدہ کرنا اور اگلے دن طلوع ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کرنا اس کے نفس مدرکہ ہونے کی دلیل ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آگے ارشاد ہوتا ہے "وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ" "يَسْبَحُونَ" جمع مذکر کا صیغہ ہے اور واؤ نون کے ساتھ جو جمع آتی ہے وہ ذوی العقول کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ شمس بالکل بے شعور نہیں ہے ورنہ "تسبح" صیغہ واحد مؤنث غائب استعمال ہوتا جو کہ غیر ذوی العقول کی جمع کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی ذی نفس سے الگ اور بے کار ہو کر کوئی اور صورت اختیار

کر لیتا ہے۔ نیز یہ نفس صورت متعددہ اختیار کر سکتا ہے اس کے متعدد شواہد موجود ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں حضرات انبیاء علیہم السلام کو شب معراج میں جو جماعت کرائی تھی تو اس موقع پر انبیاء علیہم السلام مثالی صورتوں میں بیت المقدس میں موجود ہوئے تھے ورنہ ان کے دھڑ اور جسم یعنی اجسام مبارکہ تو قبروں میں ودیعت تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثالی صورت تھی اور فرمایا کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کا قد لمبا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا گویا کہ وہ ابھی حمام سے باہر آئے ہیں اور حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھا کہ اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے پہاڑ پر سے نیچے اتر رہے ہیں اور تلبیہ پڑھ رہے ہیں "وزمام الابل من الليف" یعنی اونٹنی کے مہار کی جو رسی تھی وہ کھجور کے پتوں سے یا درختوں کے اندر کی باریک غلاف سے بنی ہوئی تھی۔ اور بھی روایتیں ہیں۔ یہ بخاری و مسلم یعنی صحاح کی روایتیں ہیں ان روایات کی تاویل بجز صور مثالیہ کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتے ورنہ ان تمام اور صحیح احادیث کا انکار کریں گے۔

آمدم برسر مطلب

مذکورہ بالا دونوں مقدموں کی تفصیل کو سامنے رکھتے ہوئے حدیث ابی ذر میں شمس کے سجدہ کا جو ذکر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ سورج صورت مثالیہ کے ساتھ تحت العرش سجدہ کرتا ہے۔ لہٰذا اس کو توقف کی ضرورت ہے نہ سکون کی۔ اب اگر کوئی یہ اشکال پیش کرے کہ یہ تو عقل کے خلاف ہے یا یہ بات عقل شریف میں نہیں آتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو سب لوگ ایک جیسے نہیں کہ یہ بات کسی کی بھی سمجھ میں نہ آئے۔ بلکہ اکثر لوگوں کو تو سمجھ آ جاتی ہے اور اگر بعض لوگوں کو سمجھ نہیں بھی آتی تو یہ بات چنداں مستبعد نہیں ہے۔ کیونکہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اگر کوئی اسے یہ باور کرانا چاہے کہ باہر اتنی بڑی دنیا موجود ہے تو وہ یقین نہیں کرے گا۔ جس طرح کہا جاتا ہے کہ کنویں میں مینڈک نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ کیا اس سے زیادہ پانی ہو سکتا ہے؟ نیز "تحت العرش" سے عرش کا کوئی خاص مقام مراد ہے ورنہ تمام آسمان پورے طور پر عرش کے نیچے ہیں۔

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾

اور چاند کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں وہ اپنی منزلیں ۲۸ دن میں طے کر کے پھر نئے سفر کا آغاز کرتا ہے اور آخر میں خشک ٹہنی کی طرح باریک ہو جاتا ہے خواہ کھجور کا خوشہ ہو یا انگور وغیرہ کا۔

اختلاف مطالع محقق ہے:

اختلاف مطالع خواہ چاند کا ہو یا سورج کا محقق ہے۔ کیونکہ اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ چاند اور

سورج اگر ایک جگہ غروب ہوتے ہیں تو دوسری جگہ طلوع ہوتے ہیں۔ خصوصاً ان ممالک میں جہاں رات دن کا فرق ہے؟ یعنی ایک جگہ رات ہے تو دوسری جگہ دن ہے۔ اسے دور افق و مطالع میں اختلاف مطالع چھپا محقق ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ اب چاند سورج کے ساتھ غروب ہو جائے تو اس کے دیکھنے کے امکانات نہیں ہیں اگر کچھ فاصلے پر ہو تو پھر نظر آ سکتا ہے۔ چاند سورج کے بالعکس ہے یعنی سورج مشرقی ممالک اور مشرقی علاقوں میں پہلے نظر آتا ہے اور چاند مغربی ممالک اور مغربی علاقوں میں پہلے نظر آتا ہے۔ مثلاً سورج غروب ہوتے وقت چاند اور سورج میں ۱۱ یا ۱۲ درجہ کا فرق ہے تو ہم پاکستان والوں کو چاند نظر نہیں آ سکتا لیکن سعودی عرب اور پاکستان کا چار گھنٹے کا فرق ہے۔ لہٰذا چاند آہستہ آہستہ سورج کے بعد نمودار ہوا اور سعودی عرب میں نظر آ گیا۔ معلوم ہوا کہ اختلاف مطالع متحقق ہے۔

آیا اختلافِ مطالع چاند کا معتبر ہے یا نہیں؟

چاند کا اختلاف مطالع اگر معتبر قرار نہ مانا جائے تو پھر مشرق والوں کو چاند نظر آ جائے تو مغرب والوں پر صوم اور عیدین لازم ہوں گی اور اگر مغرب والوں کو نظر آ جائے تو مشرق والوں پر صوم اور عیدین لازم ہوں گی اور اگر اختلاف فی المطالع معتبر قرار دیا جائے تو پھر نہ مشرق والوں کی رؤیت مغرب والوں کے لیے حجت ہے اور نہ مغرب والوں کی رؤیت مشرق والوں کے لیے حجت بلکہ "لکل اهل بلدة رؤيتهم" کے قانون پر عمل ہوگا تو امام شافعی کے ہاں اختلاف مطالع معتبر ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں معتبر نہیں ہے۔ لہٰذا احناف کے مذہب کے مطابق مغرب والوں کی رؤیت سے مشرق والوں پر روزہ واجب ہوگا۔

اختلاف مطالع الشمس بالاتفاق معتبر ہے

صلوات خمسہ میں تو بالاتفاق اختلاف مطالع شمس معتبر ہے یعنی نمازیں اپنے اپنے ملک اور اپنے اپنے علاقے کے اعتبار سے پڑھی جائیں گی۔ اگر ایک جگہ زوال ہو گیا ہے تو ان کے لیے ظہر کی نماز پڑھنا اس وقت میں جائز ہے اور جہاں زوال نہیں ہوا وہ ابھی نماز ظہر نہیں پڑھ سکتے۔ وقس علی ھذا۔ اسی طرح سحری اور افطار صوم میں بھی معتبر ہے۔ علامہ شامی نے ایک جزئیہ لکھا ہے کہ اگر کوئی بلند و بالا مینار ہے اس پر کوئی شخص چڑھا ہوا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ مجھ کو سورج نظر آ رہا ہے ابھی غروب نہیں ہوا لیکن زمین پر جو لوگ ہیں ان کو نظر آ رہا ہے کہ سورج غروب ہو چکا ہے اور انہوں نے روزہ افطار کر لیا ہے تو ان کا افطار کرنا درست ہے اور جو شخص مینار پر ہے اس کے لیے جواز افطار درست نہیں۔ تاوقتیکہ سورج غروب ہو کر اسے نظر نہ آ جائے۔ آج کل جہاز والوں میں یہ غلطی ہو رہی ہے کہ جہاز فضا میں ہزاروں فٹ بلندی پر محو پرواز ہوتا ہے تو کپتان اس ملک کے کسی شہر کے وقت کے مطابق افطار صوم کا اعلان کرتا ہے جس شہر اور ملک سے انہوں نے سفر کا آغاز کیا تھا۔ حالانکہ یہ غلط اور جہالت کی بات

عوام تک پہنچانے کے لیے شہادت شرط نہیں ہے۔ لہٰذا ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ اگر رؤیت یا عدم رؤیت کی خبر نشر ہو جاتی ہے تو وہ قابل قبول ہوگی۔ اب موجودہ کمیٹی میں چونکہ سب علماء ہیں لہٰذا اس کمیٹی کا فیصلہ نافذ ہوگا اور ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اس کمیٹی کے فیصلے کی جو خبر شائع ہوگی وہ درست ہوگی۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ۝

اور صور پھونکا جائے گا تو وہ فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑتے چلے آئیں گے

قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ

کہیں گے کہ ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اٹھایا یہی ہے جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے

الْمُرْسَلُونَ ۝ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝

سچ کہا تھا ۝ وہ تو صرف ایک ہی زوردار آواز ہوگی پھر وہ سب ہمارے سامنے حاضر کیے جائیں گے ۝

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّ

پھر اس دن کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور تم اسی کا بدلہ پاؤ گے جو کیا کرتے تھے ۝ بے شک

أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ۝ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى

جنتی اس دن مزے سے دل بہلا رہے ہوں گے ۝ وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر

الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا يَدَّعُونَ ۝ سَلَامٌ قَوْلًا

تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے ۝ ان کے لیے وہاں میوہ ہوگا اور انہیں ملے گا جو وہ مانگیں گے ۝ مہربان رحمت والے کی طرف سے

مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ۝ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ۝ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي

انہیں سلام فرمایا جائے گا ۝ اے مجرمو! آج الگ ہو جاؤ ۝ اے اولاد آدم! کیا میں نے تمہیں

آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ وَأَنِ اعْبُدُونِي ۚ هَٰذَا

تاکید نہ کر دی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے ۝ اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہ

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا

سیدھا راستہ ہے ۝ اور البتہ اس نے تم میں سے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا تھا کیا تم

تَعْقِلُونَ ۝ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝ اصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنتُمْ

عقل نہ رکھتے تھے ۝ یہی وہ دوزخ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ۝ آج اس میں داخل ہو جاؤ اس کے بدلے جو تم

تَكْفُرُونَ ۝ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم

کفر کیا کرتے تھے ۝ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے

وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۗ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾

زمین کو بنا دیا اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے اور بنا دے کیوں نہیں وہ بہت کچھ بنانے والا جاننے والا ہے ○

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ

اس کی تو یہ شان ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے کہ ہو سو وہ ہو جاتی ہے ○ پس وہ ذات پاک ہے

بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا کامل اختیار ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ○

افاداتِ محمود:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ شعر کہنے کی نہ تھی۔ اگر آپ نے کوئی مقفیٰ یا مسجع کلام ارشاد فرمایا بھی ہے تو وہ ایک اتفاقی بات تھی۔ بالارادہ آپ شعر نہ کہتے تھے، بلکہ شعر کو بھی آپ چند الفاظ آگے پیچھے کر کے نثر کی شکل میں کہا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ شعر

ستبدی لک الا یام ما کنت جاھلا

ویاتیک بالاخبار مالم تزودی

یعنی زمانہ تمہیں ان باتوں کا تعارف کرا دے گا جو تم نہیں جانتے تھے اور آئندہ ایسی باتوں کا انکشاف تمہارے سامنے کرے گا جو تمہارے پاس پہلے سے نہ ہوں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شعر کے دوسرے مصرع کو قلب موضوع کر کے یوں پڑھا ویاتیک مالم تزودی بالاخبار تا کہ کوئی شاعر ہونے کا شبہ نہ کرے۔ واللہ اعلم

يَنْظُرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ

دیکھنے لگیں گے ○ اور کہیں گے ہائے ہماری کمبختی! یہ تو جزا کا دن ہے ○ یہی فیصلے کا دن ہے جسے تم

تُكَذِّبُوْنَ ۝ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ

جھٹلایا کرتے تھے ○ اکٹھے کر دو جنھوں نے ظلم کیا اور ان کی بیویوں کو اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے ○ سوائے

اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا

اللہ کے پھر انہیں جہنم کے راستے کی طرف ہانک کر لے جاؤ ○ اور انہیں کھڑا رکھو ان سے دریافت کرنا ہے ○ تمہیں کیا ہوا کہ

تَنَاصَرُوْنَ ۝ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے ○ بلکہ آج کے دن وہ سر جھکائے کھڑے ہوں گے ○ اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر

يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ۝ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا

پوچھیں گے ○ کہیں گے بے شک تم ہمارے پاس دائیں طرف سے آتے تھے ○ کہیں گے بلکہ تم خود ہی

مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ۝

ایمان والے نہیں تھے ○ اور ہمیں تم پر کوئی زور نہیں تھا بلکہ تم ہی سرکش لوگ تھے ○

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ۝ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ

پھر ہم سب پر ہمارے رب کا قول پورا ہو گیا کہ ہم سب عذاب چکھنے والے ہیں ○ پھر ہم نے تمہیں بھی گمراہ کیا ہم خود بھی گمراہ تھے ○ پھر

يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا

اس دن عذاب میں وہ سب یکساں ہوں گے ○ بے شک ہم مجرموں سے ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں ○ بے شک وہ ایسے تھے کہ

اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا

جب ان سے کہا جاتا تھا کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کیا کرتے تھے ○ اور وہ کہتے تھے کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک

لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا

شاعر دیوانے کے کہنے سے چھوڑ دیں گے ○ بلکہ وہ حق لایا ہے اور اس نے سب رسولوں کی تصدیق کی ہے ○ بے شک تم

الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ۝ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

دردناک عذاب چکھو گے ○ اور تمہیں وہی بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے ○ مگر جو اللہ کے خالص بندے ہیں ○

أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَعْلُومٌ ﴿٤١﴾ فَوَاكِهُ ۖ وَهُمْ مُكْرَمُونَ ﴿٤٢﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٤٣﴾ عَلَىٰ

ایسے لوگ ہیں جن کے لئے روزی مقرر ہے⊙ میوے اور ان کی عزت دی جائے گی⊙ نعمت کے باغوں میں⊙ ایک

سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿٤٤﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِنْ مَعِينٍ ﴿٤٥﴾ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ ﴿٤٦﴾

دوسرے کے سامنے تختوں پر⊙ ان میں صاف شراب کا دور چل رہا ہوگا⊙ سفید پینے والوں کے لئے لذیذ ہوگی⊙

لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ ﴿٤٧﴾ وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ ﴿٤٨﴾

نہ اس میں دردِ سر ہوگا اور نہ انہیں اس سے نشہ ہوگا⊙ اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی⊙

كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَكْنُونٌ ﴿٤٩﴾ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٥٠﴾

گویا کہ وہ پردے میں رکھے ہوئے انڈے ہیں⊙ پس وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں سوال کریں گے⊙

قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ﴿٥١﴾ يَقُولُ أَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ ﴿٥٢﴾

ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ساتھی تھا⊙ وہ کہا کرتا تھا کیا تو تصدیق کرنے والوں میں سے ہے⊙

أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَدِينُونَ ﴿٥٣﴾ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُطَّلِعُونَ ﴿٥٤﴾

کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں بدلہ دیا جائے گا⊙ کہے گا کیا تم بھی دیکھنا چاہتے ہو⊙

فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿٥٥﴾ قَالَ تَاللَّهِ إِنْ كِدْتَ لَتُرْدِينِ ﴿٥٦﴾ وَلَوْلَا

پس وہ جھانکے گا تو اسے دوزخ کے درمیان دیکھے گا⊙ کہے گا اللہ کی قسم! تو تو قریب تھا کہ مجھے ہلاک ہی کر دے⊙ اور اگر

نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ﴿٥٧﴾ أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ﴿٥٨﴾ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ

میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی حاضر کئے ہوئے مجرموں میں ہوتا⊙ تو کیا اب ہم مرنے والے نہیں⊙ مگر ہماری پہلی بار کی موت

وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿٥٩﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٦٠﴾ لِمِثْلِ هَٰذَا فَلْيَعْمَلِ

اور ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا⊙ بے شک یہی بڑی کامیابی ہے⊙ ایسی ہی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو

الْعَامِلُونَ ﴿٦١﴾ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ نُزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ﴿٦٢﴾ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ ﴿٦٣﴾

عمل کرنا چاہئے⊙ کیا یہ بہتر مہمانی ہے یا تھوہر کا درخت⊙ بے شک ہم نے اسے ظالموں کے لئے آزمائش بنایا ہے⊙

إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ﴿٦٤﴾ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ﴿٦٥﴾

بے شک وہ ایک درخت ہے جو دوزخ کی جڑ میں نکلتا ہے⊙ اس کا پھل گویا کہ سانپوں کے پھن ہیں⊙

تاكلون ۞ ما لكم لا تنطقون ۞ فراغ عليهم ضربا باليمين ۞ فاقبلوا اليه

کیا تم کھاتے نہیں؟ تمہیں کیا ہوا کہ تم بولتے نہیں؟ پھر زور سے ہاتھ سے ان کو توڑنے پر پل پڑے۔ پھر وہ لوگ ان کی طرف

يزفون ۞ قال اتعبدون ما تنحتون ۞ والله خلقكم وما تعملون ۞

دوڑتے ہوئے بڑھے۔ کہا کیا تم پوجتے ہو جنہیں تم خود تراشتے ہو۔ حالانکہ اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا اور جو تم بناتے ہو۔

قالوا ابنوا له بنيانا فالقوه في الجحيم ۞ فارادوا به كيدا فجعلناهم الاسفلين ۞

انہوں نے کہا اس کے لئے ایک مکان بناؤ پھر اس کو آگ کے ڈھیر میں ڈال دو۔ پس انہوں نے ان کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا سو ہم نے انہی کو نیچا کر دیا۔

وقال اني ذاهب الى ربي سيهدين ۞ رب هب لي من الصالحين ۞

اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے راہ بتائے گا۔ اے میرے رب! مجھے ایک صالح (لڑکا) عطا کر۔

فبشرناه بغلام حليم ۞ فلما بلغ معه السعي قال يا بني اني ارى في المنام

پس ہم نے اسے ایک لڑکے حلم والے کی خوشخبری دی۔ پھر جب وہ اس کے ساتھ چلنے پھرنے لگا کہا اے بیٹا بے شک میں خواب میں دیکھتا ہوں

اني اذبحك فانظر ماذا ترى ۚ قال يا ابت افعل ما تؤمر ۖ ستجدني ان

کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں پس دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ کہا اے ابا! جو حکم آپ کو ہوا ہے کر دیجیے۔ آپ مجھے ان شاء اللہ

شاء الله من الصابرين ۞ فلما اسلما وتله للجبين ۞ وناديناه ان

صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ پھر جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا۔ اور ہم نے اسے پکارا کہ

يا ابراهيم ۞ قد صدقت الرؤيا ۚ انا كذلك نجزي المحسنين ۞ ان هذا لهو

اے ابراہیم! تو نے خواب سچا کر دکھایا۔ بے شک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ البتہ یہ

البلاء المبين ۞ وفديناه بذبح عظيم ۞ وتركنا عليه في الآخرين ۞

صریح آزمائش ہے۔ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دیا۔ اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات ان کے لئے رہنے دی۔

سلام على ابراهيم ۞ كذلك نجزي المحسنين ۞ انه من عبادنا المؤمنين ۞

کہ ابراہیم پر سلام ہو۔ اسی طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔

وبشرناه باسحاق نبيا من الصالحين ۞ وباركنا عليه وعلى اسحاق ۚ ومن

اور ہم نے اسے اسحاق کی بشارت دی کہ وہ نبی (اور) نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسحاق پر برکتیں نازل کیں۔ اور

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ﴿۱۱۳﴾

اور ان کی اولاد میں سے کوئی ٹھیک بھی ہیں اور کوئی اپنے آپ پر صریح ظلم کرنے والے ہیں۔

افاداتِ محمود:

وَالصّٰٓفّٰتِ سے یا تو فرشتوں کی صفیں مراد ہیں یا طیور مراد ہیں جب وہ ہوا میں اڑتے اور پر کھولتے ہیں ایک دوسرے کے قریب آجاتے ہیں۔ ان کی بھی صفیں نظر آتی ہیں۔ نمازیوں کی صفیں بھی مراد ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ جب نمازی لوگ صفیں بنا کر نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ کر خوشی کا اظہار فرماتے ہیں۔ یا مجاہدین کی صفیں مراد ہو سکتی ہیں کیونکہ مجاہدین جب صفیں بناتے ہیں تو بھی اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ کر خوشی کا اظہار فرماتے ہیں۔

يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ الخ

اس بات میں اختلاف ہے کہ ذبیح حضرت اسمٰعیلؑ ہیں یا حضرت اسحاقؑ۔ حضرت ابن مسعودؓ کی ایک روایت میں ہے کہ یوسف بن یعقوب بن اسحاق ذبیح اللہ بن ابراھیم۔ اس روایت کے مطابق تو ذبیح حضرت اسحاقؑ ٹھہرتے ہیں لیکن اکثر روایات کے مطابق ذبیح حضرت اسمٰعیلؑ ہیں۔ حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بدوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آیا تو آپ کو خطاب کر کے کہا "السلام علیک یا ابن الذبیحین" تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ بعد میں جب حضرت معاویہؓ سے پوچھا گیا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ تو حضرت معاویہؓ نے کہا کہ حضور چونکہ اولادِ اسمٰعیل میں سے ہیں لہٰذا ایک ذبیح تو وہ ہوئے۔ دوسرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی کے نام ذبح کا قرعہ نکل آیا تھا لہٰذا آپ دو ذبیح کے بیٹے ہوئے۔

حضور کے والد گرامی کے ذبح ہونے کا قصہ یوں ہے کہ آپ کے دادا خواجہ عبدالمطلب نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ کوئی ان سے کہہ رہا ہے؟ "احفر برة" انھوں نے پوچھا کہ برہ کیا ہے؟ تو وہ صاحب جواب دیے بغیر چلے گئے۔ پھر دوسرے دن خواب میں وہی صاحب ان سے کہہ رہے ہیں "احفر طیبة" انھوں نے پوچھا طیبہ کیا ہے؟ تو وہ صاحب حسب سابق بغیر جواب دیے چلے گئے۔ پھر تیسرے دن خواب میں اس نے پھر کہا احفر مضنونة انھوں نے پوچھا مضنونہ کیا ہے؟ وہ پھر بغیر جواب دیے چلے گئے پھر چوتھے روز خواب میں کہا احفر زمزم یعنی زمزم کا کنواں کھودیے۔ انھوں نے پوچھا زمزم کیا ہے؟ اس شخص نے کہا

قلت وما زمزم قال لا تنزف ابدا ولا تذم تسقي الحجيج الأعظم وهي بين الفرث والدم عند نقرة الغراب الأعصم (سیرۃ ابن ہشام)

میں نے پوچھا زمزم کیا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ نہ تو اس کا پانی خشک ہوگا اور نہ کم۔ وہ

حاجیوں کی ایک بہت بڑی جماعت کو سیراب کرے گا اور (علامت اس کی یہ ہے کہ) وہ گوبر اور خون کے درمیان ہے جہاں سرخ چونچ والے کوے ٹھونگیں مارتے ہیں۔

لوگ بتوں کی نذر کے جانوروں کو جہاں ذبح کرتے تھے وہاں گوبر اور خون بھی ہوتا تھا اور کوے وغیرہ بھی آتے جاتے تھے۔ جیسا کہ ایسی جگہوں پر کووں کا آنا عموماً مشاہدہ ہے۔

یہ خواب دیکھنے کے بعد خواجہ عبدالمطلب نے بھائیوں اور عزیز و اقارب سے کہا کہ میرے ساتھ دوبارہ زمزم کا کنواں کھودنے میں میری مدد کرو۔ لیکن لوگوں نے ان کی بات سنی ان سنی کر دی اور بات ٹال دی۔ کہنے لگے کہ اس ریگستان میں بغیر کسی ظاہری سبب کے کھدائی کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ خواجہ عبدالمطلب کا اس وقت ایک ہی بیٹا حارث تھا۔ خواجہ عبدالمطلب نے اس وقت یہ نذر مانی تھی کہ اگر میرے ہاں دس بیٹے ہوئے اور میری زندگی میں جوانی کو پہنچ گئے تو ایک بیٹے کو اللہ کے نام پر ذبح کروں گا۔ یہ کہہ کر باپ بیٹے نے کھدائی شروع کر دی۔ یہاں تک کہ زمزم کا کنواں نمودار ہوا۔ یہ بہت خوش ہو گئے۔ پھر جب دس بیٹے پیدا ہو کر جوانی کو پہنچ گئے تو عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ "اوف بنذرک"۔ اپنی نذر کو پورا کر۔ جب وہ نیند سے بیدار ہوئے اور بات بھی سمجھ میں آ گئی تو دسوں بیٹوں کو جمع کر کے اپنی نذر کا سارا واقعہ ان سے بیان کیا۔ ان سب نے یک زبان ہو کر آمادگی ظاہر کر دی کہ ابا جان ہم میں سے آپ جس کو چاہیں خوشی سے ذبح کر دیں۔ عبدالمطلب نے بیٹوں کے نام قرعہ ڈالا تو قرعہ حضرت عبداللہ کے نام کا نکلا۔ عبدالمطلب ان کو خوشی خوشی ذبح کے لیے لے جانے لگے تو تمام عزیز و اقارب نے مشورہ دیا کہ فلاں کاہنہ سے اس معاملہ میں رائے لی جائے۔ اس کی رائے یہ ہوئی کہ ایک طرف حضرت عبداللہ ہوں اور ایک طرف دس اونٹ ہوں۔ پھر قرعہ ڈالا جائے۔ اگر قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکل آئے تو دس کا مزید اضافہ کیا جائے۔ اسی طرح دس دس اونٹ بڑھاتے جاؤ۔ یہاں تک کہ قرعہ اونٹوں کے نام نکل آئے۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت عبداللہ کا نام نکلنے پر اونٹوں کی تعداد بڑھاتے گئے۔ یہاں تک کہ جب اونٹوں کی تعداد سو ہو گئی تو قرعہ اونٹوں کے نام کا نکل آیا۔ اس وقت خواجہ عبدالمطلب نے سو اونٹ قربان کر دیے۔ اس وقت سے انسانی دیت سو اونٹ مقرر ہوئی۔ اسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا۔ لہٰذا اس واقعہ کے بعد حضرت عبداللہ ذبیح کہلاتے تھے۔

دوسری دلیل حضرت اسماعیلؑ کے ذبیح ہونے کی یہ ہے کہ ذبح کا واقعہ حرم میں پیش آیا تھا اور حجاز مقدس کی طرف حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ ہجرت کرنے والے فرزند اسماعیلؑ ہی ہیں نہ کہ حضرت اسحاقؑ۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ حضرت اسحاقؑ کی بشارت کے ساتھ ان کی نبوت کا بھی ذکر ہے اور نبوت عام طور پر بلوغت کے بعد ملتی ہے گویا نبوت ملنے سے قبل ذبح کا حکم ممکن نہیں۔ اس وقت حضرت اسماعیلؑ ہی نابالغ تھے۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ یہ بشارت موجود تھی۔ حضرت اسحاقؑ کے ہاں ایک بیٹے کی پیدائش ہوگی جس کا نام

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

اور البتہ ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا

وَ نَجَّیْنٰهُمَا وَ قَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَ نَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ

اور ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑی مصیبت سے نجات دی ۞ اور ہم نے ان کی مدد کی تو وہی

الْغٰلِبِیْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَ اٰتَیْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِیْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ هَدَیْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿۱۱۸﴾

غالب رہے ۞ اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب دی ۞ اور ہم نے دونوں کو سیدھے راستہ پر چلایا ۞

وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِمَا فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی

اور ان کے لئے آئندہ نسلوں میں یہ بات رہنے دی ۞ کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو ۞ بے شک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو

الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ اِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۲۳﴾

بدلہ دیا کرتے ہیں ۞ بے شک وہ دونوں ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے ۞ اور بے شک الیاس رسولوں میں سے تھا ۞

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ ﴿۱۲۵﴾

جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ۞ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر بنانے والے کو چھوڑ دیتے ہو ۞

اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَ رَبَّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ

اللہ کو جو تمہارا رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا رب ہے ۞ پس انہوں نے اسے جھٹلایا پس بے شک وہ حاضر کیے جائیں گے ۞ مگر جو

اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰۤی اِلْ یَاسِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ

اللہ کے مخلص بندے ہیں ۞ اور ہم نے اس پر پچھلے لوگوں میں چھوڑا ۞ کہ الیاس پر سلام ہو ۞ بے شک ہم اسی طرح

نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَ اِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۳﴾

نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں ۞ بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا ۞ اور بے شک لوط بھی رسولوں میں سے تھا ۞

اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۳۶﴾

جب ہم نے اس کو اور اس کے سب گھر والوں کو نجات دی ۞ مگر ایک بڑھیا کو جو عذاب پانے والوں میں رہ گئی ۞ پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا ۞

وَ اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْهِمْ مُّصْبِحِیْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ بِالَّیْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَ اِنَّ یُوْنُسَ ع

اور بے شک تم ان کے پاس سے صبح کے وقت گزرتے ہو ۞ اور رات میں بھی کیا تم عقل نہیں رکھتے ۞ اور بے شک یونس بھی

وَمَا مِنَّآ إِلَّا لَهُۥ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ ٱلصَّآفُّونَ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ ٱلْمُسَبِّحُونَ ۝

اور کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کے لئے ایک معین درجہ نہ ہو ○ اور بے شک ہم صف بستہ کھڑے ہونے والے ہیں ○ اور بے شک ہم تسبیح کرنے والے ہیں ○

وَإِن كَانُوا۟ لَيَقُولُونَ ۝ لَوْ أَنَّ عِندَنَا ذِكْرًا مِّنَ ٱلْأَوَّلِينَ ۝ لَكُنَّا عِبَادَ ٱللَّهِ

اور وہ تو کہا کرتے تھے ○ اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں کی کوئی کتاب ہوتی ○ تو ہم اللہ کے خاص

ٱلْمُخْلَصِينَ ۝ فَكَفَرُوا۟ بِهِۦ ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا

بندے ہوتے ○ پھر انہوں نے اس کا انکار کیا سو وہ جان لیں گے ○ اور ہمارا حکم ہمارے بندوں کے حق میں جو رسول ہیں

ٱلْمُرْسَلِينَ ۝ إِنَّهُمْ لَهُمُ ٱلْمَنصُورُونَ ۝ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ ٱلْغَٰلِبُونَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ

پہلے سے ہو چکا ہے ○ بے شک وہی مدد دیے جائیں گے ○ اور بے شک ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا ○ پھر آپ ان سے

حَتَّىٰ حِينٍ ۝ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ۝ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ۝ فَإِذَا

کچھ مدت تک منہ موڑ لیجئے ○ اور ان کو دیکھتے رہیے پس وہ بھی دیکھ لیں گے ○ کیا ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں ○ پس جب

نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ ٱلْمُنذَرِينَ ۝ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝

ان کے میدان میں آ نازل ہوگا تو کیسی بری صبح ہوگی ان کی جو ڈرائے گئے ○ اور ان سے کچھ مدت منہ موڑ لیجئے ○

وَأَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ۝ سُبْحَٰنَ رَبِّكَ رَبِّ ٱلْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝

اور دیکھتے رہیے سو وہ بھی دیکھ لیں گے ○ آپ کا رب پاک ہے عزت کا مالک ان باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں ○

وَسَلَٰمٌ عَلَى ٱلْمُرْسَلِينَ ۝ وَٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝

اور رسولوں پر سلام ہو ○ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے ○

ذُو الْاَوْتَادِ ﴿۱۲﴾ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ ؕ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ﴿۱۳﴾ اِنْ

فرعون نے | اور ثمود اور لوط کی قوم اور بن والے بھی جھٹلا چکے ہیں | یہی وہ لشکر ہیں ۞ | ان

كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا

سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا | پھر میرا عذاب آ موجود ہوا ۞ | اور یہ ایک ہی چیخ کے منتظر ہیں | جسے

مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾ اِصْبِرْ

بالکل دیر نہیں لگے گی ۞ | اور کہتے ہیں اے رب ہمارے ہمارا حصہ ہمیں حساب کے دن سے پہلے ہی دے دے ۞ | ان کی

عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ

ان باتوں پر صبر کر | اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کر | جو بڑا طاقتور تھا | بے شک وہ رجوع کرنے والا تھا ۞ | بے شک ہم نے پہاڑوں کو

مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾

اس کے تابع کر دیا تھا کہ | وہ شام اور صبح کو تسبیح کرتے تھے ۞ | اور پرندوں کو بھی جو جمع ہو جاتے تھے | ہر ایک اس کے تابع تھا

وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ

اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا تھا اور ہم نے اسے حکمت دی تھی اور فیصلہ کرنے کا طریقہ ۞ اور کیا آپ کو جھگڑنے والوں کی خبر پہنچی

تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ

جب وہ عبادت خانہ کی دیوار پھاند کر آ گئے ۞ جب وہ داؤد کے پاس آئے تو وہ ان سے گھبرایا | کہا ڈرو نہیں | دو جھگڑنے والے ہیں

بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ

ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے | پس آپ ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کیجیے | اور بات کو دور نہ ڈالیے | اور ہمیں سیدھی راہ بتا

الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ

دیجیے ۞ | بے شک یہ میرا بھائی ہے | اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں | اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے | پھر بھی اس نے کہا

اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ

مجھے وہ بھی دے دے اور اس نے مجھے گفتگو میں دبا لیا ہے ۞ | کہا البتہ اس نے تجھ پر ظلم کیا جو تیری دنبی کو اپنی دنبیوں میں ملانے کا سوال کیا

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اکثر شریک | ایک دوسرے پر | زیادتی کیا کرتے ہیں | مگر جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ

اور انھوں نے نیک کام بھی کئے اور وہ بہت ہی کم ہیں اور داؤد نے خیال کیا کہ ہم نے ان کو آزمایا ہے پھر انہوں نے اپنے رب سے معافی مانگی

وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۝ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۗ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ

اور جھک کر گر پڑے اور رجوع کیا ۔ پھر ہم نے ان کی یہ غلطی معاف کر دی اور بیشک ان کے لئے ہمارے ہاں مرتبہ اور اچھا

مَاٰبٍ ۝ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا

ٹھکانا ہے ۔ اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں بادشاہ بنایا ہے تو لوگوں میں انصاف سے فیصلے کیا کرو اور

تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

نفس کی خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی بیشک جو لوگ خدا کی راہ سے گمراہ ہوتے ہیں

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝

ان کے لئے سخت عذاب ہے اس لئے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے

افادات محمود

وَّلَاتَ حِیۡنَ مَنَاصٍ بعض مفسرین کے ہاں تا زائدہ ہے۔ بعض کے ہاں لا نافیہ کے ساتھ کبھی کبھی تا مل جاتی ہے جیسے ربت ہے۔ لا نافیہ اور تا زائدہ جیسے جب ثم کے ساتھ درج ذیل شعر میں آتا ہے۔

ولقد امر علی اللئیم یسبنی
فمضیت ثمت قلت لا یعنینی

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۲۴

اس آیت کی تشریح میں بعض مفسرین نے بہت سے رطب و یابس واقعات اکٹھے کر دیے ہیں، لیکن ان باتوں کی کوئی اصل ہے اور نہ ہی آیت کی تشریح میں ایسی بے سروپا روایات کی ضرورت ہے۔ بلکہ من گھڑت روایات کی انبیاء علیہم السلام کی طرف نسبت کرنا ہے خصوصاً بعض ایسی روایتیں جو کسی طرح بھی حضرات انبیاء کی شایان شان نہیں ہیں۔ یہ سب روایات کسی طور بھی مناسب نہیں۔ حافظ ابن کثیر اور دیگر محققین نے یہی لکھا ہے کہ ایسی روایات کو نقل کرنے سے بھی اجتناب ہونا چاہیے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی آزمائش کی نوعیت

اصل صورت حال جو مستدرک حاکم وغیرہ میں منقول ہے یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے گھر میں عبادت کے لیے ایک خاص انداز کا طریقہ کار وضع فرمایا تھا کہ چوبیس گھنٹوں میں سے کوئی گھڑی ایسی نہ گزرتی تھی جس

میں حضرت داؤدؑ کے گھر کا کوئی فرد عبادت نہ کرتا ہو۔ ہر گھڑی گھر کا کوئی نہ کوئی فرد مصلے پر عبادت میں مشغول و مصروف ہوتا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل پر ایک خیال گزرا کہ ہم لوگوں نے عبادت کا خوب طریقہ اپنا رکھا ہے کہ ہماری برکت سے ہر وقت کوئی نہ کوئی بندہ مصلے پر مشغول فی العبادۃ ہوتا ہے۔ گو یہ بات درست اور واقعہ کے مطابق تھی لیکن اللہ تعالیٰ کو ناگوار گزری یہ بات مسلمہ ہے کہ مقربین کا ایسی باتوں پر بھی مواخذہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے ہماری توفیق سے ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ سے کسی نے پوچھا تھا کہ کیا آپ سے کوئی بڑا عالم ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ تو یہ بات اللہ تعالیٰ کو ناگوار گزری۔ اس کے نتیجہ میں آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس جانا پڑا اور وہاں آپ کو امور عجیبہ میں سے چند چیزیں معلوم ہوئیں۔

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو آزمائش میں مبتلا کیا تاکہ وہ جان لے کہ ان کی عبادت کا یہ طور طریق اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فضل و مہربانی سے ہے۔ ان کا ذاتی کمال نہیں ہے۔ آزمائش کی نوعیت یہ تھی کہ جس وقت خود حضرت داؤد کی عبادت کا وقت تھا اور وہ عبادت میں مشغول تھے اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے بھیج دیئے جو مکان کو پھلانگتے ہوئے اندر آ گئے۔ ان میں سے ایک نے اپنا دعویٰ بیان کیا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس ۹۹ دنبے ہیں اور میرے پاس ایک دنبہ ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ یہ ایک دنبہ بھی مجھے دے دو اور یہ باتوں میں مجھ پر غالب ہے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے فوراً فیصلہ فرمایا کہ یہ شخص ظالم ہے اور تجھ سے ایک دنبہ چھینتے ہوئے ظلم کا مرتکب ہو رہا ہے۔ جلدی میں حضرت داؤدؑ نے مدعی کا بیان سنا اور پھر فیصلہ کیا، پھر ان کی عبادت میں خلل تو پڑ ہی گیا۔ لہٰذا حضرت داؤدؑ سمجھ گئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آزمائش تھی۔ پیغمبرانہ شان کے مطابق آپ فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو گئے اور معذرت کر لی۔ یہ مضمون پیچھے مفصل گزر چکا ہے۔ اس نوعیت کے واقعات "حسنات الابرار سیئات المقربین" کے قبیل سے ہوتے ہیں۔ ایسے واقعات سے حضرات انبیاء کی عظمت اور قرب خداوندی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ دربار خداوندی کے کتنے قریب تر ہیں جہاں ذرا برابر سہو بھی برداشت نہیں۔

وَخَرَّ رَاكِعًا میں سجدہ تلاوت واجب ہے اور اس کی وہی شرائط ہیں جو نماز کی ہیں۔ لہٰذا سجدہ تلاوت بلاوضو جائز نہیں ہے۔ بخاری شریف میں باب سجود القرآن میں ایک جگہ ترجمۃ الباب میں حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کی طرف یہ نسبت کی گئی ہے کہ وہ بے وضو سجدۂ تلاوت ادا کرتے تھے لیکن اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی گئی۔ صرف اس باب میں اس کو ذکر کیا گیا ہے جہاں مشرکین اور مسلمانوں کے مشترکہ سجدے کا بیان ہے۔ غالباً اس روایت سے یہ طور استدلال مطلوب ہے کہ مشرکین کا وضو نہیں ہوتا اور نہ وہ وضو کے اہل ہیں۔ تو گویا اس سے معلوم ہوا کہ بے وضو سجدہ تلاوت جائز ہے۔

(۱) لیکن یہ دلیل نہایت ہی رکیک اور کمزور ہے کیونکہ مشرکین کا تو سجدہ ہی نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ ان کے بے وضو سجدہ کرنے سے باوضو جواز سجدہ پر استدلال کیا جائے۔

(۲) اور اگر مشرکین نے بے وضو سجدہ کیا بھی تھا تو شارع علیہ السلام نے کب ان سے فرمایا تھا کہ بے وضو تمہارا سجدہ جائز ہے؟

(۳) بخاری ج ۱ ص ۱۴۶ پر حضرت امام زہری کا یہ قول منقول ہے کہ

وقال الزهري لا تسجد الا ان تكون طاهرا فاذا سجدت وانت في حضر فاستقبل القبلة فان كنت راكبا فلا عليك حيث كان وجهك الخ

اور زہری نے کہا ہے کہ تیرے لیے سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ جب تک کہ تو پاک نہ ہو اور اگر تو اس حال میں سجدہ تلاوت کرے کہ تو شہر میں ہے تو قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے اور اگر تو اس حال میں سجدہ کرے کہ تو سفر پر ہو تو پھر قبلے کی طرف منہ کرنا تجھ پر لازم نہیں ہے۔ تو جس طرف متوجہ ہو اس طرف کو کر لیا کر۔

حضرت امام زہری کے قول سے وضو اور استقبال قبلہ دونوں کا شرط ہونا واضح ہوتا ہے۔ لہٰذا سجدہ تلاوت مثل سجدہ الصلوٰۃ بے وضو جائز نہیں ہے۔

اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٩﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿٤٠﴾

اپنے پاس رکھو کوئی حساب نہیں ○ اور بیشک (سلیمان) کے لئے ہمارے پاس مرتبہ اور عمدہ مقام ہے ○

افادات محمود:

حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾ ع

تقریباً بیس ہزار عمدہ نسل کے گھوڑے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دکھائے گئے۔ ان کا معاینہ فرماتے ہوئے دیر ہوگئی۔ عام طور پر انبیاء علیہم السلام ایسی چیزوں کی طرف التفات نہ فرماتے تھے، لیکن یہ گھوڑے چونکہ جہاد کے لیے تیار کیے گئے تھے، اس لیے حضرت سلیمانؑ کو محبوب تھے۔ جب ان کی وجہ سے نماز کا حرج ہوا تو سب کو سامنے کر کے سب کے یا بعض کے کھونچے کاٹ ڈالے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منقش چادر کو دروازہ پر سے ہٹانے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ مجھ کو نماز میں اس کا خیال آیا ہے۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿٣٤﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک دفعہ قسم کھائی تھی کہ آج رات تمام بیویوں کے پاس جاؤں گا اور اس نتیجہ میں جو بچے پیدا ہوں گے وہ سب مجاہد ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کریں گے۔ اس وقت حضرت سلیمانؑ کی بیویوں کی تعداد ۷۰ یا ۱۰۰ تھی۔ آپ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے تھے۔ ان شاء اللہ نہ کہنے کا اثر یہ ہوا کہ تمام عورتوں میں سے صرف ایک بیوی کے ہاں ایک ادھورا بچہ پیدا ہوا اور کسی بیوی کے ہاں بچہ پیدا نہ ہوا۔ وہ بھی نا تمام بچہ۔ جب دایہ نے یہ بچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے کرسی پر ڈال دیا کہ یہی ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو نا تمام ہے۔ اس پر حضرت سلیمانؑ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے کہ ان شاء اللہ نہ کہنے کی مجھ سے کوتاہی ہوئی۔ مجھے بخش دیجیے اور ساتھ ہی ایک اور دعا فرمائی کہ مجاہد تو پیدا نہ ہوئے جو دین کی تقویت اور نشر و اشاعت کا سبب بنتے۔ اب مجھے ایک بے مثال حکومت نصیب فرما تاکہ تیری اطاعت اور غلبہ دین کا خوب چرچا ہو۔

حضرت سلیمان کی قسم کا واقعہ بخاری و مسلم میں موجود ہے، لیکن مودودی صاحب نے انکار کر کے اس واقعہ کا مذاق اڑایا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ اگر رات کو منٹوں پر تقسیم کریں اور متعدد بیویوں پر تقسیم کریں تو عشاء کے بعد کوئی شخص مقاربت شروع کر دے تو بھی صبح تک یہ فعل بیویوں کے ساتھ ممکن نہیں۔ دراصل یہ مودودی صاحب کا علمی انحطاط اور اعتقادی تنزل ہے۔ انھیں یہ استبعاد اس وجہ سے محسوس ہوا کہ انھوں نے نبی کو عام لوگوں پر قیاس کیا۔ حالانکہ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ انبیاء علیہم السلام عام لوگوں کی نسبت علمی، عملی اور جسمانی لحاظ سے انتہائی بلند و بالا اور ممتاز مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ مولانا روم نے خوب کہا ہے: کار پاکاں را مکن بر خود قیاس

سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ

سورۂ زمر مکی ہے اس میں پچھتر آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ

یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہے جو زبردست حکمت والا ہے ہم نے یہ کتاب ٹھیک طور پر آپ کی طرف نازل کی ہے سو آپ خالص

اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

اعتقاد کر کے اللہ ہی کی عبادت کرتے رہئے یاد رکھو عبادت جو خالص ہو اللہ ہی کے لئے ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور کارساز

اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ

بنا رکھے ہیں کہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لئے کہ ہم کو اللہ سے قریب کر دیں بے شک اللہ ان کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کر دے گا

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ

جن میں وہ اختلاف کرتے تھے بے شک اللہ ایسے کو راہ پر نہیں لاتا جو جھوٹا ناشکرا ہو اگر اللہ چاہتا

يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ خَلَقَ

کسی کو اولاد بنانا تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا چن لیتا وہ پاک ہے وہ اللہ ایسا ہے جو واحد ہے زبردست ہے اسی نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ

آسمانوں اور زمین کو حکمت سے پیدا کیا وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ

اور اسی نے سورج اور چاند کو کام پر لگا رکھا ہے ہر ایک وقت مقرر تک چلتا رہے گا یاد رکھو وہی غالب بخشنے والا ہے اسی نے

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ

تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور تمہارے لئے آٹھ نر و مادہ چوپائے پیدا کئے

اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ

وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر تین اندھیروں میں بناتا ہے یہ ہے

مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَعْدَ اللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْمِيعَادَ ﴿٢٠﴾ أَلَمْ تَرَ

بنے ہوئے ہیں ان کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی اللہ نے وعدہ کیا ہے اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا ○ کیا آپ نے

أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا

نہیں دیکھا کہ اللہ ہی نے آسمان سے پانی اتارا ہے پھر اسے چشموں کی صورت میں زمین میں جاری کر دیتا ہے پھر اس کے ذریعے سے کھیتی مختلف

مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ

رنگوں میں اگاتا ہے پھر خوب ابھرتی ہے پھر آپ اسے زرد شدہ دیکھتے ہیں پھر اسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے بے شک اس میں

لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٢١﴾ أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ

عقلمندوں کے لیے عبرت ہے ○ بھلا جس شخص کا سینہ اللہ نے دین اسلام کے لیے کھول دیا سو وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی میں ہے

فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٢﴾ اللَّهُ نَزَّلَ

سو جن لوگوں کے دل اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے ان کے لیے بڑی خرابی ہے یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں ○ اللہ ہی نے

أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ

بہترین کلام نازل کیا ہے یعنی کتاب جو ملتی جلتی ہے بار بار دہرائی جاتی ہے جس سے خدا ترس لوگوں کے رونگٹے کھڑے

رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ

ہو جاتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ذریعے سے

مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٢٣﴾ أَفَمَن يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ

جسے چاہتا ہے راہ پر لے آتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے راہ پر لانے والا کوئی نہیں ○ بھلا جو شخص اپنے منہ کو قیامت کے دن

الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٢٤﴾ كَذَّبَ الَّذِينَ

برے عذاب سے بچائے گا اور ایسے ظالموں کو حکم ہوگا کہ جو کچھ تم کیا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو ○ ان سے پہلے لوگوں نے بھی

مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٥﴾ فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ

جھٹلایا تھا پھر ان پر اس طرح عذاب آیا کہ ان کو خبر بھی نہ ہوئی ○ پھر اللہ نے ان کو دنیا کی

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا

زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب تو اور بھی بڑا ہے کاش یہ سمجھ جاتے ○ اور ہم نے

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا

واسطے لوگوں کے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان کر دی ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں ۔ وہ عربی قرآن

غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ

بے عیب قرآن ہے تاکہ وہ لوگ بچیں اللہ نے ایک مثال بیان کی ہے ایک غلام ہے جس میں

مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

کئی ضدی شریک ہیں اور ایک غلام سالم ایک ہی شخص کا ہے کیا دونوں کی حالت برابر ہے سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے مگر ان

لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ

میں سے اکثر نہیں سمجھتے ۝ بے شک آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے ۝ پھر تم سب قیامت کے دن اپنے رب کے پاس

تَخْتَصِمُوْنَ ۝

آپس میں جھگڑو گے ۝

افادات محمود:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا الخ

یہ شرک کی تردید میں مثل دی گئی ہے یعنی ایک غلام ایسا ہے جس کا صرف ایک ہی مالک ہے ۔ جب اس کو مالک کسی خدمت کے لیے کہے گا تو وہ بسہولت یہ کام سرانجام دے سکے گا لیکن جس کے بہت سارے آقا ہوں وہ کس کس کی خدمت سرانجام دے گا ۔ وہ ہر وقت حیران و پریشان رہے گا کہ ایک کو خوش کرتا ہوں تو دوسرا ناراض ہوتا ہے ۔ یہی حالت شرک کی ہے ۔ کبھی ایک در پہ جھکتا ہے کبھی دوسرے پر ذرا مارا پھرتا ہے ۔ تو اسے نہ سکون ملے گا نہ قلبی اطمینان اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی ان سب سے جدا اور مستزاد ۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝

اس موت سے دنیوی موت مراد ہے اور پھر برزخ کی زندگی انبیاء علیہم السلام سمیت سب انسانوں کو ملتی ہے ۔ یہ انسان چاہے مسلمان ہوں یا غیر مسلم کوئی اس سے محروم نہیں رہتا ۔ بعض لوگ اس آیت سے حیات برزخی نہ ہونے پر استدلال کرتے ہیں ، جو کسی طرح بھی درست نہیں ہے ورنہ عذاب قبر عبث ہونا معلوم ہوگا ۔ نیز یہ اس عقیدے کے انکار کی شرارت ہے اس لیے اس قسم کی باتوں کا بطلان ظاہر و باہر ہے ۔ مسلمات کے انکار کے مترادف ہے ۔ مثانی جس کے مضمون کو بار بار دہرایا جائے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سنتا رہا۔ بعد میں کہنے لگا کہ میں نے شرک بھی کیا ہے، زنا کا مرتکب بھی ہوا ہوں
اور قتل ناحق بھی کیا ہے۔ کیا میری بخشش ممکن ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ فرقان کی آیت "والذین لا یدعون
مع اللہ الٰہا آخر فاولٰئک یبدل اللہ سیاٰتہم حسنات" آخر تک نازل فرما دی۔ وحشی کو اس سے بھی تسلی نہ ہوئی وہ کہنے
لگا کہ اس میں مغفرت مشروط ہے مشیت خداوندی سے، تو مجھے کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میری مغفرت سے
متعلق ہے یا نہیں؟ تب اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت نازل فرما دی قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي
اَنْفُسِهِمْ آخر تو اس آیت سے وحشی کو تسلی ہو گئی اور کہا الآن لا اری شرطاً کہ اس آیت میں چونکہ کوئی شرط مذکور
نہیں ہے لہٰذا اب میں ایمان لے آتا ہوں۔ وہ مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھ
کر دین سیکھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ذرا ہٹ کے بیٹھا کرو، بالکل سامنے نہ بیٹھا
کرو کیونکہ مجھ کو میرے چچا یاد آتے ہیں۔ اس بات کا احساس کرتے ہوئے یہ ملک شام چلے گئے۔ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے بیماری کے دوران میں فوج کا ایک دستہ رومیوں کے خلاف مہم پر روانہ فرمایا تھا اور حضرت اسامہ بن
زیدؓ کو امیر قافلہ مقرر فرمایا تھا۔ یہ حضرات جا ہی رہے تھے کہ حضرت اسامہ کی والدہ نے جا کر اسامہ کو بتایا کہ حضورؐ
حالت نزع میں ہیں۔ یہ حضرات واپس آ گئے۔ حضورؐ کی تجہیز و تدفین کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے اس لشکر کو
دوبارہ روانہ فرمایا۔ کچھ لوگوں کو اس لشکر کے انعقاد پر تامل ہوا لیکن صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ اگر میں مدینہ
منورہ میں بالکل اکیلا رہ جاؤں گا اور درندے میرا گوشت نوچ نوچ کر کھا جائیں تب بھی میں اس لشکر کے روانہ
کرنے سے باز نہ آؤں گا۔ لشکر جس کے امیر کو خود آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان دے کر روانہ فرمایا تھا
اور مدینہ منورہ سے باہر مقام جرف تک پاپیادہ ساتھ رخصت کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے تھے۔ چالیس
دن کے بعد یہ لشکر منصور و مظفر واپس آ گیا۔

اس کے ساتھ ہی حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک لشکر مسیلمہ کذاب اور اس کے حواریوں کو ختم کرنے کے لیے
روانہ فرمایا جس میں حضرت عکرمہ بن ابی جہل اور بڑے بڑے صحابہ کرام تھے۔ حضرت وحشیؓ بھی جا کے ان سے مل
گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسیلمہ کذاب کو بلا کر اس کے سامنے چند باتیں پیش کیں لیکن مسیلمہ اپنے شیطان
سے میدان جنگ میں بھی علیحدہ نہ ہو سکا۔ وہ مسیلمہ کے سامنے نمودار ہوا اور وہ اس شیطان کے کہنے پر حضرت خالدؓ
کی ہر بات ٹھکراتا رہا۔ جب لڑائی خوب تیز ہو گئی تو ان کفار میں سے کسی نے کہا کہ قلعہ نما باغ کے اندر چلے جاؤ۔
سارے اندر چلے گئے اور دروازہ بند کر دیا۔ سبحان اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائیوں کی کیا ہی شان ہے
حضرت براء بن مالکؓ نے فرمایا: مسلمانو مجھے اٹھا کر قلعہ کے اندر پھینک دو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کو
دشمنوں کے درمیان کیسے پھینکیں؟ مگر آپ کے قلب میں ایمان کا سمندر موجزن تھا۔ آپ انتہائی بے چین تھے۔
چنانچہ صحابہ کرام نے آپ کے اصرار پر آپ کو اٹھا کر اندر پھینک دیا۔ قلعہ کے دروازہ کے قریب لڑتے لڑتے آپ

نے قلعہ کا دروازہ مسلمانوں کے لیے کھول دیا۔ صحابہ کرام اندر داخل ہو گئے اور اپنی شجاعت و بسالت کی ایک نئی تاریخ رقم کی۔ حضرت وحشی نے قلعہ کی دیوار کے سوراخ سے دیکھا تو مسیلمہ کذاب نظر آیا۔ وحشی نیزہ اس وقت ہاتھ میں تھا جس سے اس نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔ اس قلعہ کی دیوار کے سوراخ سے مسیلمہ کو نشانہ بنایا نیزہ سیدھا اس کے پیٹ پر لگا اور وہ زمین پر گر گیا۔ بعد میں ایک اور انصاری نے تلوار سے وار کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت وحشی فرماتے تھے کہ حالت کفر میں میں نے ایک عظیم مسلمان کو شہید کیا تھا۔ لیکن اب اسلام لانے کے بعد میں نے اسی نیزے سے ایک بدترین کافر کا قتل کیا۔ فتلک بتلک

تعالیٰ بچائے رکھیں گے، وہ بے ہوش ہونے سے بچ جائیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ استثناء کن لوگوں سے متعلق ہے۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اس کا تعلق حضرت جبرائیل عزرائیل میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام سے ہے۔ یہ چار بزرگ فرشتے ابتداءً بے ہوشی سے بچ جائیں گے۔ پھر حضرت جبرئیلؑ بقیہ تین فرشتوں کو ماردیں گے اور حضرت جبرئیلؑ کو خود اللہ تعالیٰ ختم کر دیں گے۔ تاکہ "کل نفس ذائقة الموت" کا کلیہ صادق آ جائے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس کا تعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک یہودی نے یوں قسم اٹھائی "والذی اصطفیٰ موسیٰ علی البشر" ایک انصاری صحابیؓ نے اس کو ایک تھپڑ رسید کیا اور کہا کہ کیا تمام انسانوں سے حضرت موسیٰؑ افضل ہیں۔ پھر تو گویا وہ محمد رسول اللہ سے بھی افضل ہوں گے۔ وہ یہودی بھاگا بھاگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انصاری صحابیؓ کو تنبیہ فرمائی اور پھر فرمایا:

لا تخيروني على الانبياء فان الناس يصعقون يوم القيامة فاكون اول من يفيق فاذا انا بموسى آخذ بقائمة من قوائم العرش فلا ادري افاق قبلي ام جوزي بصعقة الطور (ابن کثیر)

"مجھے دوسرے انبیاء پر فضیلت مت دو کیونکہ قیامت کے دن جب لوگ سب بے ہوش ہو جائیں گے تو سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا تو میں دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰؑ عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ میں یہ نہیں جانتا کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آئے ہوں گے یا کوہ طور پر بے ہوش ہو جانے کی وجہ سے ان سے یہ خاص معاملہ کیا جائے گا۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جس نے میرے متعلق کہا کہ میں یونس بن متی سے افضل ہوں تو اس نے جھوٹ کہا۔ یعنی کسی نبی کا نام لے کر اس کے مقابلہ میں میری فضیلت مت جتلاؤ تاکہ سننے والوں کے ذہن میں حقارت یا ان انبیاء کی شان میں کمی کا شائبہ اور وہم پیدا نہ ہو۔ مندرجہ بالا بیان سے ایک تو یہ بات معلوم ہو گئی کہ یہودی بھی انبیاء کو بشر مانتے تھے اور اس انصاری صحابیؓ نے بھی حضورؐ کو بشر تسلیم کرتے ہوئے یہودی کو تھپڑ مارا تھا۔ تیسری بات یہ معلوم ہو گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انبیاء سے افضل ہونا اجماعی اور متفق علیہ عقیدہ ہے لیکن حضورؐ نے امت کو یہ ہدایت فرمائی کہ کسی نبی کا نام لے کر پھر ان سے تقابل نہ کرنا تاکہ تحقیر شان کا خیال پیدا نہ ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوش میں آتے ہیں تو یہ ایک جزوی فضیلت ہے۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الرسل ہونے پر اثر نہیں پڑتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث ہونا اور آپ کا خاتم النبیین ہونا یہ باتیں مسلمات میں سے ہیں۔ پانچویں بات یہ معلوم ہو گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بالخصوص حضرت یونسؑ کا نام لے کر یہ قانون بتلا دیا اور ہدایت فرمائی کہ

افاداتِ محمود:

حَتّٰی اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا الخ

جب اللہ تعالیٰ نے کفار کا تذکرہ فرمایا تو وہاں پر فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا فرمایا یعنی کفار کے لیے جہنم کے دروازے اسی وقت کھولے جائیں گے جب وہ دروازوں پر پہنچیں گے اور اہل جنت کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد ہوا "وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا" پہلا تذکرہ بغیر واؤ کے ہے اور دوسری جگہ واؤ ہے یعنی اہل جنت جب جنت کے دروازوں پر پہنچیں گے تو ان کے لیے دروازے پہلے سے کھلے ہوئے ہوں گے۔ دونوں صورتوں میں فرق واضح ہے کہ اگر کوئی مہمان آکر کافی دیر بند دروازے کا انتظار کرے، پھر دروازہ کھلے تو یہ عزت کی بات نہیں ہے، بلکہ بادی النظر میں یہ مترشح ہوتا ہے کہ مہمان کی آمد کا اہتمام نہیں۔ اگر مہمان کی آمد سے قبل ہی دروازے کھول دیئے گئے ہوں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کے لیے خاصا اہتمام کیا گیا ہے۔ ہر چیز پہلے سے رکھی ہوئی تیار موجود ہے۔ یہی بات جنت اور اہل جنت کے شایانِ شان ہے۔ واللہ اعلم۔

سورۃ المؤمن

آیتیں ۸۵ سورۃ مومن مکی ہے رکوع ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ

یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو غالب ہر چیز کا جاننے والا ہے ۝ گناہ بخشنے والا اور توبہ

التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ مَا

قبول کرنے والا سخت عذاب دینے والا قدرت والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ۝

يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝

اللہ کی آیتوں میں نہیں جھگڑتے مگر وہ لوگ جو کافر ہیں پس ان کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکا نہ دے

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍ

ان سے پہلے قوم نوح اور ان کے بعد اور فرقے بھی جھٹلا چکے ہیں اور ہر ایک امت نے اپنے رسول کو

بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ

پکڑنے کا ارادہ کیا اور ناحق باتوں کے ساتھ جھگڑا کرتے رہے تا کہ اس سے دین حق کو مٹا دیں پھر میں نے انہیں پکڑ لیا

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

پھر کیسی سزا ہوئی ۝ اور اسی طرح منکروں پر اللہ کا حکم پورا ہوا کہ

اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ

وہ دوزخی ہیں ۝ جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ

تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور ایمانداروں کے لئے بخشش مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب تیری رحمت

شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝

اور تیرا علم سب پر حاوی ہے پھر جن لوگوں نے توبہ کی ہے اور تیرے رستہ پر چلتے ہیں انہیں بخش دے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے

إِنَّ

بے شک

الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِن مَّقْتِكُمْ أَنفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ

جو لوگ کافر ہیں انہیں پکار کر کہا جائے گا کہ تمہیں (اس وقت) اپنے سے نفرت ہے اس سے بڑھ کر اللہ کو (تم سے) نفرت تھی جبکہ تم

إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ﴿١٠﴾ قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ

ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے پھر تم انکار کرتے تھے وہ کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دو دفعہ موت دی اور دو دفعہ تو نے ہمیں زندہ کیا

فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ﴿١١﴾ ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ

تو ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا پس کیا نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے یہ عذاب اس لئے ہے کہ جب تمہیں اکیلے اللہ کی طرف

اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ﴿١٢﴾

بلایا جاتا تھا تو انکار کرتے تھے اور جب اس کے ساتھ شریک کیا جاتا تھا تو مان لیتے تھے سو فیصلہ اللہ کا ہے جو عالی شان ہے بڑا ہے

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا

وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لئے آسمان سے روزی نازل کرتا ہے اور سمجھتا وہی ہے جو (اللہ کی طرف)

مَن يُنِيبُ ﴿١٣﴾ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿١٤﴾

رجوع کرتا ہے سو اللہ کو پکارو اس کے لئے عبادت کو خالص کرتے ہوئے اگرچہ کافر برا مانیں

رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ

درجے بلند کرنے والا عرش کا مالک ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے

عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿١٥﴾ يَوْمَ هُم بَارِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ

وحی بھیجتا ہے تاکہ وہ ملاقات (قیامت) کے دن سے ڈرائے جس دن وہ سب نکل کھڑے ہوں گے اللہ پر ان کی کوئی بات

مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ

چھپی نہ رہے گی آج کس کی حکومت ہے اللہ ہی کی جو یکتا ہے زبردست ہے آج کے دن

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٧﴾ وَأَنذِرْهُمْ

ہر شخص اپنے کئے کا بدلہ پائے گا آج کچھ ظلم نہ ہوگا بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے اور انہیں قریب

يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ

آنے والی (مصیبت) کے دن سے ڈرا جبکہ غم کے مارے کلیجے منہ کو آ رہے ہوں گے ظالموں کا کوئی دوست نہیں ہوگا

وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ۞ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۞ وَاللَّهُ

اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جائے ○ وہ آنکھوں کی خیانت اور دل کے بھید جانتا ہے ○ اور اللہ ہی

يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ

انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور جنہیں وہ اس کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی فیصلہ نہیں کر سکتے بیشک اللہ ہی

هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۞ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے ○ کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی کہ وہ دیکھتے ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا

الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي

جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں وہ قوت میں ان سے بڑھ کر تھے اور زمین میں

الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ

آثار چھوڑنے میں بھی پھر اللہ نے انہیں ان کے گناہوں کے سبب سے پکڑ لیا اور ان کے لئے اللہ سے کوئی بچانے والا

وَاقٍ ۞ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا

نہ تھا ○ یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آتے تھے تو وہ انکار کرتے تھے

فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۞ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا

پس انہیں اللہ نے پکڑ لیا بیشک وہ قوت والا سخت عذاب دینے والا ہے ○ اور ہم نے موسیٰ کو اپنے معجزات

وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۞ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ۞

اور واضح دلیل دے کر بھیجا تھا ○ فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف تو وہ کہنے لگے یہ جادوگر جھوٹا ہے ○

فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

پس جب وہ ان کے پاس ہماری طرف سے سچا دین لائے تو کہنے لگے ان لوگوں کے بیٹوں کو قتل کر دو جو موسیٰ پر ایمان لائے ہیں

وَاسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ ۚ وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۞ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دو اور کافروں کے داؤ تو محض غلط ہوا کرتے ہیں ○ اور فرعون نے کہا

عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿٣٢﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ

قیامت والے دن کا اندیشہ ہے ۔ جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے ۔ اللہ سے تمہیں کوئی بچانے والا

عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ

نہیں ہوگا ۔ اور جسے خدا گمراہ کرے اسے کوئی راہ بتانے والا نہیں ۔ اور تمہارے پاس ۔ یوسف بھی

مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۖ حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ

اس سے پہلے واضح دلیلیں لے کر آ چکا ۔ پھر تم ہمیشہ اس سے شک میں رہے جو وہ تمہارے پاس لایا ۔ یہاں تک کہ جب وہ

قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۚ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ

فوت ہو گیا تو تم نے کہا کہ خدا اس کے بعد کوئی رسول ہرگز نہیں بھیجے گا ۔ اسی طرح اللہ گمراہ کرتا ہے ۔ اس کو جو حد سے بڑھنے والا

مُّرْتَابٌ ﴿٣٤﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۖ كَبُرَ

شک کرنے والا ہے ۔ جو لوگ خدا کی نشانیوں میں ۔ کسی دلیل کے بغیر جو ان کے پاس پہنچی ہو جھگڑتے ہیں ۔ بڑی

مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ

ہے ایمان والوں کے نزدیک (یہ) بڑی ناپسند بات ہے ۔ خدا ہر ایک متکبر سرکش کے دل پر ۔ اسی طرح مہر

مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿٣٦﴾

کر دیا کرتا ہے ۔ اور فرعون نے کہا ۔ اے ہامان میرے لیے ایک محل بنا ۔ تاکہ میں راستوں پر پہنچ جاؤں

اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۚ وَكَذٰلِكَ

یعنی آسمان کے راستوں پر ۔ پھر موسیٰ کے خدا کی طرف جھانک کر دیکھوں ۔ اور میں تو اسے جھوٹا خیال کرتا ہوں ۔ اور اسی طرح

زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۚ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا

فرعون کو ۔ اس کا برا عمل اچھا معلوم ہوا ۔ اور وہ راہ سے روکا گیا تھا ۔ اور فرعون کی ہر تدبیر

فِيْ تَبَابٍ ﴿٣٧﴾ وَقَالَ الَّذِيْۤ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿٣٨﴾ يٰقَوْمِ

غارت ہی کی تھی ۔ اور اس شخص نے کہا جو ایمان لا چکا تھا اے میری قوم تم میری پیروی کرو میں تمہیں بھلائی کا راستہ دکھاؤں گا ۔ اے میری قوم

اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿٣٩﴾ مَنْ عَمِلَ

دنیا کی زندگی بس (چند روزہ) فائدہ ہے ۔ اور آخرت ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے ۔ جس نے

سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ

برا کام بھی تو اس کو اتنی ہی سزا ملے گی اور جس نے نیک کام کیا خواہ مرد ہو یا عورت اور

هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

وہ ایماندار بھی ہو سو وہ جنت میں داخل ہوں گے جہاں انہیں بے حساب روزی ملے گی

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ۝ تَدْعُوْنَنِيْ

اور اے میری قوم کیا بات ہے میں تو تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو تم مجھے اس بات کی طرف

لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۫ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ

بلاتے ہو کہ میں اللہ کا منکر ہو جاؤں اور اس کے ساتھ اسے شریک کروں جسے میں جانتا بھی نہیں اور میں تمہیں غالب بخشنے والے کی طرف

الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي

بلاتا ہوں بے شک تم مجھے جس کی طرف بلاتے ہو وہ نہ دنیا میں بلانے کے قابل ہے اور نہ

الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝

آخرت میں اور بے شک ہمیں اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور بے شک حد سے بڑھنے والے ہی دوزخی ہیں

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ

پھر تم میری بات کو یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں بیشک اللہ بندوں کو

بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝

دیکھ رہا ہے پھر اللہ نے اسے تو ان کے فریبوں کی برائی سے بچا لیا اور فرعون والوں پر سخت عذاب آ گیا

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ

دوزخ کی آگ صبح اور شام وہ اس کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا) فرعون والوں کو

اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ

سخت عذاب میں لے جاؤ اور جب دوزخی آگ میں جھگڑیں گے پھر کمزور سرکشوں سے کہیں گے کہ

اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ

ہم تمہارے پیرو تھے پھر کیا تم ہم سے کچھ بھی آگ دور

النَّارِ ۝ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ
کر سکتے ہو۔ وہ بڑے لوگ کہیں گے ہم تم سبھی اس میں پڑے ہوئے ہیں بیشک اللہ اپنے بندوں میں فیصلہ
الْعِبَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ
کر چکا ہے۔ اور دوزخی جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ تم اپنے رب سے عرض کرو کہ وہ کسی دن تو
عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝ قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ
ہم سے عذاب ہلکا کر دیا کرے۔ وہ کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں لے کر نہ آتے تھے
قَالُوا بَلَىٰ قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝
کہیں گے ہاں (آتے تھے) کہیں گے پس تم ہی پکارو اور کافروں کا پکارنا محض بے اثر ہوگا

افادات محمود:

قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ

اس آیت میں دو دفعہ موت اور دو زندگیوں کا ذکر ہے۔ اس طور پر کہ جب انسان پیدا ہی نہیں ہوا تھا تو وہ حالت بھی موت سے مشابہ تھی اور جب پیدا ہو کر طبعی موت مرا تو یہ دوسری موت ہے۔ اسی طرح ایک حیات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتم عدم سے عالم وجود میں لایا اور مرنے کے بعد جب دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو یہ دوسری حیات ہوگی۔ واللہ اعلم

فَوَقٰهُ اللّٰهُ الخ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پروانوں کی طرح آگ میں گرتے ہو اور میں تمہیں پیچھے سے پکڑ پکڑ کر آگ سے بچاتا ہوں۔

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ الخ یہ عذاب قبر کی دلیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عذاب قبر حق ہے اور قبر کے عذاب سے آپ کثرت سے پناہ مانگتے تھے۔

النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝٥٩ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ

لیکن بہت سے لوگ نہیں مانتے ۔ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بیشک جو لوگ

يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ۝٦٠ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ

میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے ۔ اللہ ہی ہے جس نے بنائی

لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى

تمہارے لئے رات تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن دیکھنے کے لئے بنایا بیشک اللہ لوگوں پر بڑے

النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝٦١ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ

فضل والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے ہر چیز کا

كُلِّ شَيْءٍ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ۝٦٢ كَذَٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِينَ كَانُوا

پیدا کرنے والا اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر کہاں الٹے جا رہے ہو ۔ اسی طرح وہ لوگ بھی الٹے چلا کرتے تھے

بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ۝٦٣ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ

جو اللہ کی نشانیوں کا انکار کیا کرتے تھے ۔ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور آسمان کو

بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ ذَٰلِكُمُ

چھت اور تمہاری صورتیں بنائیں پھر تمہاری اچھی صورتیں بنائیں اور عمدہ چیزوں سے تمہیں روزی دی یہ ہے

اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝٦٤ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ

اللہ تمہارا پالنے والا سو بڑی برکت والا ہے اللہ جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے ۔ وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝٦٥ قُلْ إِنِّي نُهِيتُ

سو تم اسی کو پکارو خالص اسی کی بندگی کرتے ہوئے سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے ۔ کہہ دیجئے کہ مجھے

أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ مِنْ

ان کی عبادت سے منع کیا گیا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو جبکہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے کھلی نشانیاں آ چکیں

رَبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝٦٦ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ

آ چکی ہیں اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کے سامنے فرمانبردار ہو جاؤں ۔ وہی ہے جس نے تمہیں

تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا

مٹی سے | پھر نطفہ سے | پھر خون بستہ سے پیدا کیا | پھر وہ تمہیں بچہ بنا کر نکالتا ہے | پھر باقی رکھتا ہے

أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوا

تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو پھر یہاں تک کہ تم بڈھے ہو جاتے ہو کچھ تم میں سے پہلے مر جاتے ہیں (بعض کو زندہ رکھتا ہے) اور تا کہ

أَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَإِذَا قَضٰى

تم وقت مقرر تک پہنچو | اور تا کہ تم سمجھو | وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے | پھر جب وہ کسی

أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٦٨﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْ اٰيٰتِ

امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو صرف اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں

اللّٰهِ ۭ أَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿٦٩﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ أَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا

جھگڑتے ہیں وہ کہاں پھرے چلے جا رہے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کتاب کو اور جو کچھ ہم نے رسولوں کو دے کر بھیجا تھا سب کو جھٹلایا

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٠﴾ إِذِ الْأَغْلٰلُ فِيْٓ أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ﴿٧١﴾

سو انہیں معلوم ہو جائے گا | جبکہ طوق اور زنجیریں | ان کے گلے میں ڈال کر | گھسیٹے جائیں گے

فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ

کھولتے پانی میں | پھر آگ میں جھونکے جائیں گے | پھر ان سے کہا جائے گا | کہاں ہیں | جنہیں تم

تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٣﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ

شریک بناتے تھے | اللہ کے سوا | وہ کہیں گے ہم سے وہ کھوئے گئے | بلکہ ہم تو اس سے پہلے | کسی چیز کو بھی

قَبْلُ شَيْئًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٤﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي

نہیں پکارتے تھے | اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے | یہ عذاب تمہیں | اس لئے ہوا کہ

الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿٧٥﴾ اُدْخُلُوْٓا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

تم ملک میں ناحق خوشیاں مناتے تھے اور اس لئے کہ تم اترایا کرتے تھے | جہنم کے دروازوں میں | ہمیشہ رہنے کے لئے

فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ

داخل ہو جاؤ | پھر تکبر کرنے والوں کا کیا ہی برا ٹھکانا ہے | پھر صبر کر | بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے | پھر جس (عذاب) کا ہم ان سے

بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ﴿٨٤﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ۖ

چیزوں کا انکار کیا جنہیں ہم اس کا شریک ٹھہراتے تھے ○ پس انہیں ان کے ایمان نے نفع نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا

سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ ۖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ﴿٨٥﴾

یہ سنت الٰہی ہے جو اس کے بندوں میں گزر چکی ہے اور اس وقت کافر خسارہ میں ہو گئے ○

آیتیں ۵۴ — سورۂ حم سجدہ مکی ہے — رکوع ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا

(یہ کتاب) بڑے مہربان نہایت رحم والے کی طرف سے اتاری ہوئی ہے ۝ کہ جس کی آیتیں عربی زبان میں

عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ

علم والوں کے لئے واضح ہیں ۝ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہے پھر ان میں سے اکثر نے منہ پھیر لیا

لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ

پھر وہ سنتے بھی نہیں ۝ اور کہتے ہیں ہمارے دل اس بات سے کہ جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے پردوں میں ہیں اور ہمارے

اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝

کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان پردہ پڑا ہوا ہے پھر آپ اپنا کام کئے جائیں ہم بھی اپنا کام کر رہے ہیں ۝

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا

آپ ان سے کہہ دیں کہ میں بھی تم جیسا ایک آدمی ہوں میری طرف یہی حکم آتا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے پھر اسی کی طرف سیدھے

اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

چلے جاؤ اور اس سے معافی مانگو اور مشرکوں کے لئے بربادی ہے ۝ جو زکوٰۃ نہیں دیتے

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ

اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں ۝ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام بھی کئے ان کے لئے

غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝

بے انتہا اجر ہے ۝

افاداتِ محمود:

الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ الخ

حضرت ابن عباسؓ و عکرمہؒ سے منقول ہے ای الذین لا یشھدون ان لا الٰہ الا اللہ یعنی لا یؤتون الزکوٰۃ سے مراد کفر اور کلمہ شہادت نہ پڑھنا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر یہ لفظ اسی طرح استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۝ وغیرہ

قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ

کہہ دو کیا تم اس کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی

وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ۚ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن

اور اس کے شریک ٹھہراتے ہو وہی سب جہانوں کا پروردگار ہے اور اسی نے زمین میں اوپر سے

فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ ۝

پہاڑ رکھے اور اس میں برکت دی اور چار دن میں اس کی غذاؤں کا اندازہ کیا (یہ جواب) پوچھنے والوں کے لئے پورا ہے

ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا

پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا پس اس نے اس کو اور زمین کو فرمایا کہ آؤ خوشی سے

أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ۝ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ

یا جبر سے دونوں نے کہا کہ ہم خوشی سے آتے ہیں پھر ان کو دو دن میں سات آسمان بنایا

وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۚ

اور ہر ایک آسمان میں اس کا کام القا کیا اور ہم نے پہلے آسمان کو چراغوں سے زینت دی اور حفاظت کے لئے بھی

ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً

یہ زبردست اور خبردار کے مقرر کئے ہوئے اندازے ہیں پھر اگر وہ منہ پھیر لیں تو کہہ دو کہ میں تم کو کڑک سے آگاہ کرتا ہوں

مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ۝ إِذْ جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ

جیسا کہ قوم عاد اور ثمود پر کڑک آئی تھی جب ان کے پاس پیغمبر آئے ان کے آگے سے

وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً

اور ان کے پیچھے سے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو تو کہنے لگے اگر ہمارا رب چاہتا تو فرشتے نازل کرتا

فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ۝ فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ

سو جو تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کے منکر ہیں پس جو عاد تھے وہ زمین میں ناحق

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۖ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي

تکبر کیا اور کہنے لگے کہ ہم سے بڑھ کر قوت میں کون ہے کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس نے

خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ

پیچھے سے حکمت والے تعریف کئے ہوئے کی طرف سے نازل کیا گیا ہے○ آپ سے وہی بات کی جاتی ہے جو آپ سے پہلے رسولوں

مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا

کو کہی گئی۔ بے شک آپ کا رب بخشنے والا اور دردناک عذاب دینے والا بھی ہے○ اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا

اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ

قرآن بناتے تو کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں۔ کیا عجمی کتاب اور عربی رسول؟ کہہ دیجئے

اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ

ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور وہ قرآن ان کے

عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

حق میں اندھا پن ہے۔ وہ لوگ (گویا کہ) دور جگہ سے پکارے جا رہے ہیں○ اور ہم نے موسیٰ کو

الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ

کتاب دی تھی پھر اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات صادر نہ ہو چکی ہوتی تو ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا

وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ

اور انہیں تو قرآن میں قوی شک ہے○ جو کوئی نیک کام کرتا ہے تو اپنے لئے اور برائی کرتا ہے تو

فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

اپنے سر پر اور آپ کا رب تو بندوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا○

افاداتِ محمود:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ساتھ ایک جن اور شیطان کو مقرر فرمایا ہے جو کہ انسان کو گناہ پر اکساتا ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا کہ حضور کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں لیکن اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی ہے۔ وہ میرا مطیع و فرمانبردار ہو گیا ہے اور میں اس کے شر سے بچ گیا ہوں۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ الفاظ دشنام بھی مراد ہے اور قرآن کریم کے اوامر میں عیوب اور غلطیاں نکالنا بھی مراد ہے۔ تاکہ کسی طرح جو لوگ قرآن کریم کے الفاظ و معانی سے متاثر ہوتے ہیں اور مسلمان ہوتے ہیں یہ سلسلہ رک جائے۔ (العیاذ باللہ)

۶: عجمی وعربی کا امتزاج

یعنی کتاب تو عجمی ہو اور جس نبی پر اتری ہو اور جس نبی نے سمجھانی ہے وہ عربی ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے؟
لہذا عربی رسول پر کتاب بھی عربی میں نازل ہونی چاہیے تھی۔

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِّنْ أَكْمَامِهَا

قیامت کی خبر کا اسی کی طرف حوالہ دیا جاتا ہے اور کوئی پھل اپنے غلافوں سے نہیں نکلتا

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي

اور نہ کوئی عورت حاملہ ہوتی ہے اور نہ وضع حمل کرتی ہے مگر اس کے علم سے اور جس دن انہیں پکارے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں

قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِن شَهِيدٍ ﴿٤٧﴾ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَدْعُونَ مِن قَبْلُ

کہیں گے ہم نے آپ سے عرض کر دیا کہ ہم میں سے کوئی گواہ نہیں ○ اور ان سے وہ کھوئے جائیں گے جنہیں اس سے پہلے پکارتے تھے

وَظَنُّوا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ﴿٤٨﴾ لَّا يَسْأَمُ الْإِنسَانُ مِن دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِن

اور یقین کر لیں گے کہ انہیں کسی طرح بھی چھٹکارا نہیں ○ انسان بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا اور اگر

مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ﴿٤٩﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِن بَعْدِ ضَرَّاءَ

اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو مایوس اور نا امید ہو جاتا ہے ○ اور اگر ہم اسے اس مصیبت کے بعد جو اس پر آئی تھی اپنی رحمت کا مزہ

مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّجِعْتُ

چکھاتے ہیں تو کہتا ہے یہ میرا حق تھا اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت قائم ہوگی اور اگر میں اپنے

إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا

رب کے پاس گیا بھی تو بے شک میرے لئے اس کے ہاں بھلائی ہی ہوگی ہم کافروں کو ضرور بتا دیں گے جو کچھ وہ کرتے رہے

وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٥٠﴾ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ

اور ہم ضرور انہیں سخت عذاب چکھائیں گے ○ اور جب ہم نے انسان پر انعام کیا تو اس نے منہ پھیر لیا

وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ ﴿٥١﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن

اور کنارہ کش ہو گیا اور جب اس کو تکلیف پہنچی تو لمبی چوڑی دعا کرنے لگا ○ کہہ دو بھلا دیکھو تو سہی اگر

كَانَ مِنْ عِندِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُم بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾

یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہو پھر تم اس کا انکار کر بیٹھے تو ایسے پرلے درجے کے ضدی سے کون زیادہ گمراہ ہوگا ○

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ

عنقریب ہم اپنی نشانیاں انہیں دنیا میں دکھائیں گے اور خود ان کے نفس میں یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ وہی حق ہے کیا

سُورَةُ الشُّورٰى مَكِّيَّةٌ

آیتیں ۵۳ — سورۂ شوریٰ مکی ہے — رکوع ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ۝ كَذٰلِكَ يُوحِيٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيزُ

اسی طرح سے اللہ زبردست حکمت والا آپ کی طرف وحی کرتا ہے اور ان کی طرف بھی (وحی کرتا تھا) جو

الْحَكِيمُ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ

آپ سے پہلے تھے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ عالیشان عظیم الشان ہے۔ قریب ہے کہ آسمان

يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ

اپنے اوپر سے پھٹ جائیں اور سب فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور ان کے لئے جو زمین میں ہیں

فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهٖٓ

مغفرت مانگتے ہیں۔ خبردار بیشک اللہ ہی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا اور کارساز

اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ ۡ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

بنا رکھے ہیں اللہ ان پر نگران ہے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے آپ پر

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ

عربی زبان میں قرآن نازل کیا تاکہ آپ مکہ والوں اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائیں اور قیامت کے دن سے بھی ڈرائیں جس میں

فِيهِ ۭ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ۝ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً

کوئی شک نہیں (اس روز) ایک جماعت جنت میں اور ایک جماعت جہنم میں ہوگی۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی جماعت

وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِي رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُونَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ

کر دیتا لیکن جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست ہے

وَّلَا نَصِيرٍ ۝ اَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ

اور نہ کوئی مددگار۔ کیا انہوں نے اس کے سوا اور مددگار بنا رکھے ہیں پھر اللہ ہی مددگار ہے اور وہی مردوں کو

وَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ ۖ وَقُلْ ءَامَنتُ بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ مِن

اور قائم رہئے جیسے آپ کو حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشوں پر نہ چلئے اور کہہ دو کہ میں اس پر یقین لایا ہوں جو اللہ نے کتاب نازل کی ہے!

كِتَٰبٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ ٱللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَآ أَعْمَٰلُنَا وَلَكُمْ أَعْمَٰلُكُمْ ۖ

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں اللہ ہی ہمارا رب ہے اور تمہارا رب ہے ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال

لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ ٱللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَإِلَيْهِ ٱلْمَصِيرُ ﴿١٥﴾ وَٱلَّذِينَ يُحَآجُّونَ

ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور جو لوگ اللہ (کے بارے)

فِى ٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ مَا ٱسْتُجِيبَ لَهُۥ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

کے بارے میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ وہ مان لیا گیا ان لوگوں کی حجت ان کے رب کے ہاں باطل ہے اور ان پر غضب ہے

وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿١٦﴾ ٱللَّهُ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ وَٱلْمِيزَانَ ۗ وَمَا

اور ان کے لئے سخت عذاب ہے ۝ اللہ ہی ہے جس نے اتاری کتاب اور ترازو بھی اور

يُدْرِيكَ لَعَلَّ ٱلسَّاعَةَ قَرِيبٌ ﴿١٧﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۖ وَٱلَّذِينَ

آپ کو کیا معلوم شاید قیامت قریب ہو ۝ اس کی جلدی تو وہی کرتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جو

ءَامَنُوا۟ مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا ٱلْحَقُّ ۗ أَلَآ إِنَّ ٱلَّذِينَ يُمَارُونَ فِى

ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ حق ہے خبردار بیشک جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں

ٱلسَّاعَةِ لَفِى ضَلَٰلٍۭ بَعِيدٍ ﴿١٨﴾ ٱللَّهُ لَطِيفٌۢ بِعِبَادِهِۦ يَرْزُقُ مَن يَشَآءُ ۖ وَهُوَ

وہ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں ۝ اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے جس (جس قدر) چاہے روزی دیتا ہے اور وہ

ٱلْقَوِىُّ ٱلْعَزِيزُ ﴿١٩﴾ مَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ ٱلْءَاخِرَةِ نَزِدْ لَهُۥ فِى حَرْثِهِۦ ۖ وَمَن كَا

بڑا طاقتور زبردست ہے ۝ جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں برکت دیں گے اور

كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ ٱلدُّنْيَا نُؤْتِهِۦ مِنْهَا وَمَا لَهُۥ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِن نَّصِيبٍ ﴿٢٠﴾ أَمْ

جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو اسے (بقدر مناسب) اس میں سے دے دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہوگا ۝ کیا

لَهُمْ شُرَكَٰٓؤُا۟ شَرَعُوا۟ لَهُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنۢ بِهِ ٱللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ

ان کے لئے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کا وہ طریقہ نکالا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی اور اگر فیصلہ کا

يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿٢٧﴾ وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ

جس کو چاہتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں سے خوب خبردار دیکھنے والا ہے۔ اور وہی ہے جو مینہ برساتا ہے ان کے ناامید ہو جانے کے بعد

مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٨﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ

اور اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے اور وہی کارساز ہے لائق حمد۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ایک پیدا کرنا ہے آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَابَّةٍ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾

اور زمین کا اور ان جانداروں کا جو اس نے ان دونوں میں پھیلا رکھے ہیں اور وہ جب چاہے ان کے جمع کرنے پر قادر ہے

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٠﴾ وَمَا

اور تم پر جو مصیبت آتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے آتی ہے اور وہ بہت سے تو درگزر ہی کر دیتا ہے۔ اور

أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٣١﴾

تم زمین میں عاجز کر دینے والے نہیں اور سوائے اللہ کے تمہارا کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار

وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ

اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں سمندر میں پہاڑ جیسے جہاز۔ اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے سو وہ اس کی سطح

رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٣٣﴾ أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا

پر کھڑے رہ جائیں بے شک اس میں ہر صبر کرنے والے شکرگزار کے لئے نشانیاں ہیں۔ یا ان کے برے اعمال کے سبب سے

كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٤﴾ وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ

انہیں تباہ کر دے اور بہتوں کو معاف بھی کر دیتا ہے۔ اور جان لیں وہ جو جھگڑتے ہیں ہماری آیتوں میں کہ ان کے لئے چھٹکارا

مَحِيصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ

کہیں نہیں۔ پھر جو کچھ بھی تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیاوی زندگی کا سامان ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر

وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ

اور پائیدار تر ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل رکھتے ہیں۔ اور جو بچتے ہیں بڑے بڑے گناہوں

وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا

اور بے حیائی سے بچتے ہیں اور جب غصہ ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز

الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ

[illegible]

الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ

[illegible]

فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ

[illegible]

مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ

[illegible]

فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ

[illegible]

اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ

[illegible]

وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾

[illegible]

وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ

[illegible]

وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ

[illegible]

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ

[illegible]

يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا

[illegible]

رَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ

اپنے رب کا حکم مان لو کہ وہ دن آجائے جو خدا کی طرف سے ٹلنے والا نہیں اس دن تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی

وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۞ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ

اور نہ تم انکار کرسکو گے ۞ پھر بھی اگر روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا ہے آپ پر

عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ

تو صرف پہنچا دینا ہے اور جب ہم انسان کو اپنی کوئی رحمت چکھاتے ہیں تو اس سے خوش ہوجاتا ہے اور اگر

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۞ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

ان پر ان کے اعمال سے کوئی مصیبت پڑ جاتی ہے تو انسان بڑا ہی ناشکرا ہے ۞ آسمانوں اور زمین پر

وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ

اللہ ہی کی بادشاہی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے

الذُّكُوْرَ ۞ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ

بخشتا ہے ۞ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے بے شک وہ

عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۞ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاۗئِ حِجَابٍ

خبردار قدرت والا ہے ۞ اور کسی انسان کا حق نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر بذریعہ وحی یا پردے کے پیچھے سے

اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۞ وَكَذٰلِكَ

یا کوئی فرشتہ بھیج دے کہ وہ اس کے حکم سے القا کرے جو وہ چاہے بے شک وہ بڑا عالیشان حکمت والا ہے ۞ اور اسی طرح

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ

ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے قرآن نازل کیا آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے

وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِنَا ۭ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ

اور لیکن ہم نے قرآن کو ایسا نور بنایا ہے کہ ہم اس کے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور بے شک آپ

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

سیدھا راستہ بتاتے ہیں یعنی اللہ کا راستہ جس کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی سب چیزیں ہیں

أَلَآ إِلَى اللّٰهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ﴿۵۳﴾

خبردار اللہ ہی کی طرف سب کام رجوع کرتے ہیں۔

افادات محمود:

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ الخ یا تو یہ مقصد ہے کہ مشرکین فرشتوں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ خدا کی بیٹیاں ہیں (العیاذ باللہ) تو یہ تنا بڑا جرم ہے کہ ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔

(۲) دوسرا مقصد یہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آسمان میں انگشت برابر کوئی جگہ خالی نہیں ہے بلکہ تمام آسمان فرشتوں سے پر ہیں۔ کوئی قیام میں، کوئی رکوع میں اور بعض سجدہ میں ہیں۔ تو اگر اللہ تعالیٰ آسمانوں کو تھامے نہ رکھتا اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ان کو سہارا نہ دیتا تو ممکن تھا کہ فرشتوں کی ثقل کی وجہ سے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا (لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ) الخ

یہاں چار قسم کے بندوں کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ ایک قسم تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو صرف بیٹیاں عطا فرماتے ہیں۔ ان کے بیٹے نہیں ہوتے۔ جیسے حضرت لوط علیہ السلام وغیرہ۔ بعض کو صرف بیٹے عطا فرما دیتے ہیں ان کے ہاں بیٹیاں نہیں ہوتیں، جیسے حضرت ابراہیم وغیرہ۔ بعض کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں قسم کی اولاد سے نوازا جاتا ہے۔ جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض کو لا ولد بنا دیتے ہیں اور ان کے ہاں اولاد نہیں ہوتی جیسے حضرت یحییٰؑ وغیرہ۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا الخ

اس آیت میں وحی کی اقسام ثلاثہ کو بیان فرمایا گیا ہے۔

وحی کی لغوی و اصطلاحی تحقیق اور قسمیں

امام راغب لکھتے ہیں "اصل الوحی الاشارۃ السریعۃ" یعنی جلدی اشارہ کرنا۔ یہ اشارہ کبھی کلام کے ذریعہ ہوتا ہے، کبھی کتابت اور کبھی اعضاء و جوارح سے ہوتا ہے۔ اصطلاح میں "الکلمۃ الالٰہیۃ تلقی الی انبیائہ" یعنی اللہ تعالیٰ کا جو حکم حضرات انبیاء کو تلقین کیا جاتا ہے اُسے وحی کہا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں وحی کی ان تین اقسام کی نشاندہی فرمائی گئی ہے جن صورتوں میں انبیاء علیہم السلام پر وحی نازل ہوتی رہی۔ ایک صورت یہ ہے کہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ نبی سے ہم کلام ہو لیکن بالمشافہ نہ ہو بلکہ بیچ میں پردہ و حجاب ہو۔ اس صورت میں نبی کے کان سنتے ہیں اور آنکھوں سے اللہ تعالیٰ نظر نہیں آتے۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شب معراج میں ہوا۔ دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ بواسطہ فرشتہ وحی کی جاتی ہے لیکن فرشتہ انسانی شکل میں متشکل ہو کر سامنے نہیں آتا، بلکہ

سورۃ الزخرف

آیتیں ۸۹ سورۂ زخرف مکی ہے رکوع ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۞ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞ وَاِنَّهٗ

روشن کتاب کی قسم ہے ○ ہم نے اسے عربی زبان میں قرآن بنایا ہے تاکہ تم سمجھو ○ اور

فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۞ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ

یہ کتاب لوح محفوظ میں ہمارے نزدیک بلند مرتبہ حکمت والی ہے ○ کیا تمہارے سمجھانے سے ہم اس لئے منہ پھیر لیں گے کہ

كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۞ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۞ وَمَا يَاْتِيْهِمْ

تم بے ہودہ لوگ ہو ○ اور پہلے لوگوں میں بھی ہم نے بہت سے نبی بھیجے ہیں ○ اور ان کے پاس

مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى

ایسا کوئی نبی نہیں آتا تھا جس سے وہ ٹھٹھا نہ کرتے تھے ○ پھر ہم نے ان میں بڑے زور والوں کو ہلاک کر دیا اور

مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۞ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ

پہلوں کی مثال گزر چکی ہے ○ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور کہیں گے کہ انہیں

الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۞ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا

زبردست جاننے والے نے پیدا کیا ہے ○ وہ جس نے زمین کو تمہارا بچھونا بنایا اور تمہارے لئے اس میں راستے بنائے

لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۞ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً

تاکہ تم راہ پاؤ ○ اور وہ جس نے آسمان سے ایک اندازے کے ساتھ پانی اتارا پھر ہم نے اس سے مردہ بستی کو

مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۞ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ

زندہ کیا تم بھی اسی طرح (قبروں سے) نکالے جاؤ گے ○ اور وہ جس نے ہر قسم کے جوڑے بنائے اور تمہارے لئے وہ کشتیاں

وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۞ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ

اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو ○ تاکہ ان کی پیٹھ پر چڑھ کر اپنے رب کا احسان یاد کرو

إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ﴿٢٧﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ

سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا سو وہی مجھے راہ دکھائے گا اور یہی بات اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گیا تاکہ وہ

يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُبِينٌ ﴿٢٩﴾

رجوع کریں بلکہ میں نے ان کو اور ان کے باپ دادوں کو خوب سامان دیا یہاں تک کہ ان کے پاس سچا قرآن اور صاف بتانے والا رسول آیا

وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ﴿٣٠﴾ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ

اور جب ان کے پاس سچا قرآن پہنچا تو کہنے لگے یہ جادو ہے اور ہم اس کو نہیں مانتے اور کہا کیوں نہ اترا یہ قرآن ان دونوں بستیوں کے

عَلَىٰ رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ﴿٣١﴾ أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا

کسی سردار بڑے آدمی پر کیا وہ اپنے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں ان کی روزی تو ہم نے

بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ

ان کے درمیان دنیا کی زندگی میں تقسیم کی ہے اور ہم نے بعض کے بعض پر درجے بلند کئے تاکہ ایک

بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٣٢﴾ وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ

دوسرے کو محکوم بنا کر رکھے اور آپ کے رب کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ

النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ

سب لوگ ایک طریقے کے ہو جائیں گے (کافر) تو ہم کر دیتے منکروں کے لیے ان کے گھروں کی چھت اور ان پر

وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ﴿٣٣﴾ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ ﴿٣٤﴾ وَزُخْرُفًا ۚ

چڑھنے کی سیڑھیاں چاندی کی اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت بھی چاندی کے کر دیتے جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں

وَإِنْ كُلُّ ذَٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٣٥﴾ ۴

اور سونے کے بھی اور یہ سب کچھ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور آخرت آپ کے رب کے ہاں پرہیزگاروں کے لئے ہے

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ﴿٣٦﴾ وَإِنَّهُمْ

اور جو شخص رحمٰن کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے تو ہم اس پر ایک شیطان متعین کر دیتے ہیں پھر وہ اس کا ساتھی رہتا ہے اور شیطان

لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ ﴿٣٧﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَنَا قَالَ

انہیں راستے سے روکتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ راست پر ہیں یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا

يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿٣٨﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ

اے کاش میرے تیرے درمیان مشرق و مغرب کی دوری ہوتی پس کیسا برا ساتھی ہے اور ہرگز تمہیں یہ بات

الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿٣٩﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي

ہرگز نفع نہ دے گی جبکہ تم نے ظلم کیا تھا بیشک تم سب عذاب میں شریک ہو کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں یا اندھوں کو راہ

الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٠﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿٤١﴾

دکھا سکتے ہیں اور جو صریح گمراہی میں ہیں پس اگر ہم آپ کو (دنیا سے) لے جائیں تو بھی ہم ان سے بدلہ لیں گے

اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿٤٢﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ

یا اگر ہم آپ کو وہ دکھا دیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے تو ہم ان پر قدرت رکھتے ہیں پھر آپ مضبوطی سے پکڑے رہیں اسے جو آپ کی طرف وحی

اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤٣﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ

کیا گیا ہے بیشک آپ سیدھے راستے پر ہیں اور بیشک وہ (قرآن) آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے ایک نصیحت ہے اور تم سب سے جلد ہی

تُسْئَلُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ

باز پرس ہوگی اور آپ ان سب پیغمبروں سے جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے پوچھئے کیا ہم نے رحمان کے سوا

الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰي بِاٰيٰتِنَآ اِلٰي فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

دوسرے معبود ٹھہرائے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تھا

فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿٤٧﴾

سو اس نے کہا کہ میں پروردگار عالم کا رسول ہوں پس جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیاں لایا تو وہ اس کی ہنسی اڑانے لگے

وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۫ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ

اور ہم ان کو جو بھی نشانی دکھاتے تھے تو وہ ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوتی تھی اور ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تاکہ

يَرْجِعُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا

باز آجائیں اور انہوں نے کہا اے جادوگر اپنے رب سے ہمارے لئے اس عہد سے جو تجھ سے اس نے کیا ہے دعا کر ہم ضرور

لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٤٩﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿٥٠﴾ وَنَادٰي فِرْعَوْنُ

راہ پر آجائیں گے پھر جب ہم نے ان سے عذاب ہٹا لیا تو اسی وقت عہد کو توڑ دیتے اور فرعون نے

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ

اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی

مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۝ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ

تو اسی وقت آپ کی قوم کے لوگ کھلکھلا کر ہنسنے لگے ۝ اور کہا کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ یہ تو صرف آپ سے

إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا

جھگڑنے کے لئے کرتے ہیں بلکہ وہ جھگڑالو ہی ہیں ۝ وہ تو ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لئے

لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ۝ وَإِنَّهُ

نمونہ بنایا تھا ۝ اور اگر ہم چاہیں تو تم ہی سے فرشتے پیدا کریں جو زمین میں تمہاری جگہ رہیں ۝ اور بلاشبہ

لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ

یعنی قیامت کی ایک نشانی ہے پس تم اس میں شبہ نہ کرو اور میری اتباع کرو یہی سیدھا راستہ ہے ۝ اور تمہیں شیطان نہ

الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ

روکنے پائے کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے ۝ اور جب عیسیٰ واضح دلیلیں لے کر آیا تو اس نے کہا میں تمہارے پاس

بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

دانائی کی باتیں لایا ہوں اور تاکہ تم پر بعض وہ باتیں واضح کر دوں جن میں تم اختلاف کرتے تھے پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو

إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ

بیشک اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے ۝ پھر لوگ ایک

الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ۝ هَلْ

دوسرے سے مختلف ہو گئے پس جنہوں نے ظلم کیا ان کے لئے دردناک دن کے عذاب سے خرابی ہے ۝ کیا

يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ الْأَخِلَّاءُ

وہ قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ ان پر اچانک آ جائے اور ان کو خبر بھی نہ ہو ۝ اس دن

يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ۝

دوست بھی آپس میں دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار لوگ ۝

افادات محمود:

مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا الخ

مسند احمد میں حضرت ابو امامہؓ سے یہ روایت منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما ضل قوم بعد هدی کانوا علیه الا اوتوا الجدل یعنی ہدایت ملنے کے بعد جو بھی قوم گمراہ ہوتی ہے آپس کے بے جا اختلافات اور لڑائی کی وجہ سے گمراہ ہوتی ہے۔ اسی طرح ابن جریرؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے ہاں تشریف لائے اور وہ لوگ قرآن کریم کی کسی آیت کے متعلق جھگڑ رہے تھے۔ تو آپ کے چہرہ انور پر غصہ کے آثار نمودار ہو گئے اور فرمایا کہ قرآن کریم کے متعلق اس طرح مباحثے نہ کرو کیونکہ گزشتہ قومیں اسی طرح اختلافات کی وجہ سے گمراہ ہوئیں اور پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ الخ

ایک توجیہ یہ ہے کہ علم متواتر مشہور قراءۃ میں بکسر العین و سکون اللام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی تشریف آوری قیامت کی پہچان ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ بن مریم حضرت امام مہدی (محمد) کی موجودگی میں تشریف لائیں گے۔ اس طور پر کہ فرشتے ان کو دمشق کی جامع مسجد کے منار پر لا چھوڑیں گے۔ مسلمان سیڑھی لگا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زمین پر اتاریں گے۔ ان کو نماز پڑھانے کی دعوت دی جائے گی لیکن وہ فرمائیں گے کہ امام مہدی ہی امامت کے فرائض سرانجام دیں گے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب عیسیٰ بن مریم تم میں نازل ہوں گے۔ "وامامکم منکم" یعنی اس وقت امام تم ہی لوگوں میں سے کوئی ہوگا۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے ایک شاذ قراءۃ میں لعلم للساعۃ منقول ہے۔ یعنی عین اور لام دونوں کے زبر کے ساتھ جو کہ علامت کے معنی میں ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ کا نزول قرب قیامت کی علامت ہے۔ بعض مفسرین کے ہاں "انہ" کی ضمیر قرآن کریم کی طرف راجع ہے یعنی یہ قرآن کریم قیامت کی علامت ہے۔ کیونکہ یہ آخری کتاب ہے اور آخری نبی پر نازل ہوئی ہے۔

الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ الخ

امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کی بڑی دوستی تھی اور یہ دونوں ہی بڑے مشہور مکہ کے تاجر تھے۔ عقبہ بن ابی معیط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا۔ اگرچہ وہ مسلمان نہ ہوا تھا لیکن مجلس میں جایا کرتا تھا۔ لوگوں میں یہ مشہور ہو گیا کہ عقبہ صابی ہو گیا۔ امیہ بن خلف نے عقبہ سے کہا کہ میرا اور آپ کا ایک دوسرے کو دیکھنا اس وقت تک حرام ہے کہ اگر تیری ملاقات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر تھوک نہیں دیتا (العیاذ باللہ) اس پر عقبہ نے کہا کہ یعنی ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پھر امیہ نے حضور کو شہید کرنے کی دھمکی دی۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں اسے حضور کے ہاتھوں مروا دیا۔ والتفصیل فی کتب التاریخ۔

يَصِفُونَ ۝ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝

جو وہ بتاتے ہیں ۸۲ تو آپ ان کو چھوڑ دیجئے کہ بک بک اور کھیل کرتے رہیں یہاں تک کہ ان کو اس دن سے سابقہ ہو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے ۸۳

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَآءِ إِلٰهٌ وَّفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۝ وَ

اور وہی ہے جو آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے اور وہی حکمت والا جاننے والا ہے ۸۴ اور

تَبٰرَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهُ عِلْمُ

وہ بڑا عالیشان ہے جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو ان دونوں کے درمیان ہے اور اسی کو قیامت کا علم ہے

السَّاعَةِ ۚ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ

اور اسی کی طرف تم سب لوٹ کر جاؤ گے اور جن کو یہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں انہیں تو شفاعت کا بھی اختیار نہیں

إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ

ہاں جن لوگوں نے حق بات کا اقرار کیا تھا اور وہ تصدیق بھی کرتے تھے اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ

اللّٰهُ فَأَنّٰى يُؤْفَكُونَ ۝ وَقِيلِهِ يٰرَبِّ إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُونَ ۝ فَاصْفَحْ

کہیں گے کہ اللہ نے، تو یہ کہاں الٹے چلے جا رہے ہیں اور ان کو رسول کے اس کہنے کی بھی خبر ہے کہ اے میرے رب یہ ایسے لوگ ہیں کہ ایمان نہ لائیں گے تو آپ

عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝

ان سے بے رخ رہئے اور یوں کہہ دیجئے کہ تم کو سلام، سو ان کو عنقریب معلوم ہو جائے گا ۸۹

افاداتِ محمود:

أَزْوَاجُكُمْ الخ ازواج سے یا تو دوست مراد ہیں یا حوریں یا دنیا کی بیویاں جو نکاح میں ہیں۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ الخ صحاف سے مراد کھانے کے برتن ہیں۔ یہاں برتنوں کا ذکر کیا گیا جن ماکولات و مشروبات کا ذکر نہیں ہوا کیونکہ نعمات کی فہرست بہت طویل ہے۔

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ الخ جب اہل جہنم داروغہ جہنم کو پکاریں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں موت دے دے تاکہ اس مصیبت سے جان چھوٹے تو ایک ہزار سال گزر جائیں گے اور ان کی طرف کوئی التفات نہ ہوگا۔ پھر ایک ہزار سال کے بعد یہ جواب ملے گا۔ إِنَّكُمْ مّٰكِثُونَ تم ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہو گے نکلنے کی کوئی صورت نہیں۔

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَأَنَا أَوَّلُ الْعٰبِدِينَ ۝ یہ قضیہ شرطیہ ہے اور قضیہ شرطیہ میں مقدم کا متحقق ہونا شرط نہیں ہے۔ اس آیت کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اگر تمہارے خیال کے مطابق اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں اس

سب سے پہلے اس کی عبادت کرتا، کیونکہ جیسا مجھ کو قرب خداوندی حاصل ہے اور سب سے زیادہ احسن طریقے سے حقوق اللہ بجا لاتا ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ کے بیٹے کے حقوق بھی میں ہی سب سے زیادہ اور سب سے اچھے طریقے پر بجا لاتا، لیکن اس کا بیٹا ہے ہی نہیں تو میں عبادت بھی اللہ کے سوا کسی اور کی نہیں کرتا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ان نافیہ ہے معنی یہ ہے کہ رحمٰن کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ فَأَنَا سے آگے جملہ مستانفہ ہے یعنی میں اسی اللہ کی عبادت کرتا ہوں، لیکن پہلی توجیہ اقرب الی الصواب والسیاق ہے کیونکہ اس میں الزام ظاہر ہے۔ واللہ اعلم

سُورَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ

آیتیں ۵۹ — سورۃ دخان مکی ہے — رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۞ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۞ فِيْهَا

روشن کتاب کی قسم ہے ۞ ہم نے اسے ایک برکت والی رات میں نازل کیا ہے بیشک ہم ہیں ڈرانے والے ۞ اس میں

يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۞ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۚ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۞ رَحْمَةً

ہر حکمت والی بات طے کی جاتی ہے ۞ ہمارے پاس سے حکم ہو کر کیونکہ ہمیں رسول بھیجنا منظور تھا ۞ آپ کے پروردگار کی

مِّنْ رَّبِّكَ ۚ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۞ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ

رحمت سے بیشک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے ۞ آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے

اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۞ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۞

اگر تم یقین کرنے والے ہو ۞ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی

بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۞ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۞ يَّغْشَى

بلکہ وہ شک میں کھیل رہے ہیں ۞ سو آپ اس دن کا انتظار کیجئے کہ آسمان کی طرف سے ایک نظر آنے والا دھواں ۞ ان لوگوں

النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۞ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۞ اَنّٰى لَهُمُ

کو چھا لے گا یہ دردناک عذاب ہے ۞ اے ہمارے رب ہم سے یہ عذاب دور کر دے ہم یقیناً ایمان لے آئیں گے ۞ ان کو نصیحت کہاں

الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۞ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۞

سمجھ ہوتی ہے حالانکہ ان کے پاس کھول کر بیان کرنے والا رسول آ چکا ہے ۞ پھر اس سے منہ پھیر گئے اور کہا کہ سکھایا ہوا دیوانہ ہے ۞

اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ۞ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ

ہم اس عذاب کو تھوڑی مدت کے لئے ہٹا دیں گے تم پھر اسی حالت پر آنے والے ہو ۞ جس دن ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے

اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ۞ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ۞

بیشک ہم بدلہ لینے والے ہیں ۞ اور ان سے پہلے ہم فرعون کی قوم کو آزما چکے ہیں اور ان کے پاس ایک معزز رسول آیا تھا ۞

أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٨﴾ وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَى اللّٰهِ
کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالہ کر دو بیشک میں تمہارے لئے ایک امانتدار رسول ہوں۞ اور یہ کہ اللہ کے خلاف سرکشی نہ کرو
إِنِّي آتِيكُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿١٩﴾ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ ﴿٢٠﴾ وَإِنْ
میں تمہارے پاس کھلی ہوئی دلیل لایا ہوں۞ اور بیشک میں نے اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لی ہے اس بات سے کہ تم مجھے سنگسار کرو۞ اور اگر
لَمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ﴿٢١﴾ فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُجْرِمُونَ ﴿٢٢﴾ فَأَسْرِ بِعِبَادِي
تم میری بات پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ۞ پس اس نے اپنے رب کو پکارا کہ یہ تو مجرم لوگ ہیں۞ حکم ہوا کہ میرے بندوں کو
لَيْلًا إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ ﴿٢٣﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُغْرَقُونَ ﴿٢٤﴾ كَمْ تَرَكُوا
رات کے وقت لے کر نکل جاؤ کہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا۞ اور سمندر کو ٹھہرا ہوا چھوڑ دے بیشک وہ لشکر ڈوبنے والے ہیں۞ کتنے چھوڑ گئے انہوں نے
مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٢٥﴾ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٢٦﴾ وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ ﴿٢٧﴾
باغات اور چشمے چھوڑ گئے ہیں۞ اور کھیتیاں اور عمدہ مقام۞ اور نعمت کے سازوسامان جس میں وہ مزے کیا کرتے تھے۞
كَذٰلِكَ ۖ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ﴿٢٨﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا
اسی طرح ہوا اور ہم نے ان کا ایک دوسری قوم کو وارث کر دیا۞ پس ان پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین اور
كَانُوا مُنْظَرِينَ ﴿٢٩﴾
نہ ان کو مہلت دی گئی۞

افادات محمود:

سوائے ایک آیت کے تمام سورت مکی ہے۔ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا الخ

مسند داری میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

من قرأ سورة الدخان ليلة الجمعة اصبح مغفورا له وزوج من الحور العين.

جس شخص نے جمعہ کی رات سورۂ دخان کی تلاوت کی وہ اس حال میں صبح کرے گا کہ وہ مغفور ہوگا اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے اس کی شادی کی جائے گی۔

ایک اور روایت میں ہے جو شخص جمعہ کی رات سورہ دخان پڑھ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل تیار فرما دیتے ہیں۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ الخ حضرت عکرمہؓ سے منقول ہے کہ اس سے وہ شب برأت مراد ہے جو کہ شعبان کی پندرھویں رات کو ہوتی ہے۔ شب برأت کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ امام منذری نے

الترغیب والترہیب میں حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو قوموا لیلھا وصوموا نہارھا یعنی رات کو قیام کرو اور آگے دن کا روزہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ غروب آفتاب کے بعد آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور ندا دیتے ہیں کہ ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ اس کو معاف کروں؟ ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ اسے رزق عطا کروں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن آیت مبارکہ میں "لیلۃ مبارکۃ" سے لیلۃ القدر مراد لینا جو کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔ یہ اقرب الی سیاق الکلام ہے یعنی کلام کے سیاق و سباق سے قریب تر ہے اور یہی جمہور کا مسلک ہے کیونکہ قرآن کریم یکلخت پورا کا پورا لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر لیلۃ القدر میں نازل ہوا تھا اور وہاں سے ۲۳ سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا حسب موقع نازل ہوتا رہا۔ لیلۃ القدر کو لیلۃ القدر اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ قدر کے معنی اندازہ کے ہیں اور اسی رات میں آئندہ سال کا میزانیہ اور بجٹ تیار کیا جاتا ہے یا اس وجہ سے کہ قدر کے معنی کسی چیز کی قدر دانی کے ہیں۔ یہ رات بھی اللہ کے ہاں بڑی قدر و منزلت کی ہے۔ یا اس وجہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ قدر کے معنی تنگی کے ہیں۔ اس رات اتنے فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ زمین پر پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں ہوتی۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾ الخ

اس آیت کے متعلق صحابہ کرامؓ کے دو قول مشہور ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ یہ دخان قرب قیامت میں ہوگا۔ ایک صحیح حدیث میں جن دس علامات قیامت کو بیان فرمایا گیا ہے۔ ان میں دخان بھی ہے اور ایک ضعیف روایت میں ہے کہ یہ دھواں چالیس دن تک رہے گا۔ حضرت ابن مسعودؓ اور بہت سے تابعین کی رائے یہ ہے کہ دخان کا قصہ ماضی میں گزر چکا ہے۔ چنانچہ امام مسروقؒ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ ہم کوفہ کی جامع مسجد میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک شخص سورۂ دخان کی مذکورہ آیت کے متعلق لوگوں کو بتا رہا تھا کہ یہ دخان قرب قیامت میں نمودار ہوگا۔ واپسی پر ہم نے حضرت ابن مسعودؓ سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ وہ لیٹے ہوئے تھے۔ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا ہے "قل ما اسئلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین" آپ کہہ دیجئے کہ میں تم لوگوں سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت نہیں مانگتا اور میں تکلف کرنے والوں سے نہیں ہوں۔ اور یہ بھی علم ہے کہ اگر انسان کسی چیز کو نہ جانتا ہو تو کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔ اصل بات یہ ہے کہ جب قریش اسلام لانے میں سبقت کرنے کی بجائے پیچھے رہ گئے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی پر اتر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بد دعا کی اللھم اعنی علیھم بسبع کسبع یوسف یعنی اے اللہ ان پر ایسا قحط مسلط کر دے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں سات سال پڑا تھا۔ چنانچہ بارشیں بند ہو گئیں اور باہر سے غلہ سپلائی کرنے والا بھی مسلمان ہو گیا۔ اس نے بھی غلہ کی سپلائی بند کر دی۔ اہل مکہ اس قدر محتاج اور بے بس ہو گئے کہ ہڈیاں اور مردار کھاتے رہے۔ پھر ان لوگوں کی الحاح و زاری کی

ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو بارش ہوگئی، لیکن وہ لوگ جیوں کے توں رہے۔ مسلمان نہ ہوئے۔ جب بارش بھی بند ہو اور انسان شدت بھوک سے نڈھال ہو تو جب آسمان کی طرف دیکھتا ہے تو اسے دھواں ہی دھواں نظر آتا ہے جیسا کہ مشاہدہ و تجربہ ہے۔ لہٰذا آیت میں دخان سے یہی دھواں مراد ہے۔

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ الخ فرعونیوں کا کوئی نیک عمل نہ تھا جس کے فراق میں آسمان اور زمین روتیں۔ حضرت ابن عباسؓ و مجاہد وغیرہ سے منقول ہے کہ مسلمان کے مرنے پر آسمان و زمین چالیس دن تک روتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر شخص کے لیے آسمان میں دو دروازے ہیں۔ ایک سے اس کا رزق اترتا ہے اور دوسرے سے اس کے اعمال چڑھتے ہیں۔ جب یہ فوت ہو جاتا ہے تو وہ دروازے روتے ہیں اور اسی طرح زمین کے جن ٹکڑوں کو اس نے اپنی عبادت سے آباد کر رکھا تھا جیسے نماز، تلاوت، ذکر اللہ وغیرہ۔ الغرض جو بھی عبادت کی ہوتی تھی۔ اس کے مرنے پر وہ عبادات چھوٹ جاتی ہیں تو زمین کے وہ حصے روتے ہیں جہاں وہ شخص عبادت کرتا تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ آسمان کا رونا یہ ہے کہ وہ غیر معتاد طور پر سرخ ہو جاتا ہے۔

سے منقول ہے لا تسبوا تبعاً فانہ قد کان قد اسلم یعنی تبع کو برا مت کہو کیونکہ وہ نیک آدمی تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص پہلے کافر تھا لیکن بعد میں حضرت موسیٰ کے دین کو تسلیم کرتے ہوئے مسلمان ہو گیا تھا کیونکہ جب یہود کے علماء نے اس کو مدینہ منورہ کے فضائل بتائے اور یہ ذکر کیا کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ہجرت فرمائیں گے تو تبع نے اس وقت دو شعر کہے تھے اور مدینہ والوں کے حوالے کیے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر ان کو نسلاً بعد نسلٍ محفوظ رکھا جائے وہ شعر یہ ہیں:

شهدت على احمد انه رسول من الله بارى النسم

فلو مد عمرى الى عمره لكنت وزيرا له وابن عم

وجاهدت بالسيف اعداءه

وفرجت عن صدره كل غم

میں نے گواہی دی حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہ وہ اس اللہ کے رسول ہیں جو مخلوق کو پیدا کرنے والا ہے۔ اگر میری عمر آپ کی تشریف آوری کے زمانہ تک رہی تو میں آپ کا وزیر اور بھائی ہوں گا اور آپ کے دشمنوں کے ساتھ تلوار سے جہاد کروں گا اور آپ کے سینہ مبارک سے ہر غم کو دور کروں گا۔

تبع نے اپنی قوم پر ۳۲۰ سال حکومت کی۔ اتنی طویل مدت اور کسی تبع کے دور اقتدار کی نہیں ہے۔ یہود شروع میں اس آیت کو سن کر بہت خوش ہوئے تھے کہ قرآن کریم میں ہمارے بادشاہ اور قوم کا ذکر آیا ہے لیکن ان لوگوں نے "اَهْلَكْنٰهُمْ" پر نظر نہیں رکھی۔ یاد رہے کہ اس آیت میں قوم کی نافرمانی و ہلاکت کا ذکر ہے، لیکن خود تبع کو معذب لوگوں میں شامل نہیں کیا گیا۔ یمن کے لوگ بہت نرم دل تھے قبول حق میں بہت جلدی اور سبقت کرتے تھے۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

الایمان یمان والحکمة یمانیة الخ یعنی ایمان حقیقت میں یمن والوں کا ایمان ہے اور حکمت بھی یمن والوں کی حکمت ہے۔ واللہ اعلم

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْأَثِيمِ ﴿٤٤﴾ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ﴿٤٥﴾

بے شک تھوہر کا درخت ○ گنہگار کا کھانا ہے ○ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں کھولے گا ○

كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ﴿٤٦﴾ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ

جیسے کھولتا ہوا پانی کھولتا ہے ○ اسے پکڑو اور گھسیٹتے ہوئے دوزخ کے درمیان تک لے جاؤ ○ پھر اس کے سر پر عذاب کا

عَذَابِ الْحَمِيمِ ﴿٤٨﴾ ذُقْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ﴿٤٩﴾ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنتُم بِهِ

کھولتا ہوا پانی ڈالو ○ چکھ بے شک تو بڑا عزت والا بزرگی والا ہے ○ بے شک یہی ہے جس کی نسبت تم

تَمْتَرُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ﴿٥١﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٢﴾ يَلْبَسُونَ

شک کیا کرتے تھے ○ بے شک پرہیزگار امن کی جگہ میں ہوں گے ○ باغوں اور چشموں میں ○ باریک اور گاڑھا ریشم

مِن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٥٣﴾ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ يَدْعُونَ

پہنیں گے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے ○ یہی ہوگا اور ہم ان کا نکاح بڑی آنکھوں والی حوروں سے کر دیں گے ○ وہاں ہر

فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ

قسم کا میوہ اطمینان سے طلب کریں گے ○ وہاں پہلی موت کے سوا اور موت کا مزہ نہ چکھیں گے

وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٥٧﴾ فَإِنَّمَا

اور انہیں اللہ دوزخ کے عذاب سے بچا لے گا ○ یہ آپ کے رب کا فضل ہوگا یہی بڑی کامیابی ہے ○ اس

يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٨﴾ فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ ﴿٥٩﴾

قرآن کو ہم نے آپ کی زبان میں آسان کر دیا تاکہ وہ سمجھیں ○ سو آپ انتظار کیجئے بے شک وہ بھی انتظار کر رہے ہیں ○

افاداتِ محمود:

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ

زقوم کا اصل حال تو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں لیکن ظاہر نصوص سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہنم میں ایک درخت ہوگا جس سے جہنمی لوگ کھائیں گے۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ جب زقوم کا تذکرہ آیا تو بہت سے لوگ گمراہ ہو گئے اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تمہارا ساتھی (حضرت محمدؐ) تو کہہ رہے ہیں کہ جہنم میں درخت ہوگا حالانکہ آگ تو درختوں کو جلا کر ختم کر دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "انها شجرة تخرج في اصل الجحيم" یعنی اس کی تخلیق آگ سے ہوگی اور اس کی پرورش بھی آگ سے ہوگی اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ذرا

ہمارا مدعا نہیں ہے کہ درخت کی جڑ اگ آئی ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس درخت کی شاخیں تمام جہنم میں پھیلی ہوئی ہوں گی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جنت میں طوبیٰ نامی درخت ہوگا اور اس کی شاخیں جنت کے تمام محلات اور بالا خانوں میں ہوں گی۔

حضرت سعید ابن جبیرؓ سے منقول ہے کہ جب جہنمیوں کو بھوک لگے گی اور بھوک کی شکایت کریں گے تو انہیں زقوم کھلایا جائے گا جس سے ان کے چہرے مسخ ہو جائیں گے۔ پھر جب ان کو پیاس لگے گی تو کھولتا ہوا پانی ان کو دیا جائے گا جس کی تپش سے ان کے چہروں کا گوشت اتر جائے گا اور جب پیٹ میں اترے گا تو انتڑیاں باہر آ جائیں گی۔ (اخرجہ ابن شیبہ)

بہر حال زقوم نہایت ہی کڑوا درخت ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس آیت کی تلاوت فرمائی تو فرمایا خدا سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ زقوم اتنا کڑوا ہے کہ اس کا ایک قطرہ اگر دنیا کے سمندروں میں ڈال دیا جائے تو لوگوں کی زندگی اجیرن ہو جائے گی تو جن لوگوں کی غذا ہی یہ ہو ان کے متعلق آپ لوگوں کا کیا خیال ہے؟

كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ

بعض نے کہا ہے کہ یہ مہل جوشاں تیل ہے۔

پارہ ۲۵ ﴿سُورَةُ الْجَاثِيَةِ﴾ مکیۃ

آیتیں ۳۷ سورۂ جاثیہ مکی ہے رکوع ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ بیشک آسمانوں اور زمین میں

لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝

ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور (نیز) تمہارے پیدا کرنے میں اور جانوروں کے پھیلانے میں یقین والوں کے لئے نشانیاں ہیں

وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ

اور (نیز) رات اور دن کے بدل کر آنے میں اور اس میں جو اللہ نے آسمان سے رزق (پانی) نازل کیا پھر اس کے

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ

ذریعے سے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد زندہ کیا اور ہواؤں کے بدل کر لانے میں سمجھداروں کے لئے نشانیاں ہیں۔ یہ اللہ کی آیات ہیں

نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَيْلٌ

جو ہم آپ کو بالکل ٹھیک پڑھ کر سناتے ہیں سو اللہ اور اس کی آیات کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔ بڑی خرابی

لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ

جھوٹے گنہگار کے لئے خرابی ہے۔ جو آیات الٰہی سنتا ہے جو اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر ناحق تکبر کی وجہ سے اصرار کرتا ہے گویا کہ اس نے

يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۚ

ان کو سنا ہی نہیں سو اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو۔ اور جب ہماری آیتوں میں سے کسی کو جان لیتا ہے تو اس کی ہنسی اڑاتا ہے

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا

انہیں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ ان کے سامنے جہنم ہے اور جو کچھ انہوں نے کمایا تھا ان کے کچھ بھی کام

شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ هٰذَا

نہ آئے گا اور نہ وہ جنہیں اللہ کے سوا انہوں نے کارساز بنا رکھا تھا اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ یہ (قرآن)

هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّن رِّجْزٍ أَلِيمٌ ﴿١١﴾ اللَّهُ الَّذِي

یہ ہدایت ہے اور جو اپنے رب کی آیتوں کے منکر ہیں ان کے لیے سختی والا دردناک عذاب ہے ○ اللہ ہی ہے جس نے

سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ

تمہارے لیے سمندر کو تابع کر دیا تاکہ اس میں اس کے حکم سے جہاز چلیں اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم اس کا

تَشْكُرُونَ ﴿١٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

شکر کرو ○ اور اس نے آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں کو اپنے فضل سے تمہارے کام پر لگا دیا ہے بیشک اس میں

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٣﴾ قُل لِّلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ

فکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں ○ ان سے کہہ دو جو ایمان لائے کہ انہیں معاف کر دیں جو امید نہیں رکھتے اللہ کے (عذاب) کے

أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ

دنوں کی امید نہیں رکھتے تاکہ وہ ایک قوم کو جو وہ کرتے رہے اس کا بدلہ دے ○ جو کوئی نیک کام کرتا ہے وہ اپنے ہی لیے کرتا ہے

وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۖ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

اور جو کوئی برا کرتا ہے تو اپنے سر پر وبال لیتا ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے ○ اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو

الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾

کتاب اور حکومت اور نبوت دی تھی اور ہم نے پاکیزہ چیزوں سے روزی دی اور ہم نے انہیں جہان والوں پر بزرگی دی ○

وَآتَيْنَاهُم بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ ۖ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا

اور انہیں دین کے کھلے احکام بھی دیے پھر انہوں نے اختلاف کیا تو علم آنے کے بعد محض آپس کی

بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٧﴾ ثُمَّ

ضد سے بیشک آپ کا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا جس چیز میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے ○ پھر

جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨﴾

ہم نے آپ کو دین کے ایک صاف رستہ پر مقرر کر دیا سو آپ اسی کی پیروی کیجیے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کیجیے جو علم نہیں رکھتے ○

إِنَّهُمْ لَن يُغْنُوا عَنكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۖ

کیونکہ وہ اللہ کے سامنے آپ کے کچھ بھی کام نہ آئیں گے اور بیشک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٩﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿٢٠﴾

اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کا دوست ہے ۞ یہ قرآن لوگوں کے لئے بصیرت اور ہدایت ہے اور یقین کرنے والوں کے لئے رحمت ہے ۞

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کیا گناہ کرنے والوں نے سمجھ لیا ہے کہ ہم ان کو ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کے برابر

الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٢١﴾ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ

کر دیں گے ان کا جینا اور مرنا برابر ہے وہ بہت ہی برا فیصلہ کرتے ہیں ۞ اور اللہ نے آسمانوں

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٢﴾ اَفَرَءَيْتَ

اور زمین کو ٹھیک ٹھیک پیدا کیا ہے اور تاکہ ہر نفس کو اس کا بدلہ دیا جائے جو اس نے کمایا ہے اور ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا ۞ بھلا آپ نے

مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ

اس کو بھی دیکھا جو اپنی خواہش کو معبود بنا لیا اور اللہ نے باوجود سمجھ کے اسے گمراہ کر دیا اور اس کے کان اور دل پر مہر کر دی اور اس کی

عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ۭ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَقَالُوْا

آنکھوں پر پردہ ڈال دیا پھر اللہ کے بعد اسے کون ہدایت کر سکتا ہے پھر تم کیوں نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں

مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ

ہماری یہی دنیا کا جینا ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہمیں ہلاک کرتا ہے حالانکہ نہیں

بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿٢٤﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا

ان کو کچھ بھی حقیقت معلوم نہیں محض خیالی دوڑاتے ہیں ۞ اور جب انہیں ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں

كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ

تو سوائے اس کے ان کی اور کوئی دلیل نہیں ہوتی کہتے ہیں ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے ہو ۞ کہہ دو اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

پھر تمہیں مارتا ہے پھر وہی تم سب کو قیامت میں جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر آدمی

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ

نہیں جانتے ۞ اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن

يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ ﴿٢٧﴾ وَتَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا

جھٹلانے والے خسارے میں پڑیں گے۔ اور آپ ہر ایک جماعت کو دیکھیں گے کہ زانو کے بل گر پڑیں گے ہر ایک جماعت اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلائی جاوے گی

الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٨﴾ هَٰذَا كِتَابُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُم بِالْحَقِّ

آج تم کو تمہارے کئے کا بدلہ دیا جاوے گا۔ یہ ہمارا دفتر ہے جو تمہارے مقابلہ میں ٹھیک ٹھیک بول رہا ہے

إِنَّا كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٩﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

ہم تمہارے اعمال کو لکھواتے جاتے تھے۔ سو جو لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے اچھے کام کئے تھے

فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِي رَحْمَتِهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ﴿٣٠﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا

تو ان کو ان کا رب اپنی رحمت میں داخل کرے گا یہ صریح کامیابی ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا (ان سے کہا جاوے گا)

أَفَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا قِيلَ إِنَّ

کیا تمہیں میری آیتیں پڑھ پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں سو تم نے تکبر کیا تھا اور تم بڑے مجرم لوگ تھے۔ اور جب کہا جاتا تھا کہ

وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُم مَّا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ

اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں تو تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے

إِن نَّظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِينَ ﴿٣٢﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا

ہم تو محض ایک خیال سا کرتے ہیں اور ہم کو یقین نہیں۔ اور (اس روز) ان پر ان کے تمام برے اعمال ظاہر ہو جاویں گے

وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٣﴾ وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسَاكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ

اور جس کے ساتھ وہ استہزاء کیا کرتے تھے وہ ان کو آ گھیرے گا۔ اور کہا جاوے گا کہ آج ہم تم کو بھلائے دیتے ہیں جیسا تم نے

لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٣٤﴾ ذَٰلِكُم

اپنے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ یہ اس لئے کہ

بِأَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَغَرَّتْكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا

تم نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی ہنسی اڑائی تھی اور تم کو دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا۔ سو آج نہ

يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٣٥﴾ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَرَبِّ

تو یہ لوگ دوزخ سے نکالے جاویں گے اور نہ ان سے خدا کی خفگی کا تدارک چاہا جاوے گا۔ سو تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو آسمانوں کا رب ہے

الْأَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
زمین کا رب سارے جہانوں کا رب ہے۔ اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی عزت ہے اور وہی زبردست
الْحَكِيْمُ ۝
حکمت والا ہے۔

ع

افادات محمود:

وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ الخ

دہری بھی ایک نظریاتی قوم ہیں۔ ان کا نظریہ یہ ہے کہ کائنات میں جو تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں یہ رات اور دن کے اتفاقی رفتار و جریان کا نتیجہ اور بے جان مادہ کی اضطراری حرکت کا شاخسانہ ہے، لیکن یہ رائے نہایت ہی کمزور ہے۔ کیونکہ کوئی مادہ پرست احمق اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ چھوٹے سے چھوٹا مکان بغیر کسی معمار کے تیار ہو سکتا ہے تو اتنا بڑا آسمان اور اتنی بڑی زمین پھر ساری کی کائنات خود بخود کیسے وجود میں آ گئی۔ چونکہ یہ لوگ ہر کام زمانہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس وجہ سے دہری کہلاتے ہیں۔ بعض لوگ انسانوں کے برے اعمال دیکھ کر یا دہریوں کی طرح اعتقادی طور پر زمانہ کو برا کہتے ہیں۔ حدیث قدسی ہے کہ زمانہ کو برا مت کہو میں خود زمانہ ہوں۔ یعنی رات کو دن سے اور دن کو رات سے تبدیل کرنے والا تو میں ہی ہوں۔ لہٰذا زمانہ کو برا کہنا حقیقت میں مجھ کو برا کہنا ہے۔ (العیاذ باللہ)

ان لوگوں کا ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ موت کے بعد حیات اور بعث نہیں ہے۔ وہ مرنے کے بعد جس زندگی کا تصور کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ انسان مرجاتا ہے تو اس کی جگہ اس کی اولاد لے لیتی ہے اور اسی طرح گویا اولاد اور پھر اولادوں کی اولاد کے روپ میں وہ بھی زندہ رہتا ہے لیکن یہ نظریہ تمام آسمانی مذاہب کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ہی نامعقول ہے۔

سُوْرَۃُ الْاَحْقَافِ مَکِّیَّۃٌ ۴۶

آیتیں ۳۵ — سورۂ احقاف مکی ہے — رکوع ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۲ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

یہ کتاب اللہ کی طرف سے اتاری گئی ہے جو غالب حکمت والا ہے ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو ان دونوں کے

وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝۳

درمیان ہے کسی مصلحت ہی سے اور ایک خاص وقت تک کے لئے پیدا کیا ہے اور کافروں کو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ

کہو بھلا بتاؤ تو سہی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کونسی چیز پیدا کی ہے یا

لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ

آسمانوں میں ان کا کوئی حصہ ہے میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کوئی علم جو آتا ہو لاؤ اگر تم

صٰدِقِيْنَ ۝۴ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى

سچے ہو ○ اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ایسے کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کے

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۵ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً

پکارنے کا جواب نہ دے سکے اور انہیں ان کے پکارنے کی خبر بھی نہ ہو ○ اور جب لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے

وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۶ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور ان کی عبادت سے منکر ہوں گے ○ اور جب ان پر ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کافر حق کو کہتے ہیں

لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا

جب وہ ان کے پاس آ گیا کہ یہ تو کھلا جادو ہے ○ کیا وہ کہتے ہیں کہ آپ نے اسے خود بنا لیا ہے کہہ دو اگر میں نے اسے خود بنا لیا ہے

تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا

تو تم مجھے اللہ سے بچانے کی کچھ بھی طاقت نہیں رکھتے وہی خوب جانتا ہے جو باتیں تم اس میں بناتے ہو میرے اور تمہارے درمیان

وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِن

اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ اُف ہے تم پر کیا تم مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی اُمتیں

قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَٰذَا

گزر چکیں اور وہ دونوں خدا سے فریاد کرتے (اور کہتے) کہ کمبخت ایمان لا خدا کا وعدہ تو سچا ہے تو کہنے لگا یہ

إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ

تو پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں ان کے حق میں بھی ان امتوں کے ساتھ عذاب کا وعدہ پورا ہو کر رہا

مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا

جو ان سے پہلے جنوں اور انسانوں میں سے گزر چکی ہیں بیشک وہ نقصان اٹھانے والے تھے اور ہر ایک کے لئے درجے

عَمِلُوا وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا

اعمال کے مطابق درجے ہیں تاکہ خدا ان کو ان کے اعمال کا پورا بدلہ دے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا اور جس دن کافر دوزخ کے سامنے

عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ

لائے جائیں گے (تو کہا جائے گا کہ) تم اپنی دنیا کی زندگی میں لذتیں حاصل کر چکے اور ان سے متمتع ہو چکے سو آج تم کو

عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَفْسُقُونَ ۝

ذلت کا عذاب دیا جائے گا یہ اس کی سزا ہے کہ تم زمین میں ناحق غرور کیا کرتے تھے اور اس کی کہ بدکرداری کرتے تھے

وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ

اور (قوم) عاد کے بھائی (ہود) کو یاد کرو کہ جب انہوں نے اپنی قوم کو سرزمین احقاف میں ڈرایا اور ان سے پہلے اور پیچھے بھی

وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

ڈرانے والے گزر چکے تھے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو مجھے تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا ڈر لگتا ہے

قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ آلِهَتِنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھیر دو اگر سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو اسے ہم پر لے آؤ

قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ وَأُبَلِّغُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ۝

انہوں نے کہا کہ (اس کا) علم تو خدا ہی کو ہے اور میں تو جو (احکام) دے کر بھیجا گیا ہوں وہ تمہیں پہنچا رہا ہوں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی کر رہے ہو

فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا

پھر جب انہوں نے اس کو دیکھا کہ ایک ابر ہے جو ان کے میدانوں کی طرف بڑھا چلا آرہا ہے کہنے لگے کہ یہ تو ابر ہے جو ہم پر برسے گا نہیں

اسْتَعْجَلْتُم بِهِ ۖ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٤﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا

بلکہ یہ وہی ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے وہ ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے ہلاک کر دے گی پس وہ لوگ

لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا إِن

ایسے ہو گئے کہ بجز ان کے گھروں کے کچھ نظر نہ آتا تھا ہم مجرم لوگوں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں اور ہم نے ان لوگوں کو

مَّكَّنَّاكُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ

ان باتوں میں قدرت دی تھی کہ تم کو ان باتوں میں قدرت نہیں دی اور ہم نے ان کو کان اور آنکھیں اور دل دیئے تھے پھر نہ تو ان کے کان ان کے کام آئے

وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُم مِّن شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَحَاقَ

اور نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل کچھ بھی کام آئے جبکہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے رہے اور ان کو

بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٢٦﴾ ع

جس عذاب کا وہ ٹھٹھا کیا کرتے تھے اسی نے ان کو آ گھیرا

افاداتِ محمود:

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ الخ

جب ایک صحابی نے حضورؐ سے پوچھا کہ میرے احسان کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا تیری والدہ۔ دوبارہ اور سہ بارہ بھی آپؐ نے یہی جواب ارشاد فرمایا اور چوتھی بار والد کا ذکر فرمایا۔ اسی طرح مذکورہ آیت میں والد کا ذکر ایک جگہ اور والدہ کا ذکر تین بار آیا ہے۔ یا یوں سمجھو کہ بِوَالِدَيْهِ میں والد اور والدہ دونوں کا ذکر ہے۔ پھر حَمَلَتْهُ میں صرف والدہ کا ذکر ہے۔ پھر وَضَعَتْهُ میں بھی صرف والدہ کا ذکر ہے۔ قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي الخ صحابہ کرامؓ میں سے یہ خصوصیت صرف صدیق اکبرؓ ہی کو حاصل ہے کہ خود، میاں بیوی مسلمان، والدین مسلمان اور بچے بھی مسلمان تھے اور شانِ صدیقیت کے شایانِ شان بھی یہی تھا۔

بِالْأَحْقَافِ یعنی حضرت ہودؑ نے اپنی قوم کو جو تبلیغ فرمائی تھی وہ یمامہ، بحرین، حضرموت اور مغربی یمن کے علاقے تھے۔

كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ

لائے جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا یہ امر واقعی نہیں ہے کہیں گے کیوں نہیں قسم اپنے رب کی ارشاد ہوگا تو اب

بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٤﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل

اپنے کفر کے بدلہ میں اس کا عذاب چکھو○ پھر صبر کر جیسا کہ عالی ہمت رسولوں نے کیا ہے اور ان کے لئے جلدی نہ کر

لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ

گویا کہ وہ جس دن عذاب دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (تو انہیں ایسا معلوم ہوگا) کہ ایک دن میں سے ایک گھڑی بھر رہے تھے

إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٥﴾

آپ کا کام پہنچا دینا تھا سو کیا نافرمان لوگوں کے سوا اور کوئی ہلاک ہوگا○

ع ۴

افادات محمود:

فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا

قرآن کریم کے نزول سے پہلے جن ایک دوسرے کے اوپر بیٹھتے اور پہاڑی اور سفر آسمان تک پہنچ جاتے تھے۔ وہاں مستقبل میں پیش آنے والے امور سے متعلق فرشتوں کی کوئی ایک آدھ بات سن لیتے تھے جو سچ اور واقع کے موافق ہوتی تھی، لیکن ساتھ ہی وہ دس جھوٹ بھی ملا لیتے تھے۔ پھر نجومیوں اور کاہنوں کی حیثیت سے لوگوں کو مستقبل کے متعلق پیشگوئیاں کرتے تھے اور لوگ اعتماد کر لیتے تھے۔ جب نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو وحی کو ملاوٹ کے تردد اور شک سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنوں کے آسمانوں پر آمدورفت کا سلسلہ ختم کر دیا۔ ان لوگوں نے ابلیس سے سوال کیا کہ آسمانوں پر ہماری آمدورفت ختم کر دی گئی ہے۔ اس کا کیا سبب ہو سکتا ہے۔ ابلیس نے جنوں کے مختلف گروہ اور جماعتیں آفاق میں روانہ کر دیے کہ پابندی کا سبب معلوم ہو سکے۔ بقول حضرت ابن عباسؓ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوق عکاظ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ آپؐ نے ایک جگہ صحابہ کرامؓ کو فجر کی نماز پڑھائی۔ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن کریم سن لیا اور آپس میں کہنے لگے کہ یہی وہ کلام ہے جس کی وجہ سے ہم لوگوں پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ یہ جن قرآن کریم سن کر واپس چلے گئے۔ حضورؐ سے کوئی ملاقات یا گفتگو نہیں ہوئی لیکن حضورؐ کو ایک درخت نے بتلا دیا کہ آج جنوں نے آپ سے قرآن سنا ہے۔ اس کے بعد وہ آپ کے پاس آتے رہے۔ وہ خود بھی مسلمان ہو گئے اور ہزاروں جنوں اور بعض انسانوں کو بھی جنات ہی کے ذریعہ اسلام نصیب ہوا۔

اب رہی یہ بات کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنوں سے ملاقات فرمائی اور ان کو اپنا اسلام کی دعوت

بھی ورلی تو یہاں روایات میں یہ تضاد کیوں پایا جاتا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ حضورؐ اکیلے تھے۔ آپؐ کے ساتھ صحابہ کرامؓ میں سے کوئی بھی نہ تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے ساتھ تھا۔ سوال کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنوں کے پاس جانا اور ان کو دعوت دینا، یہ واقعہ تقریباً چھ بار پیش آیا ہے۔ چنانچہ کوئی تضاد نہیں۔ تمام قسم کی روایتیں اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ واللہ اعلم

سُورَةُ مُحَمَّدٍ

آیتیں ۳۸ سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مدنی ہے رکوع ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ① وَالَّذِيْنَ

جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو بھی اللہ کے راستہ سے روکا تو اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے ○ اور جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ

ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام بھی کئے اور جو کچھ محمد پر نازل کیا گیا اس پر بھی ایمان لائے اور وہ ان کے رب کی طرف سے حق بھی ہے

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ② ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ

تو اللہ ان کی برائیاں ان سے دور کر دیگا اور ان کا حال درست کرے گا ○ یہ اس لئے کہ جو لوگ کافر ہیں انہوں نے جھوٹ کی پیروی کی

وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ③

اور جو لوگ ایمان لائے انہوں نے اپنے رب کی طرف سے حق کی پیروی کی اسی طرح اللہ لوگوں کے لئے ان کی مثالیں بیان کرتا ہے ○

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰى اِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا

سو جب تم ان کے مقابل ہو جو کافر ہیں تو ان کی گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب مغلوب کر لو تو ان کی مشکیں

الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ذٰلِكَ

کس لو پھر یا تو اس کے بعد احسان کرو یا فدیہ لے لو یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے یہی (حکم) ہے

وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا

اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے خود ہی بدلہ لے لیتا لیکن وہ تمہارا ایک دوسرے کے ذریعے امتحان کرنا چاہتا ہے اور جو اللہ کی راہ میں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ④ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ⑤ وَيُدْخِلُهُمُ

مارے گئے ہیں اللہ ان کے اعمال ہرگز ضائع نہیں کرے گا ○ جلدی انہیں راہ دکھائے گا اور ان کا حال درست کرے گا اور انہیں بہشت میں

الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ⑥ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ

داخل کرے گا جس کی حقیقت انہیں بتا دی ہے ○ اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم

وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا

اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو ۔ بے شک جنہوں نے انکار کیا اور اللہ کی راہ سے روکا پھر مر گئے

وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ

اور وہ کافر تھے سو اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا ۔ پس تم سست نہ ہو اور صلح کی طرف بلاؤ اور تم ہی غالب رہو گے

وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَن يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾ إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَإِن

اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں نقصان نہیں کرے گا ۔ بلاشبہ دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشا ہے اور اگر

تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ﴿٣٦﴾ إِن يَسْأَلْكُمُوهَا

تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری اختیار کرو تو وہ تمہیں تمہارے اجر دے گا اور تم سے تمہارے مال نہیں مانگے گا ۔ اگر وہ تم سے وہ (مال) مانگے

فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ﴿٣٧﴾ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنفِقُوا فِي سَبِيلِ

پھر تمہیں تنگ کرے تو تم بخل کرنے لگو اور تمہارے دلی کینے ظاہر کر دے ۔ سنو تم وہ لوگ ہو کہ تمہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے

اللَّهِ فَمِنكُم مَّن يَبْخَلُ ۖ وَمَن يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَن نَّفْسِهِ ۚ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ

تو تم میں سے کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرتا ہے سو وہ اپنی ذات سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے پرواہ ہے

وَأَنتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم ﴿٣٨﴾

اور تم محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ گے تو وہ تمہارے سوا دوسری قوم بدل دے گا پھر وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے

افاداتِ محمود:

وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ الخ

اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو جس طرح ایمان، انفاق فی سبیل اللہ اور جہاد کا حکم دیا ہے، تم تمام احکام پر اسی طرح عمل پیرا رہو۔ اگر سستی کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس دین کی خدمت کے لیے کوئی اور قوم کھڑی کر دیں گے۔ صحابہ کرامؓ نے حضورؐ سے پوچھا کہ حضور وہ کون سی قوم ہوگی جو ہماری جگہ لے گی؟ حضورؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے شانے پر ہاتھ مار کر فرمایا اس کی قوم ہوگی۔ بحمد اللہ صحابہ کرامؓ نے ہجرت، نصرت، میزبانی، مہمان نوازی، جہاد بالسیف، جہاد بالنفس اور جہاد باللسان کی ایسی مثالیں رقم فرمائیں جو رہتی دنیا تک یادگار اور مذکور رہیں گی۔ بایں ہمہ فارس والے جب دین اسلام میں داخل ہو گئے تو انہوں نے اس اعتبار سے اسلام کے اس سرسبز و شاداب باغ کی آبیاری فرمائی۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان اگر ثریا ستارے کے پاس ہوتا تو فارس والے وہاں سے اسے حاصل کر کے لے آتے۔ اس کا مصداق امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہؒ ہیں۔ امام اعظمؒ تمام فقہاء کے سرتاج اور محدثین کے سرخیل ہیں۔ آپ حدیث، فقہ اور علم کلام میں بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٨﴾ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ

بیشک ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو

وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ

اور اس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ سے

اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ

بیعت کر رہے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے پھر جو شخص عہد توڑے گا سو عہد توڑنے کا وبال اسی پر ہوگا اور جو عہد

بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٠﴾ سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ

پورا کرے گا جو اس نے اللہ سے کیا ہے سو عنقریب اللہ اسے بہت بڑا اجر دے گا عنقریب آپ سے وہ لوگ کہیں گے جو پیچھے چھوڑ دیئے گئے

الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ

دیہاتیوں میں سے ہمیں ہمارے مالوں اور گھر والوں نے مشغول رکھا سو آپ ہمارے لئے مغفرت مانگئے وہ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو

فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ

ان کے دلوں میں نہیں ہے آپ فرما دیجئے وہ کون ہے جو اللہ کے مقابلہ میں تمہارے لئے کسی چیز کا اختیار رکھتا ہو اگر وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچانا

أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١١﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ

یا نفع پہنچانا چاہے بلکہ اللہ تمہارے سب اعمال کی خبر رکھنے والا ہے بلکہ تم نے خیال کیا تھا کہ رسول اللہ

الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ

اور مؤمنین اپنے گھر والوں کی طرف کبھی بھی واپس نہ لوٹیں گے اور یہ بات تمہارے دلوں میں اچھی معلوم ہوئی اور تم نے برے

ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا ﴿١٢﴾ وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا

برے گمان کئے اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لائے سو ہم نے کافروں کے لئے

لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ﴿١٣﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ

جلتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے اور آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کے لئے ہے وہ جسے چاہے بخش

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١٤﴾ سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا

اور جسے چاہے عذاب دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے عنقریب کہیں گے وہ لوگ جو

صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ وَّأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ

سیدھے رستے پر چلائے ○ اور بھی فتوحات ہیں کہ جو (اب تک) تمہارے بس میں نہیں آ سکیں البتہ اللہ کے بس میں ہیں اور اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۝ وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ

ہر چیز پر قادر ہے ○ اور اگر کافر تم سے لڑتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے پھر نہ کوئی

وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ

حمایتی پاتے نہ کوئی مددگار ○ اللہ کا قدیم دستور یہی ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے اور تو اس کے دستور کو

اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ

بدلا ہوا نہ پائے گا ○ اور وہی ہے جس نے روک دیئے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے

مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا

اس کے بعد کہ اس نے تمہیں ان پر غالب کر دیا تھا اور اللہ ان سب باتوں کو جو تم کر رہے تھے دیکھ رہا تھا ○ وہی ہیں جنہوں نے انکار کیا

وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَن يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ

اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو روکے رکھا اس سے کہ وہ اپنی قربان گاہ تک پہنچیں اور اگر کچھ مرد

مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ

ایمان والے اور کچھ عورتیں ایمان والی نہ ہوتیں جنہیں تم نہیں جانتے تھے کہ تم انہیں پامال کر دیتے پھر ان کی طرف سے تم پر بے خبری میں

عِلْمٍ ۖ لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا

الزام آتا (تو تمہیں لڑنے سے نہ روکا جاتا) تاکہ اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہے داخل کرے اگر وہ الگ الگ ہو جاتے تو ہم ان میں سے جو کافر تھے

مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ

انہیں دردناک عذاب دیتے ○ جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں ضد پیدا کی تھی جاہلیت کا جوش تھا

الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ

پھر اللہ نے بھی اپنی تسکین اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر نازل کر دی اور ان کو پرہیزگاری کی

كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ ۳

بات پر قائم رکھا اور وہ اسی کے لائق اور اہل بھی تھے اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے ○

میں وقت متعین نہ تھا، لیکن صحابہ کرام نے فرط شوق میں اسی سال عمرہ کے لیے جانے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ حضور نے بھی ارادہ فرمالیا۔ سب لوگ ہدی کے جانور ساتھ لے کر چلے۔ راستہ میں حدیبیہ کے مقام پر حضور کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ بیا نے چلنے کا نام نہ لیتی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا حبسہا حابس الفیل۔ یعنی جس ذات نے ہاتھی کو خانہ کعبہ کے قریب آنے سے منع فرمایا تھا اسی ذات نے یہاں اس کو روک دیا ہے۔ پھر مشرکین مکہ سے مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوا۔ کافی بحث مباحثہ کے بعد ایک معاہدہ ہوا۔ اس کی بعض شقیں بادی النظر میں بالکل مسلمانوں کے خلاف تھیں۔ حضرت عمرؓ اور بعض دیگر صحابہ ان شرائط کی وجہ سے بے حد مضطرب اور پریشان تھے۔ الغرض معاہدہ مکمل ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور ذبح کر کے احرام کھول دیے اور واپس مدینہ منورہ جانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے راستہ میں یہ سورت نازل فرمادی کہ یہ صلح فتح مبین ہے۔ اس صلح کی برکت سے آپس میں تجارتی اور دیگر معاملات کے ذریعہ لوگوں میں اختلاط ہوا۔ اس کے نتیجہ میں لوگوں کو مسلمانوں کی ملی و معاشرتی زندگی سمجھنے میں مدد ملی۔ اس معاہدہ میں دس سال کے لیے جنگ بندی کی شق شامل تھی مگر کفار نے خود عہد شکنی کی۔ ۸ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر چڑھائی کر کے مکہ فتح فرمالیا۔ واللہ اعلم

(٤٩) سُورَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ (١٠٦)

آیاتہا ۱۸ — رکوعاتہا ۲

آیتیں ۱۸ — سورۂ حجرات مدنی ہے — رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اے ایمان والو — خدا اور اس کے رسول کے سامنے پیش قدمی نہ کرو — اور اللہ سے ڈرتے رہو — بیشک اللہ سب کچھ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

سننے والا جاننے والا ہے — اے ایمان والو — اپنی آوازیں — نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ

اور نہ بلند آواز سے رسول سے بات کیا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے سے کیا کرتے ہو کہیں تمہارے عمل برباد ہو جائیں اور تمہیں

لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

خبر بھی نہ ہو — بیشک جو لوگ اپنی آوازیں — رسول اللہ کے حضور میں دھیمی رکھتے ہیں — یہی لوگ ہیں کہ

امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

اللہ نے ان کے دلوں کو پرہیزگاری کے لئے جانچ لیا ہے — ان کے لئے بخشش — اور بڑا اجر ہے — بیشک جو لوگ

يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى

آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں — اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے — اور اگر وہ صبر کرتے — یہاں تک کہ

تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ

آپ ان کے پاس نکل کر آتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے — اے ایمان والو — اگر

جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ

کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے — تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو — کہیں کسی قوم کو بے خبری سے نقصان پہنچا دو — پھر اپنے کئے پر

نٰدِمِيْنَ ۝ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ

پشیمان ہونے لگو — اور جان لو کہ تم میں خدا کا رسول موجود ہے — اگر وہ بہت سی باتوں میں تمہارا کہا مانتے — تو تم

رسول اور آپ کے مومنین کے سامنے اونچی آواز سے بولنا دنیا و آخرت کے نقصان و خسران کا سبب ہے۔ لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ یاد رہے کہ یہ حکم جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں تھا اسی طرح آپ کی وفات کے بعد آپ کے روضۂ طیبہ کا بھی یہی حکم ہے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ **وقال العلماء یکرہ رفع الصوت عند قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم کما کان یکرہ فی حیاتہ علیہ السلام لانہ محترم حیاً وفی قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم دائما** علماء نے کہا ہے کہ آپ کے روضۂ اقدس کے سامنے آواز کو بلند کرنا ایسے ہی ناجائز ہے جیسا کہ آپ کی زندگی میں تھا کیونکہ آپ خواہ حیات ہوں خواہ روضے میں ہوں ہر حال میں ہمیشہ کے لیے قابل احترام ہیں۔

میں نے ایک دفعہ ایک شخص کو دیکھا کہ حضور کے روضہ اقدس کے سامنے یہ آیت "**انک میت وانھم میتون**" پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس کو کہا کہ خدا کے بندے تو اپنے عقیدہ کی خود تردید کر رہا ہے۔ کیونکہ تو یہ آیت اس نیت سے پڑھ رہا ہے کہ حضور کو سنانا مقصود ہے اور سنانا تسلیم کر رہے ہو۔ کیونکہ اگر عقیدہ یہ ہو کہ نہیں سنتے تو پھر سنانا لایعنی اور فعل عبث ٹھیرتا ہے اور جب سنانا تسلیم کر لیا تو تمہارا مدعا ہی ختم ہو گیا۔ بہر حال بعض لوگ ایسی حرکتوں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ حضرت ثابت ابن قیس انصاری خطیب بہت بلند الصوت تھے جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو وہ غمگین ہو کر گھر بیٹھ گئے اور سمجھتے رہے کہ شاید میری آواز خدا کے رسول کے مقابلہ میں اونچی ہوئی ہے اور میرے اعمال ضبط ہو گئے ہیں اور میں جہنمی بن گیا ہوں۔ جب کئی دن سے حضور کو نظر نہیں آئے تو آپ نے استفسار پرسش کرائی جنہوں نے مذکورہ بالا باتیں حضور کو بتلائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا **بل ھو من اھل الجنۃ**۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہمیں اس بات سے بڑی خوشی ہوتی تھی۔ جب ہم حضرت ثابت کے ساتھ چل رہے ہوتے تھے کہ ہم ایک جنتی شخص کے ساتھ چل رہے ہیں۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ الخ

شانِ نزول

حافظ ابن کثیر نے بروایت مسند احمد یہ تفصیل نقل کی ہے کہ حضور کے سسر اور ام المؤمنین حضرت جویریہ کے والد حضرت حارث خزاعی فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے اسلام کی دعوت فرمائی۔ میں نے قبول کیا پھر آپ نے مجھے زکوٰۃ کی ادائیگی و فرضیت کے متعلق بتایا۔ میں نے اس کا بھی اقرار کیا۔ پھر میں نے آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ میں اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلاؤں گا اور زکوٰۃ کی فرضیت سے آگاہ کروں گا۔ ان میں سے جو لوگ مسلمان ہو جائیں گے، میں ان سے زکوٰۃ وصول کروں گا لہٰذا فلاں فلاں وقت تک آپ کوئی ایلچی میری طرف بھیج دیجیے تاکہ جو جمع شدہ زکوٰۃ ہو اسے آپ کی خدمت

رقم پیش کردیں۔ حضورؐ نے حسب وعدہ مقررہ وقت پر ولید بن عقبہؓ کو حضرت حارثؓ کے پاس بھیجا کہ مال زکوٰۃ لے آئیں۔ مگر آپ کو ان کی جانب جاتے ہوئے اپنی جان کا اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ لوگ مجھ کو قتل نہ کر ڈالیں۔ آپ راستہ ہی میں سے واپس آ گئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب ولید بستی کے قریب پہنچے تو لوگ اس لیے کہ حضورؐ کا ایلچی آ رہا تھا دیکھ کر ان کے استقبال کے لیے بہت بڑی تعداد میں نکل آئے۔ ولید ڈر گئے۔ ان کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ شاید یہ لوگ میرے قتل کی غرض سے نکل آئے ہیں۔ لہٰذا وہ راستہ ہی سے واپس آ گئے اور یہاں آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ حارث نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور مجھے قتل کرنا چاہا۔ حضورؐ نے حارث کے قبیلہ کی طرف جنگ کرنے کی غرض سے لشکر بھیج دیا جو مدینہ سے روانہ ہو گیا۔

ادھر یہ ہوا کہ حضرت حارثؓ نے ایک میعاد حضورؐ کو بتلائی تھی۔ اس میعاد پر حضورؐ کا فرستادہ نہ پہنچا تو حضرت حارثؓ نے اپنی قوم کے سربرآوردہ افراد کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا کہ حضورؐ کی عادت شریفہ تخلف عہد کی نہیں ہے مگر اب تک آپؐ کا قاصد نہیں پہنچا۔ مجھے لگتا ہے کہ ہم لوگوں سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ اور اس کا رسول ہم سے ناراض ہیں۔ ہمیں وہاں جا کر پتہ کرنا چاہیے لہٰذا حضرت حارثؓ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ حضورؐ کا بھیجا ہوا لشکر سامنے سے آ رہا ہے۔ صحابہ کرام نے حضرت حارثؓ کو دیکھتے ہی گھیر لیا۔ حضرت حارثؓ نے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے؟ کہنے لگے۔ اللہ کے رسول نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ پوچھا کیوں؟ صحابہ کرام کہنے لگے کہ تم نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے اور حضورؐ کے ایلچی کے قتل کا ارادہ بھی کیا تھا۔

حضرت حارثؓ فرمانے لگے: "قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دین حق دے کر بھیجا ہے نہ میرے پاس کوئی آیا ہے اور نہ میں نے کسی کو دیکھا ہے۔ حضرت حارثؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ پس اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت نازل فرمائی۔ (ابن کثیر)

مذکورہ بالا آیت میں یہ ضابطہ بتلا دیا گیا کہ بغیر تحقیق کے کسی فرد یا قوم پر حملہ کرنا جائز نہیں ہے۔ دنیا میں بہت سارے جھگڑے اور واقعات اسی طرح رونما ہوتے ہیں کہ کسی نے غلط خبر فراہم کر دی۔ کسی نے غلط چغلی کھائی اور اس کے نتیجہ پر کسی نے کسی قوم یا کسی فرد کے خلاف کوئی کارروائی کی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اطلاع غلط تھی تو کس قدر پشیمانی ہوگی۔ مذکورہ بالا واقعہ میں خدانخواستہ اگر حضرت حارثؓ قتل کر دئیے جاتے اور مسلمان وہاں پہنچ کر حملہ کر دیتے تو مسلمانوں کا بہت بڑا نقصان ہو جاتا اور خود مسلمان بھی تباہ ہو جاتے۔ پھر بعد میں پتہ چلتا کہ جو کچھ ہوا سب غلط۔ "چنانچہ تحقیق نہ کرنا اور خود مار کر پھر نادم و شرمندہ ہونا۔"

آیت کا صرف یہ مطلب نہیں کہ کوئی فاسق خبر دے تو تحقیق کر لو اور صادق خبر دے تو تحقیق نہ کرو کیونکہ جھوٹ بولنے سے انسان فاسق بن جاتا ہے خواہ وہ پہلے صادق ہی کیوں نہ ہو لہٰذا یہاں فاسق کا مقابلہ صادق سے نہیں ہے بلکہ فاسق سے ہے۔ کیونکہ جھوٹ بولنے اور چغلی کھانے سے بھی آدمی فاسق بن جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں

ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو نئی قبروں پر سے ہوا تو فرمایا کہ ان دو قبروں میں جو لوگ دفن ہیں ان کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی ایسی بڑی بات کی وجہ سے ان کو عذاب نہیں ہو رہا جس سے بچنا مشکل ہو۔ پھر فرمایا کہ ان دونوں میں سے ایک چغلی کھاتا پھرتا تھا اور دوسرا اپنے آپ کو پیشاب سے نہ بچاتا تھا۔ واللہ اعلم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى

اے ایمان والو ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے

اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا

عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے

مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ

بہتر ہوں اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو فسق کے نام بہت برے ہیں ایمان لانے کے بعد

بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

بعد میں بھی اور جو باز نہ آئیں سو وہی ظالم ہیں اے ایمان والو

اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ

بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو اور کوئی کسی کی

بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ

غیبت نہ کیا کرے کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ

اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے

وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ

اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو بیشک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا

بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے بدویوں نے کہا ہم ایمان لے آئے ہیں کہہ دو تم ایمان نہیں لائے لیکن تم کہو

اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو

لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَـيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

تو تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا بیشک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے بیشک سچے مسلمان تو وہی ہیں

سورة ق

آیتیں ۴۵ سورۂ ق مکی ہے رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۝ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا

ق قرآن مجید کی قسم ہے۔ بلکہ ان کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس ان ہی میں سے ایک ڈرانے والا آگیا سو کافر لوگ کہنے لگے کہ

شَیْءٌ عَجِیْبٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ ۝ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ

یہ ایک عجیب بات ہے۔ کیا جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے تو دوبارہ زندہ ہوں گے یہ دوبارہ زندگی بہت بعید ہے۔ ہم کو معلوم ہے جو زمین

الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِیْظٌ ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ

ان میں سے گھٹاتی ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں سب محفوظ ہے۔ بلکہ انہوں نے سچی بات کو جھٹلایا جب وہ ان کے پاس آئی غرض یہ لوگ ایک

فِیْٓ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ ۝ اَفَلَمْ یَنْظُرُوْٓا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَزَیَّنّٰهَا وَمَا لَهَا

الجھن والی بات میں ہیں۔ کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو کیسا بنایا اور اس کو آراستہ کیا اور

مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ

اس میں کوئی رخنہ تک نہیں۔ اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑوں کو جما دیا اور اس میں ہر قسم کی خوشنما

زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰی لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ۝ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

چیزیں اگائیں۔ جو ذریعہ ہے بینائی اور دانائی کا ہر رجوع ہونے والے بندے کے لئے۔ اور ہم نے آسمان سے برکت والا

مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِیْدِ ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ ۝

پانی برسایا پھر اس سے بہت سے باغ اگائے اور کھیتی کا غلہ۔ اور لمبی لمبی کھجور کے درخت جن کے گچھے خوب گندھے ہوئے ہوتے ہیں۔

رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ۚ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ

بندوں کے رزق دینے کے لئے اور ہم نے اس کے ذریعہ سے مردہ زمین کو زندہ کیا اسی طرح نکلنا ہوگا۔ ان سے پہلے قوم

نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ

نوح اور اصحاب الرس اور ثمود نے جھٹلایا۔ اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائیوں نے۔ اور بن والوں

لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٢٩﴾ يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ

بدلی نہیں جاتی اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں○ جس دن ہم جہنم سے کہیں گے کیا تو بھر گئی اور وہ کہے گی

هَلْ مِن مَّزِيدٍ ﴿٣٠﴾ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ﴿٣١﴾ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ

کیا کچھ اور بھی ہے○ اور جنت پرہیزگاروں کے قریب لائی جائے گی کہ کچھ فاصلہ نہ ہوگا○ یہی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا

لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ ﴿٣٢﴾ مَّنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ﴿٣٣﴾

ہر رجوع کرنے والے اور حفاظت کرنے والے کے لئے○ جو رحمٰن سے بن دیکھے ڈرا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا○

ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ﴿٣٤﴾ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴿٣٥﴾

اس میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے○ ان کے لئے جو کچھ وہ چاہیں گے وہاں ہوگا اور ہمارے پاس اور بھی زیادہ ہے○

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ

اور ہم نے ان سے پہلے کئی قومیں ہلاک کر دیں جو قوت میں ان سے بڑھ کر تھیں پھر (عذاب کے وقت) شہروں میں دوڑنے پھرنے لگے کیا

مِن مَّحِيصٍ ﴿٣٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ

کوئی بھاگنے کی جگہ بھی ہے○ بے شک اس میں اس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جس کے پاس (فہم والا) دل ہو یا وہ متوجہ ہو کر (بات کی طرف) کان لگائے

وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ

اور وہ حاضر ہو○ اور بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے چھ دن میں

وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ﴿٣٨﴾ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ

اور ہمیں کچھ تکان نہ ہوئی○ پس ان باتوں پر صبر کر جو وہ کہتے ہیں اور اپنے رب کی پاکیزگی بیان کر تعریف کے ساتھ

طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ﴿٣٩﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ﴿٤٠﴾

سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے چھپنے سے پہلے○ اور کچھ رات میں بھی اس کی تسبیح کر اور نمازوں کے بعد بھی○

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ

اور کان لگا کر سن جس دن پکارنے والا پکارے گا نزدیک کی جگہ سے○ جس دن وہ ایک چیخ کو

بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ﴿٤٢﴾ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ﴿٤٣﴾

سنیں گے حق کے ساتھ یہ دن قبروں سے نکلنے کا ہوگا○ بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے○

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ﴿٤٤﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا

جس دن ان پر سے زمین پھٹ جائے گی لوگ دوڑتے ہوئے نکل آئیں گے یہ جمع کرنا ہمیں بہت آسان ہے ہم جانتے ہیں

يَقُولُونَ ۖ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۖ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيدِ ﴿٤٥﴾

جو کچھ وہ کہتے ہیں اور آپ ان پر کچھ زبردستی کرنے والے نہیں سو آپ قرآن سے اس کو نصیحت کیجئے جو میرے عذاب سے ڈرتا ہو ۴۵

افاداتِ محمود:

اس سورت کے پہلے رکوع میں الوہیت و توحید باری تعالیٰ پر عقلی دلائل ہیں۔ پھر منکرین قیامت کو یہ مثال دے کر سمجھایا گیا ہے کہ بلدۂ میت کو اور ارض میتہ کو دیکھو کہ ہم دوبارہ اسے کیسے تر و تازہ کر کے زندگی بخشتے ہیں تو انسان کا دوبارہ زندہ کرنا کون سا مشکل ہے۔ دوسرے رکوع میں حضرت انسان کو یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ انسان دنیا میں چوری چھپے بہت سے جرائم کر کے سزا سے بچ جاتا ہے۔ کوئی انسان عالم الغیب نہیں ہے۔ انسان کا علم محدود اور ذرائع علم کمزور ہیں۔ لیکن قیامت کے دن جس اللہ کے سامنے کھڑا ہونا اور جس ذات ستودہ صفات کو حساب دینا ہے۔ اول تو وہ ذات خود انسان کے قریب تر ہے۔ دوسرے اس نے انسان کے اعمال محفوظ کرنے اور نوٹ کرنے کے لیے ایسا محیر العقول نظام فراہم فرمایا ہے کہ وہاں انسانی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ لہٰذا اس کے پاس انسان کا ایک ایک بول، ایک ایک لفظ اور چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا عمل محفوظ ہے۔ آگے تیسرے رکوع میں پھر کچھ قیامت کے حالات و واقعات ہیں۔ واللہ اعلم

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ

آیتیں ۶۰ — سورۃ الذّٰریٰت مکی ہے — رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝۱ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝۲ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝۳ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝۴

قسم ہے ان ہواؤں کی جو (غبار وغیرہ کو) اڑاتی ہیں ○ پھر ان بادلوں کی جو بوجھ اٹھاتے ہیں ○ پھر ان کشتیوں کی جو نرمی سے چلتی ہیں ○ پھر ان فرشتوں کی جو چیزیں تقسیم کرتے ہیں ○ کہ

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝۵ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۝۶ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝۷

تم سے جس چیز کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے ○ اور جزا ضرور ہونے والی ہے ○ اور قسم ہے آسمان کی جس میں راستے ہیں ○

اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝۸ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝۹ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝۱۰

البتہ تم ایک مختلف بات میں پڑے ہوئے ہو ○ قرآن سے وہی روکا جاتا ہے جو ازل سے محروم ہے ○ اٹکل پچو باتیں بنانے والے غارت ہوں

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝۱۱ يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ۝۱۲ يَوْمَ

جو غفلت میں بھولے ہوئے ہیں ○ پوچھتے ہیں کہ فیصلہ کا دن کب ہوگا ○ جس دن

هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝۱۳ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝۱۴

وہ آگ پر عذاب دیئے جائیں گے ○ (اور کہا جائے گا) اپنی شرارت کا مزہ چکھو یہی ہے وہ (عذاب) جس کی تم جلدی کیا کرتے تھے ○

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝۱۵ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا

بیشک پرہیزگار باغات اور چشموں میں ہوں گے ○ لے رہے ہوں گے جو کچھ ان کو ان کا رب عطا کرے گا بیشک وہ

قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝۱۶ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝۱۷ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ

اس سے پہلے نیکوکار تھے ○ وہ رات کے بہت تھوڑے حصہ میں سویا کرتے تھے ○ اور آخر رات میں

يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۱۸ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝۱۹ وَفِي الْاَرْضِ

مغفرت مانگا کرتے تھے ○ اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور نہ سوال کرنے والے کا حق تھا ○ اور زمین میں یقین کرنے

اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ۝۲۰ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝۲۱ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ

والوں کے لئے نشانیاں ہیں ○ اور خود تمہاری ذات میں بھی کیا تم غور سے دیکھتے نہیں ○ اور تمہاری روزی آسمان میں ہے

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ۝ لِنُرْسِلَ

فرمایا اے رسولو! تمہارا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ان پر

عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ ۝ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ۝ فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ

مٹی کے پتھر برسائیں، جو آپ کے رب کی طرف سے حد سے بڑھنے والوں کے لئے نشان زدہ ہیں۔ پھر ہم نے نکال لیا

فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَتَرَكْنَا فِيهَا

جو بھی وہاں ایمان والا تھا۔ پھر ہم نے وہاں سوائے مسلمانوں کے ایک گھر کے نہ پایا۔ اور ہم نے اس واقعہ میں ایسے لوگوں کیلئے

آيَةً لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

ایک عبرت رہنے دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اور موسیٰ کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے اس کو فرعون کے پاس ایک کھلی دلیل دے کر

بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۝ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ

بھیجا، سو اس نے اپنے ارکانِ سلطنت کے ساتھ روگردانی کی اور کہا یہ جادوگر یا دیوانہ ہے۔ پھر ہم نے اس کو اور اس کے لشکر کو پکڑ کر ان سب کو

فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝ وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ۝ مَا تَذَرُ مِنْ

سمندر میں پھینک دیا اور اس نے کام ہی ملامت کا کیا تھا۔ اور قوم عاد میں بھی (عبرت ہے) جب ہم نے ان پر بے برکت آندھی بھیجی۔ جو جس

شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ۝ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ

چیز پر گزرتی اس کو ایسا کر چھوڑتی تھی جیسے بوسیدہ ہڈی۔ اور قوم ثمود میں بھی (عبرت ہے) جبکہ ان سے کہا گیا کہ ایک وقت تک مزے

حِينٍ ۝ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۝ فَمَا اسْتَطَاعُوا

کر لو۔ سو انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی تو ان کو کڑک نے آ لیا اور وہ دیکھ رہے تھے۔ پھر نہ وہ

مِنْ قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنْتَصِرِينَ ۝ وَقَوْمَ نُوحٍ مِنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝

اٹھ ہی سکے اور نہ بدلہ لے سکے۔ اور قوم نوح کو اس سے پہلے (ہلاک کر دیا) بے شک وہ نافرمان لوگ تھے۔

وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ۝ وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ۝

اور ہم نے آسمان کو قدرت سے بنایا اور ہم وسیع قدرت والے ہیں۔ اور ہم نے زمین کو بچھایا، پھر ہم کیا خوب بچھانے والے ہیں۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ

اور ہم نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا تاکہ تم غور کرو۔ پھر اللہ کی طرف دوڑو، بے شک میں تمہارے لئے اللہ کی طرف سے

نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥٠﴾ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۖ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥١﴾ كَذَٰلِكَ

کھلا ڈرانے والا ہوں۔ اور مت بناؤ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود، بے شک میں تمہارے لئے اس کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔ اسی طرح

مَا أَتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿٥٢﴾ أَتَوَاصَوْا بِهِ ۚ بَلْ

ان سے پہلوں کے پاس جب کوئی رسول آیا تو انہوں نے یہی کہا کہ یہ جادوگر یا دیوانہ ہے۔ کیا ایک دوسرے سے یہی کہہ مرے تھے نہیں بلکہ

هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٥٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا أَنتَ بِمَلُومٍ ﴿٥٤﴾ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ

وہ خود ہی سرکش ہیں۔ پس آپ ان کی پروا نہ کیجئے آپ پر کوئی الزام نہیں۔ اور نصیحت کرتے رہیے بے شک ایمان والوں کو نصیحت

الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٥﴾ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ

نفع دیتی ہے۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔ میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا ہوں

وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ﴿٥٧﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿٥٨﴾ فَإِنَّ لِلَّذِينَ

اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بے شک اللہ ہی ہے روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے۔ پس بے شک ان کے لئے

ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِّثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ﴿٥٩﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا

جو ظالم ہیں حصہ ہے جیسا کہ ان کے ساتھیوں کا حصہ تھا تو وہ مجھ سے جلدی کا مطالبہ نہ کریں۔ پس ہلاکت ہے ان کے لئے جو کافر ہیں

مِن يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٦٠﴾

اس دن سے ان کا جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

افادات محمود:

قرآن کریم کی مختلف سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے مختلف چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں۔ قسم کے ذریعہ مضمون اور مدعیٰ کو موکد و مبرہن کیا جاتا ہے۔ عام انسانوں کے محاورہ میں بھی یہی طریقہ کار ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ چونکہ انسانوں سے ہم کلام ہے، اس وجہ سے بعض مضامین کو بذریعہ قسم موکد فرمایا گیا ہے ورنہ اس کی ہر بات بغیر قسم کے اتنی ہی پکی و موکد ہے جتنی قسم کے ساتھ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کی قسم کھائی ہے عموماً مقسم بہ کو بطور شاہد پیش فرمایا ہے۔ جیسا کہ تامل سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کی قسم کھائی ہے۔ وہ چار ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ حضرت علیؓ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔

انه صعد منبر الكوفة فقال لا تسألوني عن آية في كتاب الله ولا عن سنة رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم الا انبأتکم بذالک . فقام الیہ ابن الکواء فقال یا امیر المومنین ما معنی "والذاریات ذروا" قال علی الریح، قال "فالحاملات وقرا" قال رضی اللہ عنہ السحاب قال "فالجاریات یسرا" قال السفن قال "فالمقسمات امرا" قال رضی اللہ عنہ الملائکۃ (ابن کثیر)

حضرت علیؓ کوفہ کی جامع مسجد کے منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ قرآن کریم کی جس آیت اور نبیؐ کی جس سنت کے متعلق پوچھو گے جواب دوں گا۔ تو ایک شخص ابن الکواء کھڑا ہوا اور پوچھا "والذاریات ذروا" کا کیا معنی ہے۔ آپ نے فرمایا ہوائیں، پھر سوال کیا کہ "فالحاملات وقرا" کا کیا معنی ہے آپؓ نے فرمایا بادل، پھر کہا "فالجاریات یسرا" کا کیا معنی ہے حضرت علیؓ نے فرمایا کشتیاں پھر کہا "فالمقسمات امرا" کا کیا معنی ہے؟ آپ نے فرمایا فرشتے۔ واللہ اعلم

أَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝ وَأَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ

نہ دیں گے ان کے اعمال کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے○ اور ہم انہیں اور زیادہ میوے دیں گے

وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَأْثِيْمٌ ۝ وَيَطُوْفُ

اور گوشت جو وہ چاہیں گے○ وہاں ایک دوسرے سے شراب کا پیالہ لیں گے جس میں نہ بکواس ہوگی نہ گناہ کا کام○ اور ان کے پاس

عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ۝ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

لڑکے ان کی خدمت کے لیے پھر رہے ہوں گے گویا وہ غلافوں میں رکھے ہوئے موتی ہیں○ اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر

يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ أَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ۝ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا

آپس میں پوچھیں گے○ کہیں گے ہم تو اس سے پہلے اپنے گھروں میں ڈرا کرتے تھے○ پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں

عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝ إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۖ إِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ۝

لو کے عذاب سے بچا لیا○ بے شک ہم اس سے پہلے اسے پکارا کرتے تھے بے شک وہ بڑا احسان کرنے والا نہایت مہربان ہے○

افاداتِ محمود:

وَالطُّوْرِ ۝ طور سریانی زبان میں مطلق پہاڑ کو کہتے ہیں لیکن یہاں خاص طور سیناء وہ پہاڑ مراد ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تجلیات ربانیہ کا مشاہدہ فرمایا تھا اور نبوت سے سرفراز ہو گئے تھے۔ حدیث میں ہے چار پہاڑ جنت میں جائیں گے (۱) جبل طور (۲) جبل اُحد (۳) جبل لبنان (۴) اور جبل جودی

وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ (۱) کتاب مسطور سے مراد یا تو قرآن کریم ہے (۲) یا توراۃ ہے اور یہ مفہوم طور پہاڑ کی مناسبت سے اقرب الی الفہم ہے۔ (۳) یا تمام کتب سماویہ مراد ہیں (۴) یا مطلق کتب اور علم تحریر مراد ہیں (۵) یا نامہ اعمال مراد ہیں۔

وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝

بیت معمور سے مراد فرشتوں کا کعبہ ہے جو ساتویں آسمان کے اوپر ہے اور ٹھیک بیت اللہ کے محاذات پر واقع ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں میں نے حضرت ابراہیم کو دیکھا "مسند الی البیت المعمور" کہ وہ بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ السقف المرفوع سے مراد آسمان ہے۔ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝ یعنی ابلتا ہوا سمندر۔ قیامت کے دن سمندروں کو آگ لگ جائے گی اور پانی ختم ہو کر زمین مکمل طور پر خشک ہو جائے گی۔

حضرت جبیر بن مطعم اسلام لانے سے قبل اسیرانِ بدر کے متعلق گفتگو کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ تشریف

لے گئے تھے۔ فرماتے ہیں کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھی تھی۔ طاغون اسم فاعل جمع مذکر کا صیغہ ہے۔ مراد صاحب طغا ہے جیسے لابن بمعنی صاحب اللبن یعنی دودھ والا اور تامر بمعنی صاحب التمر یعنی کھجور والا۔ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ تزویج کا جملہ با کے ساتھ بالکل نہیں آتا لیکن یہاں آیا ہے۔ لہٰذا لفظی ترجمہ کریں گے یعنی جوڑ دیا ہم نے ان اہل جنت کو بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ اور سورۂ صافات والی آیت "احشروا الذین ظلموا وازواجھم " میں ازواج سے دوست اور متعلقین مراد ہیں۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ الخ بعض صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ اگر ہماری اولاد جنت میں ہمارے ساتھ نہ ہوگی تو مزہ نہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ اولاد اگر صاحب ایمان ہوگی تو ضرور ساتھ ہوگی اور ایک دوسرے کی ملاقات سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی رہیں گی۔ بعض انصار نے حضورؐ سے کہا تھا کہ دعا فرمائیے کہ ہماری اولادیں جنت میں ہمارے ساتھ ہوں۔ خلاصہ تمام روایات کا ایک ہے۔

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ

بعض مفسرین کے ہاں یہ کفار کے وہ بچے ہوں گے جو نابالغ فوت ہوئے ہوں گے اور بعض کے ہاں کوئی جنتی مخلوق ہوگی۔

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اس آیت کو ساری رات پڑھتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک دفعہ آیت "ان تعذبہم فانہم عبادک" الخ ساری رات پڑھتے رہے۔

فَذَكِّرْ فَمَآ أَنتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ﴿٢٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ

آپ نصیحت کرتے رہئے آپ اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہیں نہ مجنون ہیں۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے

نَّتَرَبَّصُ بِهِۦ رَيْبَ ٱلْمَنُونِ ﴿٣٠﴾ قُلْ تَرَبَّصُوا۟ فَإِنِّى مَعَكُم مِّنَ ٱلْمُتَرَبِّصِينَ ﴿٣١﴾

ہم اس پر گردش زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہہ دو تم انتظار کرتے رہو بے شک میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔

أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَٰمُهُم بِهَٰذَآ ۚ أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٣٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُۥ ۚ بَل

کیا ان کی عقلیں انہیں اس بات کا حکم دیتی ہیں یا وہ خود ہی سرکش ہیں۔ یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے خود بنا لیا ہے بلکہ

لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَأْتُوا۟ بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِۦٓ إِن كَانُوا۟ صَٰدِقِينَ ﴿٣٤﴾ أَمْ خُلِقُوا۟ مِنْ

وہ ایمان ہی نہیں لاتے۔ پس کوئی کلام اس جیسا لے آئیں اگر وہ سچے ہیں۔ کیا وہ بغیر کسی خالق کے

غَيْرِ شَىْءٍ أَمْ هُمُ ٱلْخَٰلِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا۟ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾

پیدا ہو گئے ہیں یا وہ خود خالق ہیں۔ یا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے نہیں بلکہ وہ یقین ہی نہیں کرتے۔

أَمْ عِندَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ ٱلْمُصَۜيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ

کیا ان کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں یا وہ داروغہ ہیں۔ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ وہ اس پر چڑھ کر سن آتے ہیں

فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَهُ ٱلْبَنَٰتُ وَلَكُمُ ٱلْبَنُونَ ﴿٣٩﴾ أَمْ تَسْـَٔلُهُمْ

تو سننے والا ان میں سے کوئی کھلی دلیل لائے۔ کیا اس کے لئے تو بیٹیاں ہیں اور تمہارے لئے بیٹے۔ کیا آپ ان سے

أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿٤٠﴾ أَمْ عِندَهُمُ ٱلْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾ أَمْ يُرِيدُونَ

کوئی صلہ مانگتے ہیں کہ وہ تاوان سے دبے جا رہے ہیں۔ کیا ان کے پاس علم غیب ہے کہ وہ اسے لکھتے رہتے ہیں۔ کیا وہ کوئی داؤ

كَيْدًا ۖ فَٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ هُمُ ٱلْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ ٱللَّهِ ۚ سُبْحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا

کرنا چاہتے ہیں پس جو منکر ہیں وہی داؤ میں آئے ہوئے ہیں۔ کیا سوائے اللہ کے ان کا کوئی اور معبود ہے اللہ اس سے پاک ہے جو وہ

يُشْرِكُونَ ﴿٤٣﴾ وَإِن يَرَوْا۟ كِسْفًا مِّنَ ٱلسَّمَآءِ سَاقِطًا يَقُولُوا۟ سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿٤٤﴾ فَذَرْهُمْ

شریک ٹھہراتے ہیں۔ اور اگر وہ ایک ٹکڑا آسمان سے گرتا ہوا دیکھ لیں تو کہہ دیں گے کہ یہ تہ بہ تہ جما ہوا بادل ہے۔ سو آپ انہیں چھوڑ دیجئے

حَتَّىٰ يُلَٰقُوا۟ يَوْمَهُمُ ٱلَّذِى فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿٤٥﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِى عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا

یہاں تک کہ وہ اپنا وہ دن دیکھ لیں جس میں وہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے۔ جس دن ان کا داؤ ان کے کچھ بھی کام نہ آئے گا

وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ

اور نہ ان کو مدد ملے گی اور بے شک ان ظالموں کو علاوہ اس کے ایک عذاب (دنیا میں) ہوگا لیکن ان میں سے اکثر

لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا ۖ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٤٨﴾

جانتے نہیں ہیں اور آپ صبر کیجئے اپنے رب کے حکم پر کیونکہ بے شک آپ ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں اور تسبیح کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ جب آپ اٹھیں

وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ﴿٤٩﴾

اور کچھ حصہ رات میں بھی اس کی تسبیح کیا کیجئے اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد بھی

افادات محمود

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ

ایک مطلب تو یہ ہے کہ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوں تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کیا کریں۔ بعض مفسرین کے ہاں قیام من المجلس مراد ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مجلس میں بیٹھا ہو اور وہاں کافی دیر تک بات چیت کرے۔ پھر وہ اگر اس مجلس سے اٹھنے سے قبل مندرجہ ذیل دعا پڑھ لے تو اس مجلس کی کوتاہی اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔

سبحنک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک

تو پاک ہے اے اللہ اور تعریف تیرے لیے ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔ (الترغیب)

اس سے مراد قیام من النوم بھی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت عباسؓ نے مجھے حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ رات کو وہیں رہنا اور حضور ﷺ کے اعمال کو نوٹ کرنا۔ اس رات کو آپ ﷺ میری خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کے گھر تشریف فرما تھے۔ رات کے ابتدائی حصہ میں آپ ﷺ نے آرام فرمایا اور سونے سے قبل حضرت میمونہؓ سے پوچھا "انام الغلیم" یعنی وہ بچہ سو گیا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر رات کے آخری حصہ میں آپ ﷺ کھڑے ہوئے۔ اس موقع پر آپ ﷺ سے احادیث میں مختلف دعائیں منقول ہیں۔ ایک دعا آپ ﷺ نے یہ بھی فرمائی تھی۔

اللھم لک اسلمت وعلیک توکلت وبک امنت والیک انبت وبک خاصمت والیک حاکمت فاغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت الخ

اے اللہ میں تیرے لیے اسلام لے آیا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تجھ پر ایمان لے آیا اور تیری طرف متوجہ ہوا اور تیری قوت و طاقت کے ذریعہ (لوگوں سے) مقابلہ کرتا ہوں اور فیصلے تجھ پر چھوڑتا ہوں۔ آپ معاف فرما دیجئے

میری اگلی اور پچھلی اور ظاہری پوشیدہ خطاؤں کو بخش دے۔

اور بعض کے پاس حِیْنَ تَقُوْمُ سے مراد قیام من المنام ہے یعنی جب نیند سے بیدار ہوں تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کیا کریں۔ بہرحال یہ تمام مواقع ذکر کے اعتبار سے مشترک ہیں۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ ہر آن اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم

افادات محمود

سوائے ایک آیت "اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ" الخ کے باقی تمام سورت مکی ہے۔ اس میں ۶۲ آیات اور ۳ رکوع ہیں۔ اس سورت کے آخر میں سجدۂ تلاوت والی آیت ہے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجمع میں اس سورت کی تلاوت فرمائی جس میں مسلمان اور مشرکین دونوں قسم کے لوگ تھے تو سب لوگوں نے حضورؐ کے ساتھ سجدہ کیا۔ مسلمانوں نے بھی اور مشرکین نے بھی سوائے امیہ بن خلف کے۔ اس نے ہاتھ میں تھوڑی سی مٹی لی اور پیشانی پر لگالی۔ یہ شخص غزوۂ بدر میں حضرت بلالؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ یہی حضرت بلالؓ کا پہلا مالک تھا۔ یہ شخص بڑا ہی اقسی القلب تھا۔ اس دوران سورۂ نجم بھی نازل ہوئی جس میں جنت اور جہنم کا تذکرہ بڑے بلیغ انداز میں کیا گیا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کے دل پر ذرہ برابر اثر نہ ہوا۔

بعض لوگوں نے اس عمومی سجدہ سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ سجدۂ تلاوت بغیر وضو کے جائز ہے۔ کیونکہ مشرکین نے بھی مسلمانوں کے ساتھ سجدہ کیا تھا حالانکہ ان کا نہ ایمان تھا نہ وضو۔ لیکن یہ استدلال کسی بھی صورت میں درست نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا سجدہ اختیاری تھا جبکہ مشرکین کا سجدہ اضطراری یا غیر اختیاری تھا۔ اگر مشرکین کا سجدہ اختیاری ہوتا تو وہ مسلمان ہو جاتے۔ اور اسلام اور حضورؐ کی رسالت کی تصدیق اور اعتراف کر لیتے۔ جیسے مشرک کا وضو غیر معتبر ہے اسی طرح اس کا سجدہ بھی غیر معتبر ہے۔ یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ سجدہ کرنا اور چیز ہے اور سجدہ کی فرضیت اور چیز ہے۔

مشرکین مکہ کے سجدہ کی وجہ

یہاں بعض مفسرین نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ نجم کی تلاوت فرماتے ہوئے جب "اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى" پر پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ شعر بھی جاری کر دیا:

تلک الغرانیق العلی   وان شفاعتهن لترتجی

اس شعر میں چونکہ ان بتوں کی مدحت اور تعریف کا بیان ہے لہٰذا جب آپ نے سجدہ والی آیت پڑھی اور سجدہ میں چلے گئے تو مشرکین بھی آپ کے ساتھ سجدہ ریز ہو گئے۔ لیکن یہ قصہ روایۃً ودرایۃً ہر دو اعتبار سے غلط ہے۔ اسی کو شکوک وشبہات سے پاک رکھنے کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو امی بنایا تاکہ کسی کے دلوں میں یہ نہ آئے کہ وحی اور کتاب اللہ کے متعلق لب کشائی کر سکیں۔ ایک طرف سے غیر معمولی حفاظت اور دوسری طرف شیطان کو آپ کی زبان مبارک پر تسلط دیا کہ وہ غیر قرآن کو قرآن کریم کے ساتھ خلط ملط کرے یہ ممکن نہیں ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ مشرکین کی زبانوں پر بتوں کی مدحت سے متعلق مذکورہ بالا جملے چڑھے ہوئے تھے۔ جب ان بتوں کے نام ان کے سامنے لیے جاتے تھے تو کبھی بالارادہ اور کبھی بے ساختہ ان کی زبانوں سے اسی طرح الفاظ

نکلتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ حضورؐ کی تلاوت کے دوران ان مشرکین نے بتوں کے نام سن کر یہ الفاظ کہے ہوں جیسا کہ ظاہر ہے۔

"فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ"

یہاں تین لفظوں کا مفہوم سمجھنا چاہیے۔ دو الفاظ تو یہاں قرآن کریم میں موجود ہیں اور تیسرا لفظ یہاں مقدر و مخفی ہے۔ قاب بمعنی مقدار اس کا معنی تو مطلق مقدار کے ہے لیکن اکثر و استعمال کمان کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ قوسین، یہ قوس کا تثنیہ ہے بمعنی کمان اور کمان کے ساتھ جو تانت بندھا ہوتا ہے جس سے تیر پھینکا جاتا ہے وہ تانت بھی چمڑے کا بھی باریک رسی کا بنایا جاتا ہے۔ مت عربی میں وتر یا وتیرہ کہا جاتا ہے۔ اب قاب قوسین کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ سب سے اچھی اور بے غبار تشریح یہ ہے کہ "قاب قوسین" کنایہ ہے فاصلے کے لیے آتا ہے۔ لہٰذا اس سے زیادہ اس کی تحقیق کرنے بہت اگر کوئی سمجھ میں نہ آئے تو اس کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ بعض کے ہاں اس میں قلب ہے۔ اصل میں "قابی قوس" کیونکہ قانون یہ ہے کہ جب مضاف تثنیہ پر مشتمل ہو تو مضاف الیہ تثنیہ نہیں آتا۔ اس صورت میں مراد یہ ہوگی کہ کمان کا قبضہ اور تانت کے درمیان کے فاصلہ کی مقدار فاصلہ تھا حضورؐ اور جبرئیلؑ میں یا اس سے بھی کم۔ اس صورت میں مضاف اور مضاف الیہ الٹ شمار ہوتے ہیں لیکن اس کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ترکیب اضافی کو ایک ہی چیز شمار کر کے مضاف کو تثنیہ بنانا ہی تو درست ہے۔ امام رازیؒ سے منقول ہے کہ ان الفاظ سے دراصل دو کمانوں کے قرب کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جیسا کہ عربوں میں دستور تھا کہ جب ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا حلیف بن جاتا تو ان قبیلوں کے دو بڑے آدمی اپنی اپنی کمان لے کر دونوں کو بالکل متصل کر دیتے تھے، پھر دونوں کی تانت سے ایک ہی تیر پھینکتے تھے جس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ اب مستقبل میں ایک قبیلہ کی خوشی دوسرے قبیلہ کی خوشی اور ایک کی ناراضگی دوسرے قبیلہ کی ناراضگی ہوگی اور کسی قبائل سے ان میں سے کسی ایک کی جنگ یا صلح دونوں قبیلوں کی جنگ و صلح شمار ہوگی۔ (۳) یا قوسین سے ذراعین مراد ہے جیسا کہ ایک مرفوع روایت سے ثابت ہے تو اس صورت میں قوس سے ہاتھ یا انگلی مراد ہوگا۔ اس کا معنی بقدر دو ہاتھ

یعنی حضورؐ اور جبرئیلؑ کے درمیان دو ہاتھ یا اس سے بھی کم فاصلہ تھا۔

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ: لات یہ طائف میں تھا، ثقیف والے اس کی عبادت کرتے تھے۔ مناۃ اوس و خزرج والے اس کی پرستش کرتے تھے، یہ مدینہ منورہ کے قریب تھا۔ عزیٰ اس کی عبادت قریش اور بنو کنانہ کرتے تھے، یہ مکہ مکرمہ کے قریب بطن نخلہ مقام میں رکھا ہوا تھا۔

الا اللمم: اس سے یا مراد صغیرہ گناہ ہیں یا وہ بڑے گناہ جس سے توبہ کی جا چکی ہو۔

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّىٰ: تفسیر بیضاوی اور ابی سعود وغیرہ میں ہے کہ یہ آیت ولید ابن مغیرہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اس کو کچھ میلان اسلام کی طرف ہو گیا تھا تو ایک کافر نے اس سے کہا کہ تمہارے اسلام میں داخل

سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ

سورۂ قمر مکی ہے اور اس میں پچپن آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ

قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا ۝ اور اگر وہ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا

مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ

جادو ہے ۝ اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر بات کے لئے ایک وقت مقرر ہے ۝ اور ان کے پاس

مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ

خبریں آ چکی ہیں جن میں کافی عبرت ہے ۝ اور پوری دانائی کی بات ہے پس ڈرانے والی باتیں کچھ فائدہ نہیں دیتیں ۝ سو آپ ان سے منہ پھیر لیجئے جس دن

يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ

پکارنے والا ایک ناپسند چیز کی طرف پکارے گا ۝ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی قبروں سے نکل رہے ہوں گے

كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝

جیسے ٹڈیاں پھیلی ہوئی ہوں ۝ پکارنے والے کی طرف بھاگے جا رہے ہوں گے ۝ کافر کہتے ہوں گے یہ بڑا سخت دن ہے ۝

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝ فَدَعَا

ان سے پہلے قوم نوح نے بھی جھٹلایا تھا پس انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور کہا دیوانہ ہے اور جھڑک دیا گیا ۝ پس انہوں نے

رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ

اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہوں پس تو بدلہ لے ۝ پس ہم نے موسلا دھار پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے ۝ اور ہم نے زمین سے

عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝ تَجْرِيْ

چشمے جاری کر دیئے پھر پانی اس کام کے لئے مل گیا جو مقدر ہو چکا تھا ۝ اور ہم نے نوح کو تختوں اور میخوں والی کشتی پر سوار کیا ۝ جو چلتی تھی

بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ فَكَيْفَ

ہماری آنکھوں کے سامنے یہ بدلہ تھا اس شخص کا جس کا انکار کیا گیا تھا ۝ اور ہم نے اس کو ایک نشانی بنا کر چھوڑا پس کیا کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے پھر کیسا تھا

کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو بنایا اور قیامت تک جو کچھ ہونا تھا یا قیامت کے بعد یہ سب کچھ اس کی شان بے چون و چگون کا کرشمہ اور اس کی قدرت کی نیرنگیاں ہیں۔ لفظ اندازہ اور قدر سے کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ اندازہ میں شک اور تردد نیز خطا کا امکان ہوتا ہے۔ چونکہ خالق کا اندازہ اس کے علم ازلی کی روشنی کے احاطہ میں ہے جس میں سرمو کے بقدر کسی قسم کی خطا و خلاف واقع کا امکان نہیں ہے۔ اس کے برعکس مخلوق کا علم ناقص و غیر محیط ہے۔ لہٰذا انسانی اندازہ میں ہر وقت امکان خطا موجود اور وقوع خطا و غلط رہتے ہیں۔ جیسا کہ تجربہ شاہد ہے۔ اس لیے قضا و قدر پر ایمان لانا فرض اور اس کا انکار کفر ہے۔ فرق ضالہ میں سے ایک فرقہ قدریہ ہے۔ انھوں نے تقدیر خداوندی کا انکار کیا اور کہا کہ وقت کے ساتھ ساتھ اتفاقی طور پر جو کچھ ہو رہا ہے۔ یہ بنا تو اب بنتا چلا جاتا ہے۔ پہلے سے کوئی شئی موجود نہیں ہے۔ کیونکہ تقدیر کو تسلیم کرنے سے طرح طرح کے سوال جنم لیتے ہیں۔ لہٰذا تقدیر ہی کا انکار کیا جائے ”نہ رہے بانس نہ بجے بانسری“۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بار اس فرقہ کے شر سے بچنے کے لیے امت کو ہدایت فرمائی تھی۔ چنانچہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کا ارشاد ہے ہر امت میں کچھ مجوسی ہوتے ہیں اور میری امت کے مجوسی وہ لوگ ہوں گے جو تقدیر کا انکار کریں گے۔ لہٰذا اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرنا اور اگر مر جائیں تو ان کے ہاں (نماز جنازہ کے لیے) مت جانا۔ مسند احمد اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ اس امت میں بعض لوگوں کی شکلیں مسخ ہوں گی۔ یہ لوگ منکرین تقدیر و زندیق ہوں گے۔ حضرت ابن عباسؓ کا موقف منکرین تقدیر کے متعلق بڑا سخت ہے۔ چنانچہ حضرت عطاء بن ابی رباحؒ سے منقول ہے کہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس گیا۔ حضرت زمزم کے کنواں سے پانی نکال رہے تھے اور کپڑوں کا نچلا حصہ کافی بھیگ گیا تھا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ کچھ لوگ تقدیر کے متعلق باتیں کر رہے ہیں۔ حضرت نے تعجب سے پوچھا کہ کیا لوگ واقعی تقدیر کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ فرمانے لگے! اللہ کی قسم یہ آیتیں ”ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ۝ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ“ ایسے ہی لوگوں کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ یہ لوگ امت کے بدترین لوگ ہیں۔ تم نہ تو ان کے بیماروں کی عیادت کرو اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھو۔ اگر میں نے ان میں سے کسی ایک کو دیکھ لیا تو ان کی آنکھیں پھوڑ ڈالوں گا۔ (ابن کثیر) الغرض تقدیر بھلی بری سب اللہ عزوجل کی طرف سے ہے۔ انسان کو دم مارنے کی مجال نہیں ہے۔ تقدیر نوشتہ ہونے سے انسان عاجز نہیں بنتا۔ بلکہ جتنا اختیار اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیا ہے وہ برقرار رہتا ہے۔ فعل خیر اور فعل شر حضرت انسان اپنے اختیار سے کسب کرتا ہے۔ جس کے متعلق اس سے باز پرس ہوگی۔ اپنے گناہ اور جرم پر کوئی شخص نوشتہ تقدیر کو حجت اس وجہ سے نہیں بنا سکتا کہ تقدیر کا پتا کسب خیر یا کسب شر کے بعد چلتا ہے۔ پہلے سے کسی کو معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ

آیاتها ۷۸ — رکوعاتها ۳

سورہ رحمٰن مدنی ہے اور اس میں اٹھتر آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ﴿١﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿٢﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿٣﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿٤﴾ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

رحمٰن ہی نے، قرآن سکھایا، اسی نے انسان کو پیدا کیا، اسے بولنا سکھایا، سورج اور چاند ایک حساب سے

بِحُسْبَانٍ ﴿٥﴾ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ﴿٦﴾ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ﴿٧﴾

چل رہے ہیں، اور بوٹیاں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں، اور آسمان کو اسی نے بلند کیا، اور ترازو قائم کی

اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيْزَانِ ﴿٨﴾ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴿٩﴾

کہ ترازو (سے تولنے) میں زیادتی نہ کرو، اور انصاف سے تولو، اور تول کم نہ کرو

وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ﴿١٠﴾ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ﴿١١﴾ وَالْحَبُّ

اور اسی نے خلقت کے لئے زمین بچھائی، اس میں میوے اور غلاف والی کھجوریں ہیں، اور بھس دار

ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ﴿١٢﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٣﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ

اناج اور خوشبودار پھول، تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے، اسی نے انسان کو ٹھیکری کی طرح کھنکھناتی مٹی سے

كَالْفَخَّارِ ﴿١٤﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿١٥﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٦﴾

پیدا کیا، اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا، تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٨﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک ہے، تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے، اسی نے دو دریا رواں کئے

يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢١﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا

جو آپس میں ملتے ہیں، دونوں میں ایک آڑ ہے کہ اس سے تجاوز نہیں کر سکتے، تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے، دونوں دریاؤں سے

اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَاٰتُ فِى

موتی اور مونگے نکلتے ہیں، تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے، اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

سو تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۝ وہ حوریں ہیں جو خیموں میں بند رہنے والی ہیں ۝ پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمت کو جھٹلاؤ گے ۝

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ مُتَّكِئِينَ

نہ تو ان سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے چھوا ہوگا ۝ پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمت کو جھٹلاؤ گے ۝ تکیہ لگائے

عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

قالینوں پر ۝ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے جو سبز اور نہایت خوبصورت ہوں گے ۝ پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمت کو جھٹلاؤ گے ۝

تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝

آپ کے رب کا نام بابرکت ہے جو بڑی شان اور عظمت والا ہے ۝

افادات محمود:

وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۝ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اعمال وزن کرنے کے لیے ایک ترازو رکھی جائے گی جس کو عدل کہتے ہیں۔ اعمال تولنے کے بعد جس شخص کی نیکیوں کا پلڑا جھک جائے گا تو فرشتہ اعلان کرے گا کہ فلاں کامیاب ہو گیا جواب کبھی ناکام نہ ہوگا اور جس کا پلڑا ہلکا ہوگا تو فرشتہ اعلان کرے گا فلاں شخص ناکام و نامراد ہو اب کبھی سعید و بامراد نہ ہوگا۔ "فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝" اس سورت میں اللہ جل شانہٗ نے جو سوال جواب کا طریقہ رکھا ہے یہ اتمام حجت کے لیے ہے۔ ورنہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ دنیا کی عدالتیں بھی مجرم کو سزا دینے سے قبل شہادتیں اور پھر بار بار جرح کر کے مجرم کی تسلی کرا دیتی ہیں لہٰذا قیامت کے دن بھی ایسے مناظر ہوں گے جن کی وجہ کوئی یہ نہ کہہ سکے گا کہ مجھ کو بلا وجہ سزا دی جارہی ہے۔

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۝ ظاہر آیت سے تو یہی مترشح ہوتا ہے کہ ہمیشہ احسان کا بدلہ احسان سے دیا جائے گا لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سے احسانات کیے ان کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ جنت میں چلے جاتے لیکن وہ مسلمان نہ ہو سکے جو جنت میں جاتے تو وہ اس احسان سے محروم کیوں رہ گئے؟ (۱) اس سوال کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ابو طالب نے بوقت نزع خود یہ اعتراف کیا تھا کہ میں نے جو احسانات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کیے تھے چچا ہونے اور خونی رشتہ کے ناطے کیے تھے۔ دین الٰہی اور دین اسلام کی وجہ سے نہیں کیے تھے۔ لہٰذا ابو طالب کا احسان حضور پر من حیث النسب ہوا من حیث الرسول نہ ہوا۔ لہٰذا اس احسان کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ تو بالکل نہ رہا اور حضور کا رشتہ ابو طالب سے اگرچہ چچا بھتیجے کا تھا لیکن ایمان کے بغیر حضور بھی کسی کو جنت میں نہیں لے جا سکتے۔ کیونکہ کل اختیار کے مالک صرف اللہ تعالیٰ ہیں۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ ہر قسم کے نیک عمل کی قبولیت کے لیے اولین شرط ایمان ہے جب ایمان کسی کل

گیا نہ ہوتو وہاں دوسری نیکیاں کام آ سکتی ہوں۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ اگرچہ ایمان نہ ہونے کی وجہ سے باقاعدہ تو ابو طالب کو نہ ہوا لیکن ان کو جہنم میں تمام جہنمیوں سے ہلکی سزا ملے گی جیسا کہ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن ابو طالب کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے باقی جسم آگ سے محفوظ ہوگا لیکن ان جوتوں میں اتنی حرارت ہوگی جس کی وجہ سے اس کا دماغ ابل رہا ہوگا (نعوذ باللہ) حاصل یہ ہے کہ ان احسانات کا کچھ نہ کچھ نفع ابو طالب کو ہوگا۔ واللہ اعلم

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے سامنے سورۂ رحمٰن کی تلاوت فرمائی اور پوری سورت پڑھ لی۔ صحابہ کرام خاموش ہو کر سنتے رہے۔ حضورؐ جب تلاوت سے فارغ ہو گئے تو صحابہ کرامؓ سے فرمانے لگے کہ تم سے تو تمہارے جن بھائیوں نے اچھا جواب دیا تھا۔ جب میں نے ان کے سامنے سورۂ رحمٰن کی تلاوت کی تو جب "فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ" پڑھتا وہ جواب میں کہتے "ولا بشیء من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد" (ترمذی) لہٰذا اب بھی سورۂ رحمٰن کی تلاوت کے اختتام پر مندرجہ بالا الفاظ کہنے چاہئیں۔

إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ۝ وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝ فِي سِدْرٍ

مگر سلام سلام کہنا۔ اور داہنے والے، کیا اچھے ہیں داہنے والے۔ وہ بے کانٹے کی

مَخْضُودٍ ۝ وَطَلْحٍ مَنْضُودٍ ۝ وَظِلٍّ مَمْدُودٍ ۝ وَمَاءٍ مَسْكُوبٍ ۝ وَفَاكِهَةٍ

بیریوں میں ہوں گے۔ اور تہ بہ تہ کیلوں میں۔ اور لمبے سایوں میں۔ اور پانی کی آبشاروں میں۔ اور بہت سے میووں

كَثِيرَةٍ ۝ لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ۝ وَفُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ ۝ إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ

میں۔ جو نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ ان میں روک ٹوک ہوگی۔ اور اونچے اونچے فرشوں پر۔ ہم نے ان (حوروں) کو ایک خاص طرح

إِنْشَاءً ۝ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ۝ عُرُبًا أَتْرَابًا ۝ لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ ۝

پیدا کیا ہے۔ پھر ہم نے ان کو کنواریاں بنا دیا ہے۔ دل لبھانے والی ہم عمر۔ یہ داہنے والوں کے لئے۔

افادات محمود:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جب اس بیماری میں مبتلا ہو گئے، جس میں آپ کا انتقال ہوا ہے تو حضرت عثمان غنیؓ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت عبداللہ سے پوچھا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ فرمانے لگے۔ ذنوبی۔ یعنی مجھے اپنے گناہوں کا غم ہے۔ پھر حضرت عثمانؓ کہنے لگے کہ آپ کو کس چیز کی ضرورت ہے؟ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی۔ پھر حضرت عثمانؓ فرمانے لگے کیا میں اپنے کارندوں سے کہوں کہ آپ کو کچھ عطا یا کر دیں؟ کہ آپ کے کام میں لاویں؟ کہنے لگے مجھ کو ضرورت نہیں ہے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ چلو آپ کے بچوں کے کام آ جائیں گے۔ عرض کرنے لگے کہ امیر المومنین کیا آپ کو میری بچیوں کے متعلق احتیاج وفقر کا اندیشہ ہے؟ حالانکہ میں نے سب کو کہہ رکھا ہے کہ رات کو سورۂ واقعہ پڑھ لیا کریں۔ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو رات کو بلاناغہ سورۂ واقعہ پڑھتا ہے اسے کبھی فاقہ کشی کی نوبت نہیں آتی۔ (ابن عساکر)

وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۝

قیامت کے دن لوگ تین حصوں میں بٹ جائیں گے۔ اصحاب الیمین یعنی وہ لوگ جو عرش کے دائیں جانب ہوں گے اور ان کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو حضرت آدم کی دائیں پسلی سے پیدا ہوئے تھے۔ اصحاب الشمال یعنی وہ لوگ جو عرش کے بائیں جانب ہوں گے اور یہ کافر لوگ ہوں گے جن کے نامۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھوں میں ہوں گے اور یہ وہی لوگ ہوں گے جو حضرت آدمؑ کے بائیں جانب سے پیدا ہوئے تھے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت تک آنے والے اہل جنت کی ارواح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کے دائیں جانب سے پیدا فرمائیں اور حضرت آدم سے فرمایا کہ اپنی دائیں جانب کو دیکھو۔ جب حضرت آدم نے دیکھا تو یہ روحیں کیڑوں کی طرح رینگ رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا " هٰـؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ

ولا ابالی"

یعنی ان سب کو میں نے جنت کے لیے پیدا کیا ہے اور مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ یہ کس ملک کے رہنے والے ہیں، کون سی بولی بولنے والے ہیں؟ ان کی رنگتیں کیسی ہیں؟ کس خاندان اور حسب نسب سے ان کا تعلق ہے؟ پھر حضرت آدم کے بائیں جانب سے اہل جہنم کی روحوں کو پیدا فرمایا اور حضرت آدم کو کہا کہ بائیں جانب کو دیکھو۔ جب حضرت آدم نے دیکھا تو اہل جہنم کی روحیں زمین پر رینگ رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "خلقتهم للنار ولا ابالی" ان سب کو میں نے جہنم کے لیے پیدا کیا ہے اور مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں۔ اہل جنت کو دیکھ کر تو حضرت آدم خوش ہو گئے تھے۔ اب کی بار اہل جہنم کو دیکھ کر رنجیدہ ہو گئے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ: یہ تیسرا فریق ہے۔ یہ سبقت کرنے والے لوگ ہیں۔ ای السابقون الی الخیر امنہ حتی اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ مغفرت کی طرف آگے بڑھنے والے لوگ ہیں ان سے مراد انبیاء، شہداء اور صالحین ہیں۔

فَأَمَّآ إِن كَانَ مِنَ ٱلْمُقَرَّبِينَ ۞ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ۞ وَأَمَّآ

پھر (جب قیامت آئے گی) اگر وہ مقربین میں سے ہے ۞ تو (اس کے لئے) راحت اور خوشبو ہیں اور نعمت کے باغ ہیں ۞ اور

إِن كَانَ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلْيَمِينِ ۞ فَسَلَٰمٌ لَّكَ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلْيَمِينِ ۞ وَأَمَّآ

اگر وہ داہنے والوں میں سے ہے ۞ تو اے شخص تو جو داہنے والوں میں سے ہے تجھ پر سلام ہو ۞ اور

إِن كَانَ مِنَ ٱلْمُكَذِّبِينَ ٱلضَّآلِّينَ ۞ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ ۞ وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ ۞

اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہے ۞ تو کھولتا ہوا پانی مہمانی ہے ۞ اور دوزخ میں داخل ہونا ہے ۞

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ حَقُّ ٱلْيَقِينِ ۞ فَسَبِّحْ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلْعَظِيمِ ۞

بے شک یہ تحقیقی یقینی بات ہے ۞ سو اپنے رب کے نام کی تسبیح کر جو بڑا عظمت والا ہے ۞

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ

سورۂ حدید مدنی ہے اس میں انتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں جو چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں، اور وہ زبردست حکمت والا ہے، آسمانوں اور زمین کی

وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَ

بادشاہت اسی کے لئے ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، وہی سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور

الظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

ظاہر اور پوشیدہ ہے، اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے، وہی ہے جس نے آسمانوں اور

وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ

زمین کو چھ دن میں بنایا، پھر وہ عرش پر قائم ہوا، وہ جانتا ہے جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے

وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ

اور جو اس سے نکلتی ہے، اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے، اور جو اس میں چڑھتی ہے، اور وہ تمہارے ساتھ ہے

اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

جہاں کہیں تم ہو، اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے، آسمانوں اور زمین کی حکومت اسی کے لئے ہے

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ

اور سب امور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں، وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے، اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے

وَهُوَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا

اور وہ دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اس مال میں سے خرچ کرو

جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

جس میں اس نے تمہیں پہلوں کا جانشین بنایا ہے، سو جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے خرچ کیا ان کے لئے بڑا اجر ہے

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۚ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ

اور تمہیں کیا ہوا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور رسول تمہیں تمہارے رب پر ایمان لانے کے لئے بلا رہا ہے اور تم سے

أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ

عہد بھی لے چکا ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو وہی ہے جو اپنے بندے پر کھلی کھلی آیتیں نازل کر رہا ہے

بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝

تاکہ تمہیں اندھیروں میں سے نکال کر روشنی میں لائے اور بے شک اللہ تم پر بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا

اور تمہیں کیا ہو گیا جو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کا ورثہ تو اللہ ہی کے لئے ہے تم

يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً

میں سے اور کوئی اس کے برابر ہو نہیں سکتا جس نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا یہ ہیں جن کا اللہ کے نزدیک بڑا درجہ ہے

مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا

ان لوگوں پر جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور جہاد کیا اور اللہ نے ہر ایک سے نیک بدلہ کا وعدہ کیا ہے اور اللہ تمہارے

تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝

کاموں سے خبردار ہے ○

اقوالِ محمود:

سورۂ حدید کی ابتدائی آیات میں اثباتِ الوہیت پر دلائل ہیں۔ آگے پھر اثباتِ رسالت و ترغیب الی الایمان ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ الخ

فتح سے مراد یا تو فتح مکہ ہے یا صلح حدیبیہ ہے اور مقصد یہ ہے کہ جن صحابہ کرامؓ نے صلح حدیبیہ سے قبل اپنی جانوں اور مالوں سے گلستانِ اسلام کی آبیاری فرمائی ہے۔ وہ اور بعد والے برابر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس وقت مسلمان ہر اعتبار سے کمزور تھے۔ اس وقت کی قربانی کی نوعیت اور ہے۔ وہ قربانی نہایت ہی تنگ دستی میں کی گئی۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ نصیب فرمایا۔ مالی اعتبار سے بھی لوگوں کی پوزیشن مضبوط ہو گئی تھی لہٰذا دونوں صورتوں میں بڑا فرق ہے۔

كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ

ان کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب (آسمانی) ملی تھی پھر ان پر مدت لمبی ہو گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ قَدْ بَيَّنَّا

اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں ۝ اور جان لو کہ اللہ ہی زمین کو اس کے مرنے پیچھے زندہ کرتا ہے ہم نے تو تمہارے لئے

لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ

کھول کھول کر نشانیاں بیان کر دی ہیں تاکہ تم سمجھو ۝ بے شک خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور جنہوں نے اللہ کو

قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اچھا قرض دیا ان کے لئے دگنا کیا جائے گا اور انہیں عمدہ بدلہ ملے گا ۝ اور جو لوگ اللہ اور

بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ

اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں ان کے لئے

اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

ان کا اجر اور ان کی روشنی ہے گی اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہیں ۝

افاداتِ محمود:

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ الخ

قیامت کے دن جب لوگوں سے کہا جائے گا کہ پل صراط پر چڑھ جاؤ تو ایمان والوں کے ساتھ ایمان کی ایک خاص روشنی ہوگی اور امت محمدیہ کے مسلمانوں کی روشنی دیگر مسلم امتوں سے زیادہ واضح اور تیز ہوگی۔ منافقین بھی مسلمانوں کے ایمان کی روشنی میں چلیں گے۔ جیسے جیسے مسلمان آگے نکلیں گے تو منافق اندھیرے میں رہ جائیں گے۔ مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہم بھی دنیا میں تمہارے ساتھ تھے۔ ذرا ٹھہر جاؤ کہ ہم بھی تمہاری روشنی سے مستفید ہوں لیکن جواب ملے گا کہ پیچھے کی طرف پلٹ کر روشنی تلاش کرو۔ جیسے ہی پیچھے کی طرف متوجہ ہوں گے۔ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ایک دیوار حائل ہو جائے گی اور پھر مسلمانوں کے گزرنے کے بعد یہ لوگ کٹ کٹ کر جہنم کی تہہ میں آ گرتے جائیں گے۔ اعاذنا اللہ منہا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

اور ہم نے نوح

نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ

اور ابراہیم کو بھیجا تھا — اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی تھی — پس بعض تو ان میں راہ راست پر ہیں

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى

اور بہت سے ان میں سے نافرمان ہیں — پھر ان کے بعد — ہم نے اپنے اور رسول بھیجے — اور عیسیٰ — ابن مریم کو

ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً

بعد میں بھیجا — اور اسے ہم نے انجیل دی — اور ان کی پیروی کرنے والوں کے — دلوں میں — ہم نے نرمی اور

وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ

مہربانی رکھ دی — اور ترک دنیا جو انہوں نے خود ایجاد کی ہم نے وہ ان پر فرض نہیں کی تھی — مگر انہوں نے — رضائے الٰہی

اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ

حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا پھر اسے نبھا نہ سکے جیسا نباہنا چاہئے تھا تو ہم نے ان میں جو ان میں سے ایمان لائے ان کا اجر دیا

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ

اور بہت سے تو ان میں سے بدکار ہی ہیں — اے ایمان والو — خدا سے ڈرو — اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ

يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ

وہ تمہیں اپنی رحمت سے دوہرا حصہ دے گا — اور تمہیں ایسا نور عطا کرے گا — جس کی روشنی میں تم چلو — اور تمہیں معاف کر دے گا

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے — تاکہ اہل کتاب یہ نہ سمجھیں کہ — (مسلمان) اللہ کے — فضل میں سے

مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ

کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے — اور یہ کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے — جس کو چاہتا ہے دے — اور اللہ — بڑا فضل

الْعَظِيْمِ ۝

کرنے والا ہے

سُوْرَۃُ الْمُجَادَلَۃِ مَدَنِیَّۃٌ

آیتیں ۲۲ — سورۂ مجادلہ مدنی ہے — رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۚ

بیشک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ سے شکایت کر رہی تھی اور اللہ تم دونوں کی

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ ۢ بَصِيْرٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۖ

گفتگو سن رہا تھا بیشک اللہ سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۝ جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ۚ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۚ

ان کی مائیں تو وہی ہیں جنھوں نے انہیں جنا ہے اور بیشک وہ ایک نامعقول اور جھوٹی بات منہ سے نکالتے ہیں

وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا

اور بیشک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۝ اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے پھرنا چاہتے ہیں

فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

تو ایک غلام آزاد کرنا ہے اس سے پہلے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اس سے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں کی خبر رکھتا ہے

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۖ فَمَنْ لَّمْ

پھر جس شخص کو یہ میسر نہ ہو تو دو مہینے کے لگاتار روزے ہیں اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں پھر جو کوئی

يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۚ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَتِلْكَ حُدُوْدُ

ایسا نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں

اللّٰهِ ۗ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا

اور منکروں کے لئے دردناک عذاب ہے بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل کئے جائیں گے جس طرح

كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ ۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ يَوْمَ

ذلیل کئے گئے وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے اور ہم نے صاف صاف آیتیں نازل کر دی ہیں اور منکروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۝ جس دن

الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا

بھروسہ رکھتے ہیں۔ اے ایمان والو جب تمہیں مجلسوں میں کھل کر بیٹھنے کو کہا جائے تو کھل کر بیٹھو

يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

اللہ تمہیں فراخی دے گا اور جب کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو تم میں سے اللہ ایمان والوں کے

وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اور ان کے جنہیں علم دیا گیا ہے درجے بلند کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔ اے ایمان والو

اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ

جب تم رسول سے سرگوشی کرو تو اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ دے لیا کرو یہ تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ

وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ

کی بات ہے پھر اگر نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ کیا تم اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ

نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

دینے سے ڈر گئے پھر جب تم نے نہ کیا اور اللہ نے تمہیں معاف بھی کر دیا تو نماز قائم رکھو اور

الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔ کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جنہوں نے

تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ

اس قوم سے دوستی رکھی ہے جن پر اللہ کا غضب ہے نہ وہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے اور وہ جان بوجھ کر جھوٹ پر

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

قسمیں کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک وہ بہت برا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ لَنْ

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے پس وہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں تو ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ اللہ کے

تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ هُمْ

مقابلہ میں نہ تو ان کے مال ہی کچھ کام آئیں گے اور نہ ان کی اولاد کچھ کام آئے گی یہ دوزخی لوگ ہیں وہ

فِيهَا خٰلِدُوْنَ ۞ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ

اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں جس دن اللہ ان سب کو قبروں سے اٹھائے گا تو اس کے سامنے بھی ایسی ہی قسمیں کھائیں گے جیسی تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۚ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۞ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ

اور سمجھتے ہیں کہ ہم کچھ راہ پر ہیں خبردار بیشک وہی جھوٹے ہیں ان پر شیطان نے غلبہ پالیا ہے

فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۚ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۚ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۞

پس اس نے انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے یہی شیطان کا گروہ ہے خبردار بیشک شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۞ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ

بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہی لوگ ذلیلوں میں ہیں اللہ نے لکھ دیا ہے کہ

اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۞ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے بیشک اللہ زبردست اور غالب ہے آپ کسی ایسی قوم کو نہ پائیں گے جو اللہ اور قیامت کے

الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ

دن پر ایمان رکھتی ہو اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا

اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ

بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کو اپنے فیض سے

مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ

قوت دی ہے اور وہ انہیں جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے

عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞

راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہی اللہ کا گروہ ہے خبردار بیشک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے

افادات محمود:

شان نزول

اسلام سے قبل عربوں میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو یہ کہہ دیتا "انت علی کظہر امی" یعنی تو میرے لیے میری ماں کی مانند ہے۔ تو وہ عورت ہمیشہ کے لیے شوہر پر حرام ہو جاتی۔ اسلام میں اس کے متعلق ابھی کوئی ہدایت یا ضابطہ نہیں آیا تھا کہ حضرت اوس بن صامتؓ نے اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہؓ کو یہی الفاظ کہہ

دیے۔ صحابی بھی بزرگ ہیں اور بیوی بھی بوڑھی ہیں۔ حضرت خولہ کو اس بات کا بڑا غم ہوا کہ اب اس بڑھاپے میں میں کہاں جاؤں گی؟ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور مسلسل شکایت کرتی رہیں۔ بڑھاپے اور اپنی بے کسی، عجز و انکساری کا اظہار کرتی رہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نقل فرماتی ہیں کہ خولہ کہنے لگی:

یا رسول اللہ اکل مالی وافنی شبابی ونثرت له بطنی حتی اذا کبرت سنی وانقطع ولدی ظاہر منی (ابن کثیر)

یا رسول اللہ میرے پاس جو مال تھا وہ میرے میاں کے ہاں خرچ ہو گیا اور میری جوانی بھی اس کے پاس ختم ہو گئی وہ اس کے ہاں میری اولاد ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ جب میں عمر رسیدہ ہو گئی اور (سن یاس کو پہنچ کر) لاولد ہو گئی تو اس نے مجھ سے ظہار کر لیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابھی وہ مجلس سے اٹھی بھی نہ تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مجادلہ کی یہ چند آیتیں نازل فرمائیں جن میں ظہار کے کفارے کا بیان ہے کہ ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ غلام کو آزاد کیا جائے یا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے جائیں یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلایا جائے۔ یاد رہے کہ یہ صرف ظہار کا کفارہ ہے۔ طلاق کے احکام اور ہیں، وہاں کفارہ نہیں ہوتا، بلکہ طلاق کی نوعیت کا جائزہ لیا جائے گا کہ رجعی ہے، بائنہ ہے یا مغلظہ ہے۔ پھر احکام صادر فرمائے جائیں گے۔

مسند احمد میں حضرت سلمہ ابن صخر انصاریؓ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رمضان المبارک کے مہینے میں اپنی بیوی سے ظہار کر لیا اور پھر اس سے مباشرت کر لی۔ صبح مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور میں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ حضورؐ کے پاس چلو تاکہ میں حضورؐ سے اپنی اس غلطی کے متعلق پوچھ سکوں تو لوگوں نے میرے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری قوم کے متعلق کوئی ایسا حکم نازل ہو کہ پوری قوم کے لیے باعث ننگ و عار ہو۔ لہٰذا تو اکیلا ہی چلا جا ہم ساتھ نہیں جا سکتے۔ تو میں اکیلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ آپؐ سے کہہ سنایا۔ آپؐ نے بار بار پوچھا کہ کیا واقعی تو نے یہ غلطی کی ہے؟ میں نے اعتراف جرم کرتے ہوئے عرض کی کہ ہاں مجھ سے یہ غلطی سرزد ہوئی ہے۔ لہٰذا جو اللہ کا حکم ہو وہ میرے متعلق نافذ فرما دیجئے۔ میں اس پر صبر کروں گا۔ حضورؐ نے فرمایا غلام آزاد کر۔ میں نے اپنی گردن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھا کر کہا کہ میں سوائے اپنی گردن کے اور کسی گردن کا مالک نہیں ہوں۔ پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ۔ میں نے عرض کیا کہ حضور روزوں ہی کی وجہ سے تو اس معاملے میں مبتلا ہوا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا پھر صدقہ کر۔ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے ہم نے رات اس حال میں گزاری ہے کہ رات کا کھانا ہمارے پاس نہ تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ بنی زریق میں جو صاحب استطاعت و ثروت لوگ ہیں ان کے ہاں چلا جا اور ان سے کہہ دینا کہ آپ کو صدقات دے دیں ان میں سے کچھ تو ساٹھ

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ

آیتیں ۲۴ سورت حشر مدنی ہے رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِيْ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے

اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ

اہل کتاب کے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلا حشر کرنے کے وقت نکال دیا۔ حالانکہ تمہیں ان کے

يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ

نکلنے کا گمان بھی نہ تھا اور وہ بھی سمجھ رہے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچا لیں گے پھر اللہ کا عذاب ان پر وہاں سے آیا کہ جہاں ان کو

يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي

گمان بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں ہیبت ڈال دی کہ اپنے گھروں کو اپنے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے آپ

الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ

اجاڑنے لگے تو اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔ اور اگر اللہ نے ان کے لئے وطن کا چھوڑنا لکھ دیا ہوتا تو انہیں دنیا ہی میں

فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ

سزا دیتا اور آخرت میں تو ان کے لئے آگ کا عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی

وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا

اور جو اللہ کی مخالفت کرے تو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ مسلمانو! تم نے جو کھجور کے درخت کاٹ ڈالے یا ان کو اپنی

قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي

جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب اللہ کے حکم سے ہوا اور تاکہ وہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔ اور جو کچھ اللہ نے اپنے

رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ

رسول کو ان سے غنیمت دلایا تو تم نے اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے لیکن اللہ

رُسُلَهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

رسولوں کو غالب کر دیتا ہے جس پر چاہتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے ۝ جو مال خدا نے اپنے رسول کو

مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ

دیہات والوں سے مفت دلوایا سو وہ خدا اور رسول اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور

السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ

مسافروں کے لئے ہے تاکہ وہ تمہارے دولتمندوں ہی میں گردش نہ کرتا رہے اور جو تمہیں رسول دے

فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَاۗءِ

اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ۝ وہ مال

الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ

وطن چھوڑنے والے مفلسوں کے لئے بھی ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل

وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

اور اس کی رضامندی چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ سچے (مسلمان) ہیں ۝ اور (ان کا بھی)

تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ

جن لوگوں نے ان سے پہلے (مدینہ) گھر اور ایمان حاصل کر لیا ہے ان کے پاس وطن چھوڑ کر آتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں

صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ڵ

اور اپنے دلوں میں اس کی نسبت کوئی خواہش نہیں پاتے جو مہاجرین کو دیا جائے اور وہ اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہو

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ جَاۗءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا جائے پس وہی لوگ کامیاب ہیں ۝ اور ان کے لئے بھی جو مہاجرین کے بعد آئے (اور)

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا

دعا کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں

غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا

ایمانداروں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دے اے ہمارے رب بیشک تو مہربان نہایت رحم والا ہے ۝ کیا آپ نے منافقوں کو نہیں دیکھا

يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ

جو اپنے اہل کتاب کے کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے تو ضرور

لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَ

ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے معاملہ میں کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور

اللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝١١ لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا

اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ سراسر جھوٹے ہیں۔ اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی

يَنْصُرُونَهُمْ وَلَئِنْ نَصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ۝١٢ لَأَنْتُمْ

مدد بھی نہ کریں گے اور اگر ان کی مدد کریں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ان کو مدد نہ ملے گی۔ البتہ تمہارا

أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۝١٣ لَا

خوف ان کے دلوں میں اللہ (کے خوف) سے بڑھا ہوا ہے۔ یہ اس لئے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں۔ یہ

يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ

تم سے سب مل کر بھی نہیں لڑ سکتے مگر محفوظ بستیوں میں یا دیواروں کی آڑ میں۔ ان کی لڑائی تو آپس میں

شَدِيدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۝١٤

سخت ہے۔ آپ ان کو متفق سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے دل الگ الگ ہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔

كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝١٥

ان کا حال تو پہلوں جیسا ہے کہ جنھوں نے ابھی اپنے کام کی سزا پائی ہے اور ان کے لئے (آخرت میں) دردناک عذاب ہے۔

كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ

(ان کی) مثال شیطان کی سی ہے کہ وہ آدمی سے کہتا ہے کہ تو منکر ہو جا پھر جب وہ منکر ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری ہوں

إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝١٦ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا

کیونکہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ہے۔ تو ان دونوں کا انجام یہ ہے کہ دونوں دوزخ میں ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے

وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝١٧ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ

اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لئے کیا

لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا

آگے بھیجا ہے۔ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے اللہ کو

اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ

بھلا دیا پھر اللہ نے بھی ان کو ایسا کر دیا کہ وہ اپنے آپ ہی کو بھول گئے یہی لوگ نافرمان ہیں۔ دوزخی اور جنتی برابر

وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي

نہیں ہو سکتے جنتی ہی کامیاب ہیں۔ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر

جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا

نازل کرتے تو آپ اسے دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے جھکا اور پھٹا جاتا ہے اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ

بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور کریں۔ وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں سب چھپی اور کھلی

وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ

باتوں کا جاننے والا ہے وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ

الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

پاک ذات سلامتی دینے والا امن دینے والا نگہبان زبردست خرابی کا درست کرنے والا بڑی عظمت والا۔ اللہ پاک ہے

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ

ان چیزوں سے جن کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا ٹھیک ٹھیک بنانے والا صورت دینے والا اسی کے اچھے اچھے نام ہیں۔ سب چیزیں

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اس کی تسبیح کرتی ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو مدینہ منورہ کے قریب ہی بنو نضیر یہودی آباد تھے۔ ان کا مسلمانوں کے ساتھ غیر جانبدار رہنے کا معاہدہ ہوا کہ نہ ہم آپ لوگوں کا ساتھ دیں گے اور نہ ہی آپ لوگوں کے خلاف لڑیں گے مگر ان لوگوں نے عہد شکنی کرتے ہوئے مسلمانوں کو کئی اطراف سے نقصان پہنچانے

کی کوشش کی جس کے سبب سے بنی نضیر پر قہر الٰہی پڑا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس بنی عامر کا ایک شخص ابو براء آیا تو حضورؐ نے اس کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے نہ تو اسلام قبول کیا اور نہ ہی
رد کیا، لیکن حضورؐ سے کہنے لگا کہ آپ چند مخیر اور سمجھدار آدمی میرے ساتھ بھیج دیں تو امید ہے کہ ان کی دعوت سے
ہماری قوم میں اسلام پھیل جائے گا اور لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ حضورؐ نے ستر صحابہ کرام جو کہ قراء تھے ان کے
ساتھ بھیج دیے اور قبیلہ کے رئیس عامر بن طفیل کے نام خط بھی ارسال فرمایا۔ یہ حضرات جب بیر معونہ کے مقام پر
پہنچے تو جو حامل خط تھا سب سے پہلے اس کو شہید کیا اور پھر ان لوگوں نے بنی عامر سے مدد مانگی کہ ہم ان تمام صحابہ
کرام کو شہید کرنا چاہتے ہیں۔ آپ لوگ مدد کریں، لیکن بنو عامر نے کہا کہ ہمارے چچا ابو براء نے چونکہ ان کو پناہ
دی ہے، لہٰذا ہم ان کو ضرر پہنچانے کے حق میں نہیں ہیں۔ پھر ان لوگوں نے دیگر قبائل رعل اور ذکوان وغیرہ سے مدد
مانگی اور ان سب نے مل کر سوائے چند ایک کے باقی تمام صحابہ کرامؓ کو شہید کر دیا۔ زندہ بچ کر آنے والے ایک
حضرت عمرو بن امیہ ضمری تھے اور دوسرے حضرت منذر تھے۔ حضرت منذر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے اور حضرت
عمرو جب واپس مدینہ منورہ جانے لگے تو بنی عامر کے دو شخص بھی ساتھ ہو گئے، راستہ میں حضرت عمرو نے ان کو
قتل کر دیا اور مدینہ پہنچ کر حضورؐ کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ بنی عامر کے ساتھ چونکہ ہمارا معاہدہ ہو چکا
تھا لہٰذا ان دو مقتولین کی دیت ہمیں ادا کرنی پڑے گی۔ حضورؐ کو صحابہ کی شہادت کا بے حد قلق ہوا چنانچہ ایک ماہ تک آپ فجر کی
نماز میں قنوت نازلہ پڑھتے ہوئے رعل و ذکوان وغیرہ کے لیے بددعا کرتے رہے۔ (بخاری) ادھر بنو عامر اور بنو
نضیر یہودی آپس میں ایک دوسرے کے حلیف تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیت کی رقم میں حلیفانہ حصہ لینے کی
غرض سے بنی نضیر کے ہاں تشریف لے گئے۔ بظاہر تو وہ بڑی خندہ پیشانی سے پیش آئے لیکن آپس میں مشورہ
کیا کہ یہ وقت سب سے بہتر ہے کہ کوئی شخص اوپر سے جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر چکی کا پاٹ یا کوئی وزنی پتھر گرا
دے تاکہ یہ قصہ ہی ختم ہو جائے (العیاذ باللہ) ایک بدبخت اس کام کے لیے تیار ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی
اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کر دی۔ آپ وہاں سے اٹھ کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور صحابہ کرامؓ کو بنو نضیر پر حملہ کی
تیاری کا حکم دے دیا۔ بنو نضیر کو جب معلوم ہوا تو قلعوں میں محصور ہو گئے، لیکن صحابہ کرامؓ نے ان کو میدان جنگ
میں لانے کے لیے ان کے بعض درخت جلائے اور کچھ باغات کو نقصان پہنچایا۔ یہودی چیخ اٹھے کہ آپ لوگ فساد فی
الارض سے لوگوں کو منع کرتے ہیں اور خود فساد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ یہ اللہ کے رسول کے تصرف
ہیں۔ یہ جو کچھ کر رہے ہیں یہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے کر رہے ہیں۔ یہ فساد نہیں ہے، بلکہ خدا کے باغیوں اور
نافرمانوں کا یہی علاج ہے۔ چنانچہ اس منظر کو دیکھ کر یہودی اس بات پر راضی ہو گئے کہ وہ جو کچھ سامان اپنے ساتھ
لے جا سکتے ہیں سوائے اسلحہ کے وہ لے جائیں گے اور مدینہ کے قریب اپنے مکانات خالی کر دیں۔

چنانچہ جو کچھ اونٹوں پر سامان لاد سکے لاد لیے حتیٰ کہ غیظ و غضب میں آ کر دروازے اور کواڑ تک اکھاڑ کر

گرا دینوں پر لادتے رہے۔ اسی دوران عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کا پیام بھی بنو نضیر کو پہنچا کہ تم ڈٹے رہو، ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔ اگر تم قتل ہو گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ قتل ہوں گے اور اگر تم باہر نکالے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوں گے لیکن منافقین کے پیچھے عقائد و نظریات کے سر پیچ نہیں ہوتے۔ اسی طرح ان کی کوئی زبان ہوتی ہے نہ عہد و پیمان۔ انہوں نے بنی نضیر کی مدد کے لیے نہ تو کوئی آدمی بھیجا نہ ان کی مدد کی۔ ان کی رسوائی اور ذلت و خواری کو دیکھ کر کف افسوس ملتے اور خود بھی جھوٹ اور بدعہدی کے مرتکب ہو کر رسوا ہوتے رہے۔

بنو نضیر نے مدینہ مکمل طور پر خالی کر دیا۔ بعض ملک شام چلے گئے اور بعض خیبر چلے گئے۔ حضرت فاروق اعظمؓ کے دور میں خیبر والے یہودی بھی ملک شام چلے گئے۔ اسی طرح وہ مقدس زمین ان ناپاک لوگوں سے پاک ہو گئی جنھوں نے اسے ظاہری و باطنی نجاستوں سے آلودہ کر رکھا تھا۔

یہاں جو مال مسلمانوں کے ہاتھ لگا تھا وہ کسی خاص مزاحمت کے بغیر ہاتھ آیا تھا، اس لیے اس میں تصرف کا کلی اختیار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا۔ یہ مال فئی تھا، مال غنیمت نہ تھا۔ حضورؐ نے وہ مال مہاجرین میں تقسیم فرما دیا تاکہ انصار جو اب تک مہاجرین کی نصرت بصورت مال دار کرتے رہے ان پر بوجھ کم ہو جائے۔ اس سورت میں چونکہ پہلے دو رکوع بنی نضیر کے اسی واقعہ پر مشتمل ہیں، اسی وجہ سے حضرت ابن عباسؓ اس سورت کو ”سورۃ بنی نضیر“ کہا کرتے تھے۔

سورۃ حشر کی آخری تین آیات کی فضیلت

ترمذی شریف میں بروایت حضرت ابو ہریرہ یہ حدیث موجود ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تین بار اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سورۃ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھ لیتا ہے۔ وہ اگر صبح یہ عمل کرتا ہے تو صبح سے شام تک ستر ہزار فرشتے اس کی مغفرت کے لیے دعا کرتے ہیں اور اگر دن میں اس کی موت واقع ہو گئی تو شہادت کی موت نصیب ہو گی اور اگر وہ شام کو یہ عمل کرتا ہے تو صبح تک اسی طرح ہو گا۔ یعنی ستر ہزار فرشتے ساری رات اس کی مغفرت کے لیے دعا کریں گے اور اگر اس رات کو اس کی موت واقع ہو گئی تو شہادت کی موت نصیب ہو گی۔ واللہ اعلم

سورۃ الممتحنۃ

آیتیں ۱۳ سورت ممتحنہ مدنی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ

اے ایمان والو میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان کے پاس دوستی کے پیغام بھیجتے ہو

وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا

حالانکہ تمہارے پاس جو سچا دین آیا ہے اس کے یہ منکر ہو چکے ہیں رسول کو اور تمہیں اس بات پر نکالتے ہیں کہ تم اللہ اپنے رب پر

بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۤ ۖ تُسِرُّوْنَ

ایمان لائے ہو اگر تم جہاد کے لئے میری راہ میں اور میری رضا جوئی کے لئے نکلے ہو تو ان کو دوست مت بناؤ تم ان کے پاس

اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۤ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ

چپکے دوستی کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم چھپ کر اور ظاہر کرتے ہو اور جس نے تم میں سے یہ کام کیا

فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا

تو وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا ○ اگر وہ تم پر قابو پا جائیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں اور تم پر اپنے

اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ

ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی سے دراز کریں اور وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ ○ تمہیں تمہارے

اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

رشتے ناطے اور تمہاری اولاد قیامت کے دن کام نہ دیں گے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور جو تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھتا ہے

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا

بیشک تمہارے لئے ابراہیم میں اچھا نمونہ ہے اور ان لوگوں میں جو ان کے ہمراہ تھے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بیشک

بُرَءٰۗؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ

ہم تم سے بیزار ہیں اور ان سے جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم نے تمہارا انکار کر دیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان

اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ

اللہ تو ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے پس اگر تم انہیں ایمان والی معلوم کر لو تو انہیں کفار کی طرف نہ لوٹاؤ

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

نہ وہ (عورتیں) ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ (کافر) ان کے لئے حلال ہیں اور ان کافروں کو دے دو جو انہوں نے خرچ کیا اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ

اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۭ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔـلُوْا

تم ان سے نکاح کر لو جب تم انہیں ان کے مہر دے دو اور کافر عورتوں کے ناموس قبضے میں نہ رکھو اور جو تم نے ان عورتوں پر خرچ کیا تھا

مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔـلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

مانگ لو اور جو انہوں نے خرچ کیا وہ مانگ لیں یہ اللہ کا حکم ہے جو تمہارے لئے صادر فرماتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا

حَكِيْمٌ ۝ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ

حکمت والا ہے اور اگر کوئی عورت تمہاری عورتوں میں سے کفار کے پاس نکل گئی ہے پھر تمہاری باری آ جائے تو تم ان

ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱ يٰٓاَيُّهَا

مسلمانوں کو دے دو جن کی بیویاں چلی گئی ہیں جتنا کہ انہوں نے خرچ کیا تھا اور اس اللہ سے ڈرو کہ جس پر تم ایمان لا چکے ہو اے

النَّبِيُّ اِذَا جَاۗءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓي اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَـيْـــًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ

نبی جب آپ کے پاس ایمان والی عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی

وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ

اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ بہتان کی اولاد لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان

وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ

گھڑ لیں اور نیک بات میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی تو ان کی بیعت قبول کر لو اور ان کے لئے اللہ سے بخشش مانگو بیشک

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے اے ایمان والو اس قوم سے دوستی نہ کرو جن پر خدا کا غضب ہوا

قَدْ يَىِٕسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَىِٕسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝

وہ آخرت سے ایسے ناامید ہو گئے جیسے کافر اہل قبور سے ناامید ہو گئے

افادات محمود

شان نزول

۸ھ میں اہل مکہ کی عہد شکنی کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی تیاری کا پروگرام بنایا اور صحابہ کرامؓ کو بھی تیاری کا حکم دے دیا۔ ساتھ ہی آپؐ نے دعا فرمائی "اللّٰھم عم علیھم خبرنا" "اے اللہ ہماری تیاری کی خبر ان سے پوشیدہ رکھ۔" اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی۔ ادھر واقعہ یہ ہوا کہ جو حضرات مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما چکے تھے اور ان کے اہل و عیال میں سے کوئی نہ کوئی مکہ میں رہ گیا تھا۔ اس طرح اکثر مہاجرین کے بعض عزیز و اقارب مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے، لیکن قریش سے رشتہ داری کی وجہ سے عام مہاجرین اپنے اہل و عیال کے حوالے سے چنداں فکر مند نہ ہوتے تھے لیکن حضرت حاطب بن ابی بلتعہ ایسے شخص تھے جن کا قبیلہ و نسل کے حوالے سے قریش سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ وہ حضرت عثمانؓ کے حلیف تھے۔ حضرت حاطب نے جب ہجرت فرمائی تو بچوں کے متعلق بہت پریشان تھے، لہٰذا اس وقت جب حضورؐ جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے، حضرت حاطب نے سوچا کہ اہل مکہ میرے اسلام و ہجرت کی وجہ سے میرے بچوں پر ظلم کے پہاڑ ڈھا رہے ہوں گے۔ کیوں نہ میں اس خبر کی سوچ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو جنگ کی تیاری اور حضورؐ کے پروگرام سے آگاہ کر دوں۔ وہ لوگ بروئے قاعدہ "ان الانسان عبید الاحسان" میرے اس احسان کے عوض میرے بچوں پر ظلم نہ کریں گے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فتح و نصرت کے جو وعدے فرمائے ہیں وہ تو پورے ہو کر رہیں گے خواہ اہل مکہ جنگ سے باخبر ہوں یا بے خبر۔

مکہ مکرمہ سے ایک عورت مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے پاس یہ آس لے کر آئی تھی کہ مسلمان میرے ساتھ کچھ تعاون کریں اور بحمد اللہ مسلمانوں نے تعاون کیا۔ جب وہ واپس مکہ مکرمہ جانے لگی تو حضرت حاطبؓ نے خط لکھ کر اس کے حوالہ کر دیا کہ یہ خط فلاں فلاں آدمی کو دینا لیکن زبانی اسے خط کے مضمون سے آگاہ نہیں کیا۔ جب وہ خط لے کر مدینہ سے روانہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضورؐ کو اطلاع کر دی کہ آپ کا راز فاش ہو رہا ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت مقداد بن اسودؓ کو فرمایا کہ جاؤ روضہ خاخ کے مقام پر وہ عورت تم لوگوں کو ملے گی۔ اس سے خط لے آؤ۔ یہ حضرات گھوڑوں پر اس کے تعاقب میں چلے گئے اور بالکل اسی مقام پر اسے پا لیا جو مقام حضورؐ نے مقرر فرمایا تھا۔ ان حضرات نے کہا کہ خط دے دو۔ پہلے تو اس نے انکار کیا۔ لیکن صحابہ کرامؓ نے کہا کہ اللہ کے رسول کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ یا تو خط دے دو ورنہ ہم تیری جامہ تلاشی لیں گے۔ پھر اس نے بالوں کی چوٹی یا سرین کے نیچے سے خط نکال کر دے دیا۔ یہ حضرات خط لے کر حضورؐ کے پاس پہنچ گئے تو حضرت فاروق اعظمؓ کی ایمانی غیرت جوش میں آ گئی۔ فرمایا حضورؐ مجھے اجازت دیجئے کہ جس شخص نے خدا اور اس کے رسول سے خیانت کی ہے، میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔

حضورؐ نے فرمایا عمر جلد بازی مت کرنا۔ یہ بدری صحابی ہیں۔ حضرت حاطبؓ سے جب حضورؐ نے پوچھا کہ حاطب یہ آپ نے کیا کیا تو وہ عرض کرنے لگے "ما فعلت ذالک نفاقاً و لا ارتداداً عن دینی و لا رضاً بالکفر بعد الاسلام" نہ تو میں نے منافق ہو کر یہ کام (خط ارسال) کیا ہے نہ ہی اپنے دین سے مرتد ہوا ہوں (العیاذ باللہ) اور نہ ہی کفر کی طرف داری اور ساتھ دینے کی وجہ سے۔ پھر مذکورہ بالا تفصیل خود ہی بیان فرمائی تو حضورؐ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اس نے سچ کہا ہے۔ (ابن کثیر)

سورۂ ممتحنہ کی ابتدا میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔

حضرت حاطب کو ان کی غلطی پر تنبیہ کی گئی کہ جو اللہ کے دین اور اللہ کے رسول کے دشمن ہیں ان کی طرف اس انداز میں بھی دوستی کا ہاتھ بڑھانا کہ حقیقت میں دوستی نہ ہو اور بظاہر اس میں کچھ سا کوئی فائدہ بھی ہو مگر اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں ہے۔ آئندہ محتاط رہنا۔

اس کے بعد آگے چند آیات میں پھر یہی مضمون بیان فرمایا گیا ہے کہ تم ایسے لوگوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہو جنہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ زبان، ہاتھ، قول و فعل الغرض جس طرح بھی مسلمانوں کو کوئی تکلیف پہنچانا ممکن تھی اس میں انہوں نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی۔ نیز اگر اللہ تعالیٰ آپ کے بیوی بچوں کو کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو اس کو کون روک سکتا ہے؟ اور حضورؐ کا راز فاش کرنے کی پاداش میں آخرت میں اگر سزا ہو گئی تو کیا بیوی بچے اس سزا سے بچا سکیں گے؟ آگے حضرت ابراہیمؑ کی برأت کا ذکر فرمایا کہ دیکھو جب اللہ کے پیغمبر نے بھانپ لیا کہ یہ لوگ شرک سے باز نہیں آتے تو صاف صاف اعلان فرما دیا کہ "انا برءٰؤا منکم و مما تعبدون من دون اللہ" یعنی میں تم سے اور تمہارے شرک سے برأت کا اعلان کرتا ہوں۔ لہٰذا ایمان والوں کو بھی یہی روش اپنانی چاہیے کفر سے مکمل برأت کا اظہار کریں اور ان سے کسی قسم کے دوستانہ تعلقات نہ رکھیں۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ الخ

اس آیت میں رسوم جاہلیت کی مکمل تردید ہے۔ جب عورتیں مسلمان ہو کر آتی تھیں ان کے سامنے یہ آیت پڑھی جاتی تھی۔ کبھی خود حضورؐ یہ آیات پڑھتے اور کبھی آپؐ کی طرف سے صحابہ کرام پڑھتے اور ان خواتین اسلام سے اعتراف اور اقرار کرایا جاتا تاکہ جاہلیت کی جو رسمیں اس آیت میں مذکور ہیں وہ ان سے باز رہیں گی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ عورتوں سے زبانی کلامی بیعت فرماتے تھے۔ لیکن کبھی آپ کے ہاتھ نے کسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا۔ جب غیر محرم عورتوں سے اختلاط کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک عمل یہ ہے جو اوپر ذکر ہوا ہے حالانکہ آپ بالاتفاق پوری امت کے روحانی باپ ہیں تو آج کے نام نہاد پیروں عاملوں کا کیا حشر ہو گا۔ یہ لوگ بے تکلف غیر محرم عورتوں کے ساتھ مجلس میں جاتے ہیں۔ کبھی تو ان کے ہاں ٹھہرتے ہیں۔ کبھی غیر محرم عورتوں کی میزبانی کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق سوائے حسرت اور افسوس کے کیا کہا جائے؟ واللہ اعلم

سُورَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ

آیتیں ۱۴ سورت صف مدنی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا

جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے ○ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا

ایمان والو کیوں کہتے ہو جو نہیں کرتے ہو ○ اللہ کے نزدیک بڑی ناپسند بات ہے یہ کہ

مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ

وہ کہو جو کرو نہیں ○ بیشک اللہ ان کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ

بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ

سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں ○ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو حالانکہ

تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۖ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں پھر جب وہ پھر گئے تو اللہ نے ان کے دل پھیر دیے اور اللہ نافرمان

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ

لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ○ اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل بیشک میں

رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ

اللہ کا تمہاری طرف رسول ہوں تورات جو مجھ سے پہلے ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور ایک رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں

مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہوگا پھر جب وہ آیا کھلی نشانیاں لے کر ان کے پاس تو کہنے لگے یہ صریح جادو ہے ○

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۗ وَاللّٰهُ

اور اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسلام کی طرف اسے بلایا جا رہا ہو اور اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ۝ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ

ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ۝ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہوں سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا

وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ۝ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ

اگرچہ کافر برا مانیں ۝ وہی تو ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے

كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝

اگرچہ مشرک ناپسند کریں ۝

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

غزوۂ بدر کے بعد بعض مسلمان آپس میں کہنے لگے کہ اگر آئندہ کوئی جنگ ہوئی تو ہم خوب جواں مردی و بامردی کا مظاہرہ کریں گے اور بہادری کے جوہر دکھائیں گے، لیکن غزوۂ احد میں وہ معیار قائم نہ رہ سکا۔ بعض مسلمان آپس میں یہ گفتگو کر رہے تھے کہ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر عمل کون سا ہے تو ہم پوری قوت کے ساتھ وہ عمل سرانجام دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا سورت کی ابتدائی آیات میں جتلا دیا کہ بلند بانگ دعوے کرنا اور پھر ان کے مطابق عمل نہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے اعمال سے بیزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پسندیدہ و محبوب ترین عمل جتلا دیا کہ اس کے راستہ میں ایسا جہاد کیا جائے کہ گویا یہ سیسہ پلائی دیوار معلوم ہوتی ہوں، لیکن اب دیکھنا ہے کہ تم اس تمنا میں کس حد تک سچے ثابت ہوتے ہو؟ الغرض اللہ تعالیٰ نے ضابطہ جتلا دیا کہ ایک تو اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگنی چاہیے کہ انسان کسی آزمائش میں مبتلا نہ ہو کیونکہ بعد از ابتلاء معلوم نہیں کہ اس کا نتیجہ مبتلا ہونے والے کے حق میں نکلتا ہے یا خلاف نکلتا ہے؟ دوسرا یہ ہے کہ بندہ کو زیبا ہے۔ کسی بھی موقع پر کوئی بلند بانگ دعویٰ نہ کرے۔ اللہ رب العزت کے سامنے اپنی عاجزی و بے بسی کا اظہار کرتا رہے۔ پھر اگر اسلام کی کوئی ایسی خدمت سامنے آ جائے تو انسان پوری قوت سے وہ خدمت سرانجام دیتے ہوئے ہر قسم کی سرگرمی اور اسے کھپنے کے لیے تیار رہے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهِ الخ

بنی اسرائیل نے بھی بڑے بڑے دعوے کیے تھے، لیکن جب قتال کا حکم ہوا تو انہوں نے اللہ کے نبی کے سامنے نہایت ہی بے باک ہو کر کہا تھا کہ آپ اور آپ کا رب جا کر دونوں لڑیں، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ لہٰذا مذکورہ بالا واقعہ کی مناسبت سے بنی اسرائیل کا بھی ذکر فرما دیا۔

ہوتی۔ ایک روایت میں ہے کہ مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر چند دن وحی نہ آئی تو کعب بن اشرف یہودی نے دیگر یہودیوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ روشنی بجھادی ہے جو اس پر آسمان سے اترتی تھی، لہٰذا اب ان کی بات پوری نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر بتادیا کہ جیسے آفتاب و ماہتاب کی روشنی کو پھونکوں سے بجھایا نہیں جاسکتا، اسی طرح حضور کے لائے ہوئے حق کو تم مغلوب اور کمزور نہیں کرسکتے ہو۔

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ الخ

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اسلام کے بالمقابل کوئی اور مذہب بالکل نہیں رہے گا یا بے دینی بالکل ختم ہو جائے گی۔

در کارخانہ قدرت کفر ناگزیر است
دوزخ کرا بسوزد گر بولہب نہ باشد

جس زمانہ میں بھی اسلام کا غلبہ ہو جائے، قرآن کی آیت بھی ثابت ہو جائے گی۔ بعض مفسرین کے ہاں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں تشریف لے آئیں گے تو وہ وقت مراد ہے۔ جیسا کہ سورۃ نساء میں گزر چکا ہے کہ اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس وقت ایمان نہ لائے گا۔ اگر کسی درخت، ٹیلے اور پتھر کے پیچھے کوئی کافر چھپا ہوا ہوگا تو وہ اس وقت آواز دیں گے کہ یہ کافر چھپا ہوا ہے۔ اس وقت صورت یہ ہوگی کہ یا تو وہ کلمہ پڑھ لے گا یا پھر اسے قتل کیا جائے گا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔

لينزلن ابن مريم حكماً وعدلاً فليكسرن الصليب وليقتلن الخنزير وليضعن الجزية الخ

بلاشبہ حضرت (عیسیٰ) ابن مریم اتریں گے عدل کے ساتھ فیصلے کریں گے۔ پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کردیں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ

اے ایمان والو، کیا میں تمہیں بتلاؤں ایسی تجارت جو بچائے تم کو

مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ

دردناک عذاب سے؟ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور تم اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے

وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ

جہاد کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو، وہ تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور پاکیزہ مکانوں میں ہمیشہ رہنے کے باغوں میں، یہ بڑی

الْعَظِيْمُ ۝ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

کامیابی ہے، اور دوسری بات جو تم پسند کرتے ہو، اللہ کی طرف سے مدد اور جلد فتح، اور ایمان والوں کو خوشخبری دے دو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ

اے ایمان والو، اللہ کے مددگار ہو جاؤ، جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کہ

اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۤىِٕفَةٌ مِّنْۢ

اللہ کی راہ میں میرا مددگار کون ہے؟ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے مددگار ہیں، پھر ایک گروہ بنی اسرائیل کا

بَنِيْٓ اِسْرَاۤءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۤىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا

ایمان لایا اور ایک گروہ کافر ہو گیا، پھر ہم نے ایمان والوں کو ان کے دشمنوں پر غالب کر دیا، پھر تو وہی غالب

ظٰهِرِيْنَ ۝

ہو کر رہے ۝

افاداتِ محمود:

وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا الخ

اس کا عطف تجارۃ پر ہے یعنی دوسری بات جو تمہیں بتلاتا ہوں جسے تم پسند کرتے ہو وہ فتح و نصرت خداوندی ہے۔ فتح سے مراد فتح مکہ ہے۔ تجارۃ جس تجارت کی ترغیب اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس سے جو عظیم مراد ہے اس کی تفسیر خود اللہ تعالیٰ نے آگے یوں فرمائی ہے کہ ایمان باللہ والرسول اور جہاد فی سبیل اللہ باموال وانفس الخ اجر

چیز ایمان میں رکاوٹ بنے اور جو چیز دین میں رکاوٹ بنے وہ تمام موانع دور ہونے چاہئیں۔ حضرت عثمان بن مظعون نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ وہ اپنی بیوی خولہ کو طلاق دے دیں، گوشت اپنے اوپر حرام کرلیں اور اپنے آپ کو راہب بنائیں۔ رات کو بالکل نہ سوئیں۔ قیام اللیل کرتے رہیں اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھیں۔ بعض روایات میں ہے کہ خصی ہونے کی بھی اجازت چاہی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی حکیمانہ جواب مرحمت فرمایا کہ اول تو نکاح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ نکاح کرنے سے آدھا ایمان محفوظ ہو جاتا ہے اور اگر نکاح کی استطاعت نہ ہو تو روزے رکھے جائیں۔ "فانہ وجاء" یعنی روزہ وہ کی برکت سے انسان نفسی خواہشات کی جڑ کاٹ کو کم کرسکتا ہے اور خصی ہونے کی بجائے اسلام نے یہی طریقہ بتایا ہے اور فرمایا "ولا رهبانية في الاسلام ورهبانية امتي الجهاد في سبيل الله" یعنی اسلام میں رہبانیت (رائج فی اہل الکتاب) کی گنجائش نہیں ہے۔ میری امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے لیے حلال کردی ہیں، ان کو حرام مت کرو۔ اور میری سنت یہ ہے کہ میں سوتا بھی ہوں اور رات کا قیام بھی کر لیتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور بغیر روزے کے بھی رہتا ہوں، لہٰذا جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ یعنی مذکورہ امور وہ اعمال جہاد سے روکنے والے تھے کیونکہ کمزور اور ناتواں شخص کے لیے جہاد مشکل ہے اور جہاد خیر الاعمال ہے۔ لہٰذا حضور نے حضرت عثمان کو ایسے اعمال سے منع فرمایا واللہ اعلم

سورة الجمعة مدنية

آیتیں ۱۱ — سورت جمعہ مدنی ہے — رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ①

جو چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اللہ کی تسبیح کرتی ہیں جو بادشاہ پاک ذات غالب حکمت والا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ② وَّاٰخَرِيْنَ

اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں اور یہ لوگ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے اور

مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ③ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

دوسروں کے لیے بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے اور وہ زبردست حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے

مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ④ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ

چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل کرنے والا ہے۔ ان لوگوں کی مثال جنہیں تورات اٹھوائی گئی

ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۗ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ

پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا گدھے کی سی مثال ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے ان لوگوں کی بہت بری مثال ہے جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑤ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا کہہ دو اے لوگو جو

هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ

یہودی ہو اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم ہی اللہ کے دوست ہو سوائے دوسرے لوگوں کے تو موت کی آرزو کرو اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ⑥ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۗ وَاللّٰهُ

تم سچے ہو اور وہ کبھی اس کی تمنا نہ کریں گے بسبب ان (اعمال) کے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے اور اللہ

کا اور نصاریٰ نے اتوار کا دن منتخب کیا لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ نے جمعہ کو منتخب کرنے کی ہدایت و توفیق نصیب فرمائی۔ اس معاملہ میں یہود و نصاریٰ ہمارے تابع ہیں۔

(۶) ایک روایت میں ہے کہ فرشتے جمعہ کے دن رجسٹر لے کر مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں جو آنے والے کے نام اور اوقات لکھتے رہتے ہیں۔ پہلی گھڑی میں آنے والا ایسا ہے جیسا کہ گویا کوئی اونٹ کو قربان کرے اور دوسری گھڑی میں آنے والا ایسا ہے گویا وہ گائے کو قربان کر رہا ہے اور اس کے بعد آنے والا گویا مینڈھے کی قربانی کر رہا ہے اور اس کے بعد آنے والا گویا مرغی کو قربان کر رہا ہے اور اس کے بعد آنے والا گویا انڈا قربان کر رہا ہے اور جب امام منبر پر خطبہ کے لیے آتا ہے تو فرشتے رجسٹر بند کر دیتے ہیں۔

(۷) ایک روایت میں ہے کہ جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کی جائے تو قبول ہو جاتی ہے۔

(۸) جب کوئی شخص جمعہ کی نماز میں یوں شریک ہو کہ وضو کر کے آیا ہو۔ پھر خاموشی سے خطبہ سنا ہو تو دونوں جمعوں کے درمیان کے اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود شریف بھیجو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

(۱۰) ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی شخص جمعہ میں تاخیر سے آتا ہے تو فرشتے ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ فلاں شخص کو کس چیز نے روکا؟ پھر دعا کرتے ہیں۔ اے اللہ اگر یہ شخص گمراہ ہے تو اسے ہدایت نصیب فرما اور اگر بیمار ہے تو اسے صحت و تندرستی کی نعمت سے مالا مال فرما اور اگر غریب ہے تو اسے غنی و مالدار فرما۔ (صحیح ابن خزیمہ)

یہ تمام روایتیں تفسیر ابن کثیر اور الترغیب والترہیب سے نقل کی گئی ہیں۔

جمعہ کے دن تعطیل کا مسئلہ

قرآن کریم کے الفاظ ”وذروا البیع“ اور ”فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ“ سے تو یہی مترشح ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن بازار کھلے رکھے جائیں اور خرید و فروخت ہونی چاہیے۔ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے بعد خرید و فروخت کو زیادہ باعث برکت بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے بعد جو خرید و فروخت کرے گا اسے ستر گنا زیادہ نفع ہوگا۔ (ابن کثیر) لہٰذا جمعہ کے دن چھٹی کرنا کوئی شرعی حکم نہیں ہے نہ ہی اس کی کوئی عبادت ہے۔ اب رہی یہ بات کہ علماء کرام پھر جمعہ کے دن چھٹی پر کیوں زور دیتے ہیں؟

موسیٰ کی ہفتہ اتوار کا تقابل ہے نہ کہ جمعہ کے دن چھٹی کا مشروع یا مکلوم ہونا۔ یعنی شرعاً جمعہ کے دن کی چھٹی تو مطلوب نہیں ہے، لیکن اگر آپ لوگوں نے چھٹی کرنی ہی ہے تو پھر اتوار کی بجائے جمعہ کے دن چھٹی کرو تاکہ لوگوں کے ذہنوں سے اتوار کا تقدس نکل جائے اور جمعہ کا احترام واہتمام لوگوں میں جاگزیں ہو۔ اتوار کے دن چھٹی کی بجائے آپ غیروں کی مشابہت کے بوجھ سے آزاد ہو جائیں گے۔ مدارس میں بھی تعطیل عموماً جمعہ کے دن ہی ہوتی ہے۔ یہ اس وجہ سے نہیں کہ جمعہ کے دن کی چھٹی کا حکم ہے، بلکہ اس وجہ سے کہ طلباء گھر سے دور رہتے ہیں، اساتذہ بھی خطابت وغیرہ کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ الخ

اُمّی یعنی ان پڑھ۔ جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو اور انسانوں سے تعلیم نہ پائی ہو۔ امی میں "یا" نسبت کے لیے ہے۔ جیسے بخارا کی طرف نسبت کرنے کے لیے بخاری، لاہور کی طرف نسبت کرنے کے لیے لاہوری۔ امی کا لفظی معنی ہے ماں والا۔ منسوب الی الام یعنی اس شخص کو جسے ماں نے جنا تھا ویسا ہی رہتا ہے۔ اس میں کوئی تعلیمی تبدیلی نہیں آئی۔ یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز تھا کہ امی ہونے کے باوجود آپ نے علوم ومعارف کے دریا بہائے جو "الفضل ما شهدت به الاعداء" کا مصداق اتم واکمل ہے۔ یہاں بظاہر یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ امی ہونا تو کوئی قابل تعریف چیز نہیں ہے تو پھر آپ کا تذکرہ اس شان سے کیوں کیا گیا؟

اس کے متعدد جوابات ہیں۔ بظاہر تو یہ لقب اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ اگر کسی سے کہا جائے کہ تم امی ہو اور وہ اس کا مفہوم سمجھتا ہو تو ناراض ہو جائے گا لیکن کتب سابقہ میں آپ کا لقب یہی لکھا ہوا تھا لہٰذا اس پیش گوئی کے مطابق آپ کو اس لقب سے یاد کیا جاتا ہے تاکہ حکایت ومحکی عنہ میں اتفاق ہو۔

(۲) جب نبی اور قوم کی حالت ایک جیسی ہو (لکھنا پڑھنا نہ جاننے کے اعتبار سے) تو پھر بات قبول کرنے میں قوم کو زیادہ دقت محسوس نہیں ہوتی (۳) آپ کا امی ہونا اسلام کی حقانیت کی دلیل وبرہان ہے۔ کیونکہ کسی امی کو جب منصب رسالت پر فائز کیا گیا، نصرت خداوندی وتائید غیبی شامل حال نہ ہو تو وہ دنیا کے سامنے ایسا محیر العقول نظام کب پیش کر سکتا ہے جس کو اپنا کر جاہل عرب میں سے کوئی صدیق بنا، کوئی فاروق، کوئی سید الشہداء بنا اور کسی کو زبان نبوت سے "فداک ابی وامی" یعنی میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں کا حرز دعا نصیب ہوا ہے۔ لہٰذا آپ کا امی ہونا کمال اعجاز ہے اور دوسروں کا امی ہونا عیب ہے۔

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ الخ

صحیح بخاری ومسلم کے مطابق جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ وآخرین کا مصداق کون لوگ ہیں۔ اتفاق سے آپ کے پاس حضرت سلمان فارسیؓ تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے حضرت سلمانؓ کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس کی قوم مراد ہے۔ مزید فرمایا "لو کان الدین عند الثریا لکان یحصله رجال من

بالسفار میں یعنی اگر دین ثریا ستارے پر بھی (دور) ہوگا تو کچھ فارسی لوگ اسے حاصل کر لیں گے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس ارشاد کا مظہر اتم امام اعظم امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ ان کا علمی شغف اور رسوخ فی العلم سوائے چند لوگوں کے تمام امت تسلیم کرتی ہے۔ آج کل کے جہلا امام کے علم حدیث، علم فقہ اور فہم کا ادنیٰ کی گرد کو بھی نہیں چھو سکتے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

حضرت مہاجرینؓ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے تو انصار مدینہ میں سے بعض حضرت صاحب استطاعت والی ثروت تھے۔ وہ نماز روزہ وغیرہ عبادات کے ساتھ صدقہ خیرات کیا کرتے تھے۔ مہاجرین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یہ انصار دیگر اعمال تو ہم جیسے کرتے ہیں لیکن یہ صدقہ خیرات بھی کرتے ہیں اور ہمارے پاس صدقہ کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمھیں ایسا عمل نہ بتلا دوں جس کے ذریعے تم پہلوں کو بھی پالو گے اور بعد والوں سے بھی سبقت لے جاؤ گے اور تم سے افضل کوئی عمل کرنے والا نہ ہوگا الا یہ کہ وہ تم جیسا عمل کرے۔ حضرات مہاجرین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ضرور بتایئے۔ آپ نے فرمایا ہر نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ ۳۳-۳۳ اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھا کرو۔ جب انصار کو معلوم ہوا تو انھوں نے دیگر اعمال کے ساتھ ساتھ یہ عمل بھی شروع کر لیا تو مہاجرین نے پھر حضورؐ سے کہا کہ اب انصار ہمارے ساتھ یہ عمل بھی کرنے لگے ہیں تو آپ نے فرمایا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

يَحْمِلُ اَسْفَارًا یہ سفر کی جمع ہے۔ امام راغب المفردات میں رقمطراز ہیں۔

والسفر الكتاب الذى يسفر عن الحقائق یعنی سفر اس کتاب کو کہا جاتا ہے جو حقائق و معارف کو خوب کھول کھول بیان کر دے۔ اسی سے کتاب "شرح سفر السعادة" از مجد الدین (فیروز آبادی) ہے۔ لوگ غلط سفر السعادة کہتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ الخ

ہر جاندار کا آخری فیصلہ موت پر ہی ہے۔ موت سے فرار اور تخلص کسی بھی صورت میں ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ طبرانی میں مرفوع روایت ہے کہ موت سے بھاگنے والے کی مثال اس لومڑی کی سی ہے جس سے زمین قرض کا مطالبہ کر رہی ہو اور وہ بھاگ رہی ہو۔ آخر کب تک لومڑی بھاگے گی۔ تھک کر کسی جگہ کھڑی ہوگی تو زمین نے پھر اس سے اپنے دین یعنی قرض کا مطالبہ کر دیا یعنی لومڑی زمین پر جس قدر بھی چلے بھاگے دوڑے بہرحال رہے گی تو زمین ہی پر۔ زمین سے باہر تو نکل نہیں سکتی۔ اسی طرح موت سے بھاگنے والا انسان اپنے ظن و گمان کے مطابق تو بھاگ رہا ہوگا لیکن آخر کہاں اور کب تک بھاگے گا۔

تعریفاتِ مصر میں اختلاف کی وجہ اور تعریفاتِ مختلفہ میں تطبیق

مصر کی متعدد تعریفیں کی گئی ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں۔

(۱) المصر موضع له امیر و قاضی ینفذ الاحکام یعنی مصر وہ ہے جس کا کوئی امیر و قاضی ہو جو احکام کو نافذ کرتا ہو۔

(۲) مصر وہ ہے جہاں سب سے بڑی مسجد میں بھی وہاں کے سارے لوگ نہ آ سکیں۔

(۳) ما فیه اسواق و سکک یعنی جہاں بازار اور گلیاں کوچے ہوں۔

(۴) الذی یولد فیه المولود کل یوم یعنی جہاں روزانہ ایک بچہ پیدا ہوتا ہو۔

(۵) موضع یموت فیه احد کل یوم یعنی جہاں روزانہ کوئی نہ کوئی مرتا ہو۔

(۶) فیه اهل الصنائع و اهل الحرف یعنی جہاں مختلف صنعت کار اور مختلف پیشوں والے لوگ ہوں۔

حضرت علیؓ کی اس روایت "لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع" کے مطابق مصر ادائے جمعہ کے لیے شرط ہے نہ کہ وجوب جمعہ کے لیے۔ جیسا کہ پیچھے بتلایا جا چکا ہے، لہٰذا قریہ میں جمعہ جائز نہیں ہے۔ یہی امام اعظمؒ کا مسلک ہے لیکن افسوس کہ آج ہم لوگوں نے امام اعظمؒ کا مسلک ترک کر دیا ہے۔ اسی طرح امام اعظمؒ کے ہاں ہر شہر میں بلا ضرورت تعدد جمعہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کی قوت و شوکت، اتفاق و اتحاد کا مظہر ہے۔ کم سے کم مقامات میں نماز جمعہ ادا کرنے سے ہی یہ باتیں نمایاں ہو سکتی ہیں۔ ورنہ اگر ہر جگہ اور ہر مسجد میں نماز جمعہ ادا کی جائے گی تو ان چھوٹی چھوٹی جگہوں اور چند آدمیوں کو دیکھنے سے وہ منظر نظر نہیں آئے گا جو نظر آنا چاہیے۔ البتہ ضرورت کے وقت امام صاحب بھی تعدد کی اجازت دیتے ہیں جیسا کہ انہوں نے بغداد کی مثال دی ہے کہ وسط شہر میں دجلہ ہے لہٰذا وہاں دونوں اطراف میں جمعہ جائز ہے۔ اسی طرح امام محمدؒ نے تعدد جمعہ کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ لیکن امام محمدؒ کے حاشیہ خیال میں بھی یہ تعدد نہ ہوگا جس کا آج ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ بالکل چھوٹی مساجد میں جبکہ وہ جامع مساجد کے قریب بھی ہوتی ہیں۔ جمعہ کی نماز پڑھائی جاتی ہے اور بڑی مسجدیں خالی پڑی رہتی ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ مصر کی تو مختلف تعریفیں ہیں۔ کس پر عمل کیا جائے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ مصر اور قریہ کا اصل دار و مدار عرف پر ہے جو عرفاً مصر ہے وہ مصر شمار ہوگا اور جو عرفاً قریہ ہے وہ قریہ شمار ہوگا۔ ورنہ تو بعض تعریفات کی رو سے تو کراچی اور لاہور بھی قریہ بن جائیں گے۔ اب چونکہ سستی و کاہلی کا زمانہ ہے اس لیے لوگوں کو سہولتیں دی جائیں تاکہ لوگ فرض کے تارک نہ بنیں۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "یسروا ولا تعسروا بشروا ولا تنفروا" یعنی لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرو مشکلات پیدا نہ کرو اور لوگوں کو خوشخبریاں سناؤ

تغیر نہیں مت: یا ذ۔ اسی طرح بانی مسجد قاضی پر مقدم ہے کیونکہ بانی مسجد کو ولایت خاصہ اور قاضی کو ولایت عامہ حاصل ہے اور ولایت خاصہ مقدم ہوتی ہے ولایت عامہ پر (کذا فی الاشباہ) اور مصر کی تعریف میں جو مختلف تعریفیں مختلف الحقیقت ہا ئمہ کی گئی ہیں ان کو آپ مستقل تعریف نہ سمجھیں کہ جامع للافراد اور مانع ہو عن دخول الغیر ہو۔ یہ جو کچھ تعریفات میں فرمایا گیا ہے یہ مصر کی علامتیں ہیں اور علامت کے لیے تخلف جائز ہے۔ جیسا کہ کوئی آپ سے مسجد کی تعریف پوچھے۔ آپ جواب میں کہیں کہ جس کے مینار ہوں جس کا محراب ہو۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسی مسجد بنائی گئی ہو جس کے مینار و محراب نہ ہوں۔ تو کیا وہ مسجد نہیں کہلائے گی؟ یقیناً وہ بھی مسجد ہے۔
اب یہاں پاکستان میں سوائے چند جگہوں کے اور کہیں جمعہ کی نماز جائز نہیں ہے، لیکن جو لمبی لمبی تقریریں کرنے والے لوگ ہیں وہ نہ تو اس موضوع پر سوچتے ہیں اور نہ ہی تحقیق کرتے ہیں۔ بلکہ پر تکلف خطبات اور لفاظی کے کمزور سہاروں کا سہارا لے کر یہ بلند و بانگ دعوے کرتے ہیں کہ "ہم ہادی گمراہ ہے امت"۔ بہت سے مقامات میں نماز جمعہ تو نہیں پڑھتے کہ شرائط مفقود ہیں، لیکن وہاں حضرات عیدین کی نماز پڑھ جاتے ہیں تاکہ صدقۂ فطر اور کھالوں سے مستفید ہو سکیں۔ حالانکہ جب شرائط کے مفقود ہونے سے جمعہ جائز نہیں ہے تو عیدین کہاں جائز ہوں گی؟ فالی اللہ المشتکی لعلہ یحدث بعد ذالک امرا

احتیاطاً نماز ظہر پڑھنے کا مسئلہ اور اسباب

جیسا کہ سابق تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ایک تو امام اعظمؒ کے ہاں بلا ضرورت شدیدہ تعدد جمعہ جائز نہیں ہے اور دوسری یہ ہے کہ مصر جو ادائے جمعہ کے لیے شرط ہے، کی تعریف میں بڑا اختلاف ہے۔ لہٰذا ان دونوں کی روشنی میں بطور فرض احتیاطاً جمعہ کے بعد ظہر کی نماز پڑھنے کا مسئلہ سامنے آتا ہے۔ احتیاطاً ظہر کی نماز بعد از جمعہ دو وجوہ سے پڑھی جا سکتی ہے۔ (۱) ایک تو اس صورت میں کہ بلا ضرورت شدیدہ متعدد مقامات میں نماز جمعہ ادا کی جا رہی ہو "فوقع الشک فی اداء الجمعۃ عند ابی حنیفۃ" یعنی مذکورہ صورت میں امام اعظمؒ کے مذہب کے مطابق ادائے جمعہ بتعدد میں شک واقع ہوا ہے، لہٰذا رفع شک کے لیے احتیاطاً ظہر کی نماز پڑھنی چاہیے۔ (۲) جہاں چھوٹا سا شہر یا قصبہ ہو اور بعض وجوہات کی بنا پر شہر معلوم ہوتا ہو، لیکن بعض دیگر وجوہات کے باعث قریہ معلوم ہوتا ہو، وہاں نماز جمعہ ادا کی گئی تو چونکہ اس جگہ کے مصر ہونے میں تردد ہے، اسی طرح نماز جمعہ کے ادا ہونے اور نہ ہونے میں تردد ہے، لہٰذا احتیاطاً جمعہ کے دن بھی نماز ظہر پڑھنی چاہیے۔
مجتہدین امت کا فیصلہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں احتیاطاً ظہر کی نماز ایک تو خواص پڑھیں گے۔ جن کا عقیدہ و نظریہ فاسد ہونے کا کوئی اندیشہ نہ ہو اور دوسرا یہ ہے کہ ظہر کی نماز کو گھر میں یا مسجد میں سراً خفیہ پڑھیں گے۔ عام لوگوں پر یہ بات آشکارا نہیں کریں گے۔ کیونکہ تجربہ گواہ ہے کہ جب جاہل لوگوں کے سامنے اس طرح کی کوئی بات آتی ہے تو وہ اس باریکی کی تہہ تک تو پہنچ نہیں سکتے، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ نماز جمعہ یہاں فرض ہی نہیں ہے

ختم ہو جائے اور کسی دن کوئی نماز وقت سے پہلے یا وقت کے بعد نہیں پڑھائی، بلکہ اوقات کے اندر ہی تمام نمازیں پڑھائیں اور پھر فرمایا آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لیے یہ نمازوں کے اوقات ہیں۔

رہا یہ مذکورہ بالا دونوں حدیثیں سوال کا جواب (لف ونشر مرتب کے طریقے پر) یہ ہے کہ حدیث میں جمعہ کے بعد والے کھانے پر جو غداء کا اطلاق کیا گیا ہے یہ مجاز ہے کیونکہ اصل لغت میں غداء صبح کے کھانے کو کہا جاتا ہے لیکن بہت سے صحابہ کرامؓ پہلی ساعت میں جمعہ کے لیے چلے جاتے تھے۔ جیسا کہ حدیث میں اس کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ وہ صبح والا کھانا جمعہ کے بعد کھاتے تھے۔ جیسا کہ آج بھی عرف عام میں ہے کہ بھائی آج مجھے اتفاقی مصروفیت رہی کہ صبح کا یا دوپہر کا کھانا چار بجے کھایا۔ حالانکہ چار بجے تو کسی بھی صورت میں وہ صبح کا کھانا نہیں ہے، لیکن مجازاً کہہ دیا جاتا ہے۔ جیسے کہ ایک حدیث میں ہے کہ حضور سحری کا کھانا تناول فرما رہے تھے تو آپ نے ایک صحابیؓ سے فرمایا هلم الى الغداء المبارك آئیے مبارک و بابرکت کھانا کھائیے۔ یہاں سحری کے کھانے کو غداء کہا گیا ہے۔

اسی طرح اصطلاحی قیلولہ تو عین دوپہر کے وقت ہوتا ہے، لیکن مسجد میں بہت جلد جانے کی وجہ سے جن حضرات کو آرام کا موقع نہ ملتا تھا وہ جمعہ کے بعد آرام کرتے تھے۔ اسے مجازاً قیلولہ کہا گیا ہے۔ اسی طرح جس روایت میں ہے کہ نماز جمعہ کے بعد بھی دیواروں کا سایہ نہیں ہوتا تھا اس میں آگے "نستظل به" کے الفاظ ہیں یعنی اتنا زیادہ سایہ نہیں ہوتا تھا جس سے ہم مستفید ہوں مطلق سایہ کی نفی نہیں ہے۔

عید و جمعہ کا ایک دن میں جمع ہونا

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا مسلک یہ ہے کہ اگر اتفاق سے جمعہ کے دن عید ہو تو صرف عید کی نماز پڑھائی جائے گی کیونکہ بعض احادیث سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز سال میں ایک بار پڑھی جاتی ہے۔ جبکہ نماز جمعہ ہر ہفتہ میں پڑھی جاتی ہے، لیکن احناف کے ہاں جمعہ کے دن عید ہونے کی صورت میں نماز عید بھی پڑھائی جائے گی اور نماز جمعہ بھی۔ احناف کا مستدل مسلم شریف کی حدیث ہے کہ جس کے راوی حضرت نعمان بن بشیرؓ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ اور عیدین کی پہلی رکعت میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى" اور دوسری رکعت میں "هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ" پڑھا کرتے تھے اور اگر کسی دن دونوں نمازیں (جمعہ اور عید) جمع ہو جائیں تو آپ دونوں نمازوں میں یہی دو سورتیں تلاوت فرماتے تھے۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن عید ہونے کی صورت میں جمعہ اور عید دونوں پڑھاتے تھے۔

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا الخ

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ دے رہے تھے کہ حضرت دحیہ کلبیؓ جن کی شکل میں حضرت

سورۃ المنافقون مدنیۃ

آیتیں ۱۱ سورۃ منافقون مدنی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ

جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک

لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً

آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ

پھر (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں بیشک کیسا برا کام ہے جو وہ کرتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر

كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾ وَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ

منکر ہو گئے پس ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی پس وہ نہیں سمجھتے۔ اور جب آپ ان کو دیکھیں تو آپ کو ان کے جسم اچھے لگیں

وَ اِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ یَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَیْحَةٍ

اور اگر وہ بات کریں تو آپ ان کی بات سن لیں گویا کہ وہ دیوار سے لگی ہوئی لکڑیاں ہیں وہ ہر آواز کو اپنے ہی اوپر خیال

عَلَیْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ﴿۴﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ

کرتے ہیں وہی دشمن ہیں پس ان سے ہوشیار رہیے اللہ انہیں غارت کرے کہاں وہ بہکے جا رہے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ

تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَ رَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ وَ هُمْ

آؤ تمہارے لئے رسول اللہ مغفرت طلب کریں تو سر پھیر لیتے ہیں اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ رکتے ہیں اور وہ

مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۵﴾ سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ

تکبر کرنے والے ہیں۔ برابر ہے خواہ آپ ان کے لئے معافی مانگیں یا نہ مانگیں اللہ

یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۶﴾ هُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا

ہرگز انہیں نہیں بخشے گا بیشک اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا یہی ہیں جو کہتے ہیں

مارے گئے۔ جس وقت مسلمان ان کے قریب پہنچے تو صبح کا وقت تھا۔ وہ اپنے جانوروں کو سیراب کر رہے تھے۔ مسلمانوں نے ان پر اچانک حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کی تاب نہ لاتے ہوئے کچھ تو بھاگ گئے اور بہت سے گرفتار ہو گئے۔

گرفتار شدگان میں حارث بن ابی ضرار سردار بنی المصطلق کی بیٹی حضرت جویریہؓ بھی تھیں۔ یہ بعد میں حرم نبوی میں شامل ہو کر ام المومنین بنیں۔ یہ ایک صحابی کے حصہ میں آئی تھیں۔ انہوں نے ان کو مکاتب بنا دیا۔ یہ بدل کتابت ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائیں کہ آپ بدل کتابت کے سلسلہ میں تعاون فرمائیں۔ آپؐ نے وعدہ فرمایا۔ اتنے میں حضرت جویریہؓ کے والد حارث ابن ابی ضرار بہت سے اونٹ لے کر اپنی بیٹی جویریہؓ کو چھڑانے کی غرض سے مدینہ منورہ چلے آئے، لیکن عمدہ قسم کے دو اونٹ راستہ میں ایک گھاٹی میں چھپا دیے کہ ان کو واپسی پر لیتا جاؤں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ آپ جانتے ہیں کہ جویریہ میری بیٹی ہے اور میں اپنی قوم کا سردار ہوں۔ لہٰذا وہ کسی کی باندی نہیں رہ سکتی۔ میں اس کا فدیہ دے کر اس کو چھڑانا چاہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ معاملہ تو میں جویریہؓ پر چھوڑتا ہوں، لیکن تم نے راستہ میں جو دو اونٹ چھپا رکھے ہیں، وہ کیا ہے؟ حضرت حارث سمجھ گئے کہ میں نے تو اونٹ گھاٹی میں چھپائے تھے۔ ظاہری ذرائع ابلاغ کے ذریعہ آپ کو اطلاع نہیں ہوئی، بلکہ صرف عالم الغیب اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو اطلاع دی ہوگی۔ یہ معجزہ ہے۔ وہ فوراً بول پڑے "اشھد انک رسول اللہ" یعنی میں آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ حضرت حارثؓ تو مسلمان ہو گئے۔ ادھر حضرت جویریہؓ سے جب ان کے والد نے پوچھا کہ میں تمہارا فدیہ ادا کر کے تمہیں ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔ اس سے قبل حضورؐ نے پیام دے دیا تھا کہ تم ایک سردار کی بیٹی ہو۔ لہٰذا میں بدل کتابت ادا کر کے تم کو نکاح میں لے لوں گا۔ بیوی والی زوجیت کا اعزاز سے یہ بہت بڑا اعزاز تھا۔ حضرت جویریہؓ نے اپنے والد سے کہہ دیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں۔ یوں ان کو ام المومنین ہونے کا شرف نصیب ہوا۔

حضرت جویریہؓ سے حضورؐ کے نکاح کا صحابہ کرامؓ پر یہ اثر ہوا کہ سب کہنے لگے کہ یہ لوگ تو اب حضورؐ کے سسرال والے ہو گئے۔ اب ان قبیلے کے غلاموں اور باندیوں کو آزاد کر دینا چاہیے۔ اس طرح ایک سو خاندانوں کو حضرت جویریہؓ کی برکت سے آزادی نصیب ہوئی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ صداقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرماتی تھیں کہ میں نے حضرت جویریہؓ سے اپنی قوم کے لیے زیادہ کسی اور کو بابرکت نہیں دیکھا۔ ان کے نکاح کی برکت سے سینکڑوں لوگوں کو آزادی نصیب ہوئی۔

اس غزوہ میں مسلمانوں کے ساتھ منافقین کی ایک بڑی جماعت بھی مال و متاع کے لالچ میں شامل ہو گئی تھی۔ غزوہ سے واپسی پر رستے میں مریسیع نامی چشمے پر ایک مہاجر اور ایک انصاری صحابی کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ اس کے نتیجے میں مہاجر نے اپنی مدد کے لیے جماعت مہاجرین کو اور انصاری نے جماعت انصار کو آواز دی۔

ایام جاہلیت کا یہ نعرہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں پڑا تو آپ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا "دعوھا فانھا منتنۃ" آپ لوگوں نے جو قومیت کا نعرہ دیا ہے، اس سے مجھے بدبو آرہی ہے۔ اس کو چھوڑ دو کہ ایمان لانے کے بعد پھر یہ جاہلیت والی باتیں ایمان کے شایان شان نہیں ہیں۔ ادھر عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین کو بولنے کا موقع مل گیا۔ بچے کھچے خبیث لوگوں سے کہنے لگا کہ تم لوگوں نے ان لوگوں (صحابہ کرامؓ) کو مدینہ میں ٹھکانہ دیا۔ ان کو اپنے ساتھ شریک کیا۔ اس کا نتیجہ آج تم دیکھ رہے ہو کہ یہ مہاجرین اہل مدینہ کے بالمقابل کھڑے ہو گئے ہیں اور اپنی قوت کا مظاہرہ کرنے لگے ہیں۔ لہٰذا اس مرتبہ جب ہم اس غزوہ سے واپس مدینہ پہنچیں گے تو جو عزت والے ہیں (منافقین) وہ ذلیل لوگوں (مسلمانوں) کو مدینہ منورہ سے نکال باہر کریں گے۔ حضرت زید بن ارقمؓ کم سن صحابی تھے۔ آپ منافقین کی یہ گفتگو سن رہے تھے۔ آپ نے اپنے چچا کو اور انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کر دی۔ آپ کو اس بات سے بڑی تکلیف محسوس ہوئی اور قافلہ کو ایسے وقت میں چلنے کے لیے کہا جس وقت میں آپ کبھی نہیں چلا کرتے تھے۔

حضرت اُسید ابن حضیرؓ نے حضور سے پوچھا کہ آپ تو اس وقت کوچ نہیں کیا کرتے تھے، آج آپ خلاف معمول اس وقت میں چل دیے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ عبداللہ بن ابی نے کہا ہے کہ مدینہ جا کر عزت والے ذلیل لوگوں کو نکال باہر کریں گے؟ حضرت اُسیدؓ نے فرمایا: درست ہے حضورؐ، آپ عزت والے ہیں اور وہ ذلیل ہے۔ گویا مستقبل قریب میں جو کچھ منافقین کے ساتھ ہونے والا تھا اس کا فتویٰ عبداللہ ابن ابی نے خود ہی صادر کر دیا تھا۔ حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ رات کو جب عبداللہ بن ابی کو معلوم ہوا کہ حضورؐ کو اس بات کی اطلاع ہو گئی ہے تو اس نے حضورؐ کے پاس جھوٹی قسمیں کھا لیں۔ کچھ دوسرے لوگ بھی لاعلمی سے اس کی طرفداری کرتے ہوئے کہنے لگے کہ زید تو کم عمر ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے سمجھنے میں غلطی کی ہو۔ حضورؐ نے اس کا عذر قبول فرما کر اس کی تصدیق فرمائی اور مان لیا۔ حضرت زیدؓ گویا غلطی کا شکار ہو گئے ہیں۔ حضرت زیدؓ فرماتے ہیں مجھے چچا نے ڈانٹا اور مجھے اتنی شرمندگی محسوس ہوئی کہ میں حضورؐ کو منہ تک دکھا بھی نہیں سکتا تھا۔ یہاں تک کہ راستہ ہی میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ منافقون نازل فرمائی۔ اس سورۃ سے میری تصدیق اور عبداللہ ابن ابی کی تکذیب ہو گئی۔ حضورؐ نے میرا کان پکڑ کر مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق فرمائی ہے۔ حضرت زیدؓ فرماتے ہیں وہ گھڑی میرے لیے دنیا و مافیہا سے بہتر تھی۔ (ابن کثیر) اس واقعہ میں بہت سے احکام کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں لیکن تفصیل کا وقت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(۶۴) سُوْرَۃُ التَّغَابُنِ مَدَنِیَّۃٌ (۱۸)

آیتیں ۱۸ — سورۃ تغابن مدنی ہے — رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۖ وَهُوَ

جو مخلوق آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اسی کی حکومت ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۚ وَاللّٰهُ

ہر چیز پر قادر ہے ۝ اسی نے تو تمہیں پیدا کیا پھر کوئی تم میں سے کافر ہے اور کوئی مومن اور جو کچھ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ

تم کرتے ہو اللہ دیکھ رہا ہے ۝ اسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے اور تمہاری صورت بنائی پھر تمہاری صورتیں

صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا

اچھی بنائیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ۝ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور

تُعْلِنُوْنَ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ

جو تم ظاہر کرتے ہو اور اللہ دلوں کے بھید جانتا ہے ۝ کیا تمہارے پاس ان کی خبر نہیں پہنچی جو اس سے پہلے منکر ہوئے

فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ

پس انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۝ یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول دلیلیں لے کر آتے تھے

بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

تو وہ کہا کرتے تھے کیا آدمی ہماری رہنمائی کریں گے پس انہوں نے انکار کیا اور منہ موڑ لیا اور اللہ نے بھی پروا نہ کی اور اللہ بے نیاز قابل تعریف ہے ۝

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا

کافروں نے گمان کیا کہ وہ ہرگز نہ اٹھائے جائیں گے کہہ دو کیوں نہیں میرے رب کی قسم ہے ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمہیں بتلایا جائے گا جو کچھ

عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ

تم نے کیا تھا اور یہ بات اللہ پر آسان ہے ۝ پس اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٨﴾ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذَٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ وَمَن

اس سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے ○ جس دن تم کو جمع ہونے کے دن جمع کرے گا وہ دن ہار جیت کا ہے اور جو کوئی

يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي

اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے اللہ اس سے اس کی برائیاں دور کر دے گا اور اسے جنتوں میں داخل کریگا

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٩﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے ○ اور جنہوں نے انکار کیا

وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ خَالِدِينَ فِيهَا وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٠﴾

اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ بری جگہ ہے ○

افاداتِ محمود:

فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا الخ

ایک دفعہ ایک بڑے مشہور پیر صاحب نے تقریر کے دوران یہ آیت پڑھی اور کہا کہ دیکھو بشر کہنے والے کافر ہیں (العیاذ باللہ) یہ کھلی ہوئی تحریف ہے۔

کا نتیجہ دنیا میں ناکامی اور آخرت میں تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو بیوی بچوں کی کفالت، مال حلال و رزق طیب سے کرتے ہیں۔ قناعت پسند زندگی گزارتے ہیں۔ پھر ان کی اولاد بھی ان کے لیے باقیات صالحات بنتی ہیں۔ واللہ اعلم

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ

آیتیں ۱۲ سورۃ طلاق مدنی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا

اے نبی جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے موقع پر طلاق دو اور عدت گنتے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو

اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ

جو تمہارا رب ہے تم بھی ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں مگر جب کھلا ہوا بے حیائی کا کام کریں

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۚ لَا تَدْرِيْ

اور یہ خدا کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے بڑھا تو اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا آپ کو کیا

لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ① فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

معلوم کہ شاید اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کر دے ① پس جب اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں دستور سے رکھ لو

اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۚ

یا انہیں دستور سے چھوڑ دو اور دو معتبر آدمی اپنے میں سے گواہ کر لو اور اللہ کے لیے گواہی پوری دو

ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ

یہ نصیحت کی باتیں انہیں سمجھائی جاتی ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے نجات کی صورت

مَخْرَجًا ② وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۚ

نکال دیتا ہے ② اور اسے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے سو وہی اس کو کافی ہے

اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۚ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ③ وَالّٰٓـئِيْ يَئِسْنَ مِنَ

بیشک اللہ اپنا حکم پورا کرنے والا ہے اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے ③ اور جو تمہاری عورتوں میں سے

الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـئِيْ لَمْ يَحِضْنَ ۚ

جن کو حیض کی امید نہیں رہی ہے اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہیں اور ان کی بھی جنہیں ابھی حیض نہیں آیا

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے، خواہ شوہر کی وفات یا طلاق کے بعد تھوڑا ہی عرصہ گزرا ہو۔ بظاہر اب ان دو آیات میں تعارض نظر آتا ہے۔ جواب اس تعارض کا یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے مسئلہ پوچھا گیا تھا کہ ایک حاملہ عورت کا شوہر فوت ہو گیا اور کچھ عرصہ بعد اس کے ہاں بچے کی ولادت ہو گئی تو اب وہ کیا کرے گی؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ابعد الاجلین یعنی دونوں مدتوں میں سے جس عدت کی مدت زیادہ طویل ہوگی وہ گزارے گی۔ یہی حضرت ابن عباسؓ کا مذہب رہا ہے۔ لیکن ائمہ اربعہ نے اس قول کو قبول نہیں فرمایا ہے، بلکہ ان حضرات کا تعامل حضرت ابن مسعودؓ کے قول کے مطابق ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سورۂ طلاق والی آیت ناسخ ہے اور سورہ بقرہ والی آیت منسوخ ہے۔ یہاں نسخ کلی مراد نہیں ہے، بلکہ مطلق کو مقید کرنا مراد ہے۔ یعنی جب تک سورہ طلاق والی آیت نازل نہیں ہوئی تھی تو سورہ بقرہ کی آیت عام تھی کہ متوفی عنہا زوجہا کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو، لیکن سورہ طلاق والی آیت نے اس مطلق کو مقید کر دیا کہ متوفی عنہا زوجہا اگر غیر حاملہ ہے تب تو اس کی عدت وہی ہے جو سورہ بقرہ میں مذکور ہے اور اگر حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اسی طرح اگر مطلقہ بھی حاملہ ہے تو اس کی عدت بھی وضع حمل ہے۔ صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے کہ حضرت سبیعہ اسلمیہؓ کے شوہر فوت ہو گئے۔ چالیس دن کے بعد آپ نے بچے کو جنم دیا۔ جب نفاس کے دن گزر گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نکاح کی اجازت دے دی اور دوسرے نکاح کے لیے حضرت سبیعہؓ کو پیغام دینے والے صحابی حضرت ابو سنابلؓ تھے۔ واللہ اعلم

وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ

اور کتنی ہی بستیاں

أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝

رسولوں کے حکم سے سرکش ہو گئیں تو ہم نے لیا ان سے سخت حساب اور عذاب دیا بری طرح کا

فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ۝ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا

پھر ان بستیوں نے چکھا اپنے کام کا وبال اور ان کا انجام کار بڑا خسارہ ہوا اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب

شَدِيدًا فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ آمَنُوا قَدْ أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝

تیار کر رکھا ہے سو اے عقل والو اللہ سے ڈرتے رہو جو ایمان لائے ہو بیشک اللہ نے تمہارے پاس ایک نصیحت نامہ بھیجا

رَّسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ

ایک رسول جو تمہیں اللہ کی واضح آیتیں پڑھ کر سناتا ہے تاکہ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام بھی کیے

الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي

انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آوے اور جو شخص اللہ پر ایمان لاوے اور اس نے نیک کام بھی کیے تو اسے ایسے باغوں میں داخل کریگا

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ۝ اللَّهُ الَّذِي

جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ نے اس کو بہت اچھی روزی دی ہے اللہ وہی ہے جس نے

خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا

سات آسمان پیدا کیے اور زمینیں بھی انہی کی طرح ان میں حکم نازل ہوتا رہتا ہے تاکہ تم جان لو

أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ نے ہر چیز کو احاطہ کر لیا ہے علم سے

سُورَةُ التَّحْرِيمِ مَدَنِيَّةٌ

آیتیں ۱۲ سورۂ تحریم مدنی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ

اے نبی آپ کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ

بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ یقیناً اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا کھولنا فرض کر دیا ہے اور اللہ تمہارا مالک ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا

الْحَكِيْمُ ۞ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ

حکمت والا ہے۔ اور جب نبی نے چھپا کر اپنی کسی بیوی سے ایک بات کہہ دی اور پھر جب اس بیوی نے وہ بات بتا دی اور

اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ

اللہ نے اس کو نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اس میں سے کچھ بات جتلا دی اور کچھ ٹال دی پھر جب نبی نے اس کو وہ بات جتلائی تو بولی آپ کو

اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۞ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ

کس نے یہ بات بتائی؟ آپ نے فرمایا مجھے علیم و خبیر نے بتلایا ہے۔ اگر تم دونوں اللہ کی جناب میں توبہ کر لو (تو بہتر ہے) اور تمہارے دل تو مائل

قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ

ہو ہی گئے ہیں اور اگر تم دونوں آپ کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرو گی تو بیشک اللہ آپ کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک بخت

الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۞ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ

ایمان والے بھی اور سب فرشتے اس کے بعد آپ کے حامی ہیں۔ اگر نبی تم کو طلاق دے دے تو بہت جلد اس کا رب

يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ

اس کے بدلے میں تم سے اچھی بیویاں دے دے گا اسلام والیاں ایمان والیاں فرمانبردار توبہ کرنے والیاں عبادت کرنے والیاں

سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

روزہ دار بیوہ اور کنواریاں۔ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ

وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ

جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر مقرر ہیں تند خو مضبوط فرشتے نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جو بات ان کو حکم دے

وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ

اور وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے ۝ اے کافرو بہانے مت بناؤ آج تمہیں وہی بدلہ دیا جائے گا

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

جو تم کیا کرتے تھے ۝

افادات محمود

شان نزول

(۱) حضرت ماریہ قبطیہؓ جو حضورؐ کے حرم میں تھیں۔ آپ حضرت ابراہیمؑ کی والدہ ہیں۔ ان کے متعلق حضورؐ نے فرمایا تھا کہ میں ان کے پاس نہ جاؤں گا، انہیں اپنے اوپر حرام کرتا ہوں، لیکن حضرت حفصہؓ سے فرمایا کہ کسی کو نہ بتانا۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ کو بتا دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور آپ کو یہ ہدایت فرمائی کہ قسم کا کفارہ ادا کریں اور فیصلہ دیا کہ حضرت ماریہ آپ کے لیے بدستور حلال ہیں اور حضرت حفصہؓ نے جو آپ کا راز فاش کیا تھا اس کی اطلاع بھی حضرت کو کر دی گئی۔ (۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاتے تھے اور جس زوجہ مطہرہ کے ہاں کوئی کھانے پینے کی چیز پیش کی جاتی تھی آپ تناول فرما لیتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق ایک دن آپ نے حضرت زینبؓ کے ہاں شہد پیا تو معمول سے زیادہ دیر ہو گئی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ نے آپس میں مشورہ کیا کہ جب حضورؐ تشریف لے آئیں گے تو ہم کہیں گی کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے تاکہ آپ زیادہ دیر حضرت زینبؓ کے ہاں نہ ٹھہریں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا میں آئندہ وہاں شہد نہیں پیوں گا، لیکن تم زینب کو یہ بات نہ بتانا تاکہ اس کی دل شکنی نہ ہو۔ لیکن وہ بات بے پردہ ہو گئی جس کی وجہ سے حضورؐ کبیدہ خاطر ہو گئے اور دوسری روایت کے مطابق شہد پلانے والی حضرت حفصہؓ تھیں اور مشورہ کرنے والی حضرت عائشہؓ و حضرت سودہؓ تھیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا کہ گھر والوں کی خوشی و رضامندی رکھنے کے لیے حلال چیز کو حرام کر دینا مناسب نہیں ہے۔ حلال چیز کے ساتھ حلال چیزوں والا معاملہ ہونا چاہیے۔ ازواج مطہرات میں سے جو اس مشورہ میں شامل تھیں ان کو تنبیہ کی گئی کہ اللہ کے رسول کے گھر میں رہتے ہوئے تمہارا رویہ درست ہونا چاہیے، بصورت دیگر تمہیں تمہارے عمل کے نتیجہ میں اللہ کے رسول کے گھر اور حرم سے محروم کیا جا سکتا ہے۔

وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ الخ

بعض ضعیف روایت سے ثابت ہے کہ حضور نے جو بات نہیں جتائی وہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت سے متعلق تھی۔

وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ الخ

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بڑے عرصے سے میری چاہت تھی کہ حضرت فاروق اعظمؓ سے پوچھوں کہ "تَظَاهَرَا" کا مصداق کون ہے لیکن ان کی ہیبت کی وجہ سے میں نہ پوچھ سکا۔ پھر ایک حج میں حضرت فاروق اعظمؓ کے ساتھ شریک سفر تھا کہ میں نے پوچھ لیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا "واعجباً لک یا ابن عباس" یعنی اے ابن عباس مجھ پر تعجب ہے کہ تجھ کو اس کا مصداق معلوم نہیں پھر فرمایا عائشہؓ اور حفصہؓ ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى

اے ایمان والو اللہ کے سامنے خالص توبہ کرو کچھ بعید نہیں کہ

رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ

تمہارا رب تم سے تمہارے گناہ دور کر دے اور تمہیں جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

جس دن اللہ اپنے نبی کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے رسوا نہیں کرے گا ان کا نور ان کے آگے اور ان کے داہنے

وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

دوڑتا ہوگا وہ کہہ رہے ہوں گے اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر اور ہمیں بخش دے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے ۝

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ

اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور ان پر سختی کر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری

الْمَصِيْرُ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ

جگہ ہے ۝ اللہ کافروں کے لیے ایک مثال بیان کرتا ہے نوح اور لوط کی بیوی کی وہ ہمارے دو

عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا

نیک بندوں کے نکاح میں تھیں پھر ان دونوں نے ان کی خیانت کی سو وہ اللہ کے غضب سے بچانے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آئے

وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ

اور کہا جائے گا دونوں دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ ۝ اور اللہ ایمانداروں کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال

فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ

بیان کرتا ہے جب اس نے کہا کہ اے میرے رب میرے لیے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے

وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ

کام سے نجات دے اور مجھے ظالموں کی قوم سے نجات دے ۝ اور مریم عمران کی بیٹی کی مثال بیان کرتا ہے جس نے

اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ

اپنی عصمت کو محفوظ رکھا پھر ہم نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں کو اور اس کی کتابوں کو سچ جانا

سُوْرَةُ الْمُلْكِ

آیتیں ۳۰ — سورۃ ملک مکی ہے — رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ

وہ ذات بابرکت ہے جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے موت اور

وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ

زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کون اچھے کام کرتا ہے اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔ جس نے سات آسمان

سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ

اوپر تلے بنائے۔ تو رحمٰن کی اس صنعت میں کوئی فرق نہ دیکھے گا۔ تو پھر نگاہ دوڑا کیا تجھے کوئی شگاف دکھائی

فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝

دیتا ہے۔ پھر دوبارہ نگاہ کر تیری طرف نگاہ ناکام لوٹ آئے گی اور وہ تھکی ہوئی ہوگی۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ

اور ہم نے دنیا کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا ہے اور ہم نے انہیں شیطانوں کو مارنے کیلئے آلہ بنایا ہے اور ہم نے ان کیلئے

عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اِذَآ

جلتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا ہے ان کیلئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔ جب

اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِىَ تَفُوْرُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۭ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا

اس میں ڈالے جائیں گے اس کی ایک دھاڑ سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔ معلوم ہوگا کہ غصہ کے مارے پھٹ پڑے گی۔ جب اس میں کوئی

فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَاۗءَنَا نَذِيْرٌ ڏ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا

گروہ ڈالا جائے گا اس سے اس کے داروغہ پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے کیوں نہیں بیشک ہمارے پاس ڈرانے والا

مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ښ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ

آیا تھا ہم نے جھٹلایا اور کہہ دیا کہ اللہ نے کچھ بھی نہیں اتارا تم بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ اور کہیں گے اگر ہم نے سنا یا سمجھا ہوتا

مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝١٠ فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ فَسُحْقًا لِّأَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝١١ إِنَّ

تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے ۝ پھر وہ اپنے گناہ کا اقرار کریں گے سو دوزخیوں پر پھٹکار ہے ۝ بیشک

الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝١٢ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ

جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے ۝ اور تم اپنی بات کو چھپاؤ یا

اجْهَرُوا بِهِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝١٣ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝١٤

ظاہر کرو بیشک وہ دلوں کے بھید خوب جانتا ہے ۝ بھلا وہ نہیں جانتا جس نے (سب کو) پیدا کیا اور وہ بڑا باریک بین خبردار ہے ۝

افاداتِ محمود:

حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کریم میں ۳۰ آیات والی ایک سورت ہے جو اپنے پڑھنے والے کو بخشوائے گی۔ وہ سورہ تبارک الذی ہے۔ (ترمذی) دوسری روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ سورۂ ملک میرے ہر امتی کے دل میں ہونی چاہیے۔ (طبرانی)

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ الخ

یہاں بظاہر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ اگر موت عدم ہو تو پھر خلق الموت کے کیا معنی ہوں گے؟

جواب اس کا یہ ہے کہ موت کی دو تفسیریں اور دو مفہوم ہیں۔

ایک یہ ہے کہ موت حیاۃ کی ضد ہے۔ اس صورت میں موت شی موجود ہوگی اور موت و حیاۃ میں تقابل تضاد ہوگا اور اگر موت سے مراد عدم الحیاۃ ہے تو پھر موت عدمی ہے۔ اس صورت میں موت و حیاۃ میں تقابل عدم و ملکہ ہوگا۔ عدم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک عدم اصلی دوسرا عدم عارضی۔ لہٰذا یہ عدم عارضی ہے اصلی نہیں ہے۔ لہٰذا خلق کی نسبت اس کی طرف درست ہے۔ واللہ اعلم

زُلْفَةً سِيٓـَٔتْ وُجُوهُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَقِيلَ هَـٰذَا ٱلَّذِى كُنتُم بِهِۦ تَدَّعُونَ ﴿٢٧﴾

بالکل قریب دیکھیں گے تو ان کی صورتیں بگڑ جائیں گی کافروں کی اور کہا جائے گا کہ یہی ہے جسے تم مانگا کرتے تھے ⊙

قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكَنِىَ ٱللَّهُ وَمَن مَّعِىَ أَوْ رَحِمَنَا فَمَن يُجِيرُ ٱلْكَـٰفِرِينَ مِنْ

آپ کہہ دیجئے بھلا دیکھو تو سہی اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم کرے پھر وہ کون ہے جو کافروں کو بچائے دردناک

عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٨﴾ قُلْ هُوَ ٱلرَّحْمَـٰنُ ءَامَنَّا بِهِۦ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِى

عذاب سے ⊙ آپ کہہ دیجئے وہی رحمن ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اسی پر ہم نے بھروسہ کیا سو عنقریب تم جان لو گے کہ

ضَلَـٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٢٩﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَن يَأْتِيكُم بِمَآءٍ مَّعِينٍۭ ﴿٣٠﴾

کون صریح گمراہی میں ہے ⊙ آپ کہہ دیجئے بھلا دیکھو تو سہی اگر تمہارا پانی خشک ہو جائے تو وہ کون ہے جو تمہارے پاس صاف پانی لے آئے ⊙

عمل وزنی نہ ہوگا۔ (الترغیب)

(۴) ایک اور حدیث میں ہے کہ انسان اخلاق حسنہ سے وہ مقام حاصل کرسکتا ہے جو دن کا روزہ دار اور رات کا شب بیدار نہیں کرسکتا۔ (الترغیب)

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ

اکثر روایات کے مطابق آگے آنے والی تمام صفات ذمیمہ ولید بن مغیرہ کی ہیں۔ ولید بن مغیرہ نے حضورؐ کے سامنے قسمیں کھائی تھیں کہ آپ دین کا یہ کام چھوڑ دیں، ہم آپؐ کو مال و منال سے نواز دیں گے۔ ضمیر فروش لوگوں کا وتیرہ ہمیشہ یہی رہا ہے کہ دولت کے مقابلہ میں دین و مذہب اور سب کچھ چھوڑ بیٹھتے ہیں، لیکن انبیاء کی عصمت سے یہ بعید تر ہے کہ وہ دنیا کے جاہ و جلال کے لیے حکم خداوندی سے منہ موڑیں یا اللہ تعالیٰ کے کسی حکم میں سستی یا حکم عدولی کا مظاہرہ کریں۔ "زنیم" زنیم کا معنی حضرت ابن عباسؓ سے تو یہ منقول ہے "الذی یعرف بالابنۃ" یعنی جو بڑھاپے میں لواطت کرتا رہے اور مفعول بھی ہو۔ (۲) اور "زنیم" کا دوسرا معنی ولد الحرام ہے یعنی حرام زادہ۔ ولید بن مغیرہ کے متعلق منقول ہے کہ اس کی عمر ۱۸ سال تھی اور اس وقت تک اس کا نسب معلوم نہ تھا۔ پھر اس کے باپ نے دعویٰ کر دیا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب مندرجہ بالا آیتیں نازل ہوئیں تو ولید بن مغیرہ نے اپنی والدہ سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے متعلق ۹ صفات ذمیمہ بیان کی ہیں۔ سب سے آخر میں لفظ زنیم ہے، لہٰذا مجھ کو صحیح بتا کہ کیا قصہ ہے؟ وہ کہنے لگی کہ تمہارا باپ نامرد تھا۔ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ اگر ہمارے ہاں اولاد نہ ہوئی تو آپ کے والد کی میراث چچازاد بھائی لے جائیں گے، اس لیے میں اپنے غلام سے ملوث ہوئی۔ اسی کے نتیجہ میں تم تولد ہوئے۔ آج بھی دعویٰ نسب میں یہ شرط ہے کہ دعویٰ ایسے بچے کے متعلق کیا جائے جو معروف النسب نہ ہو ورنہ جو بچہ معروف النسب ہوگا، اس کے متعلق کسی کا دعویٰ قابل سماعت نہ ہوگا۔

عَلَى الْخُرْطُوْمِ

خرطوم اصل میں جانوروں کا ہوتا ہے جس کو اردو میں سونڈ کہتے ہیں جیسے ہاتھی اور خنزیر وغیرہ کا۔ لیکن ولید بن مغیرہ کے لیے یہ لفظ استہزا و ذما یہ کہا گیا جیسے کسی ابلہ انسان کو گدھا کہا جائے، یا تو اس کی ناک پر تل کا نشان تھا، یا غزوۂ بدر میں تلوار لگنے سے ایسا نشان پڑ گیا تھا جو مرتے دم تک رہا۔

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيمِ ۝ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ

بیشک پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے پاس نعمت کے باغ ہیں۔ کیا پس ہم فرمانبرداروں کو

كَالْمُجْرِمِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ۝ إِنَّ

مجرموں کی طرح کر دیں گے؟ تمہیں کیا ہو گیا کیسا فیصلہ کرتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو کہ بیشک

لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ أَيْمٰنٌ عَلَيْنَا بٰلِغَةٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ إِنَّ لَكُمْ

تمہیں آخرت میں ملے گا جو تم پسند کرتے ہو؟ کیا تمہارے لئے ہم نے قسمیں کھائی ہیں جو قیامت تک چلی جائیں گی کہ بیشک تمہیں

لَمَا تَحْكُمُونَ ۝ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيمٌ ۝ أَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ فَلْيَأْتُوا

وہی ملے گا جو تم حکم کرو گے؟ ان سے پوچھئے کون سا ان میں اس بات کا ذمہ دار ہے؟ کیا ان کے معبود ہیں پھر اپنے

بِشُرَكَآئِهِمْ إِنْ كَانُوا صٰدِقِينَ ۝ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا

معبودوں کو لے آئیں اگر وہ سچے ہیں۔ جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور وہ سجدہ کرنے کو بلائے جائیں گے تو

يَسْتَطِيعُونَ ۝ خٰشِعَةً أَبْصٰرُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى

وہ نہ کر سکیں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی ان پر ذلت چھا رہی ہو گی اور وہ پہلے (دنیا میں) سجدے کے لئے

السُّجُودِ وَهُمْ سٰلِمُونَ ۝ فَذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ

بلائے جاتے تھے جبکہ وہ صحیح سالم تھے۔ پس مجھے اور اس کلام کے جھٹلانے والوں کو چھوڑ دو ہم ان کو بتدریج جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں

مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ۝ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ

اس طور پر کہ انہیں خبر بھی نہیں ہو گی۔ اور میں ان کو مہلت دیتا ہوں بیشک میری تدبیر زبردست ہے۔ کیا آپ ان سے کچھ اجرت مانگتے ہیں کہ

مِنْ مَغْرَمٍ مُثْقَلُونَ ۝ أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

جس کے تاوان کا ان پر بوجھ پڑ رہا ہے؟ کیا ان کے پاس غیب کی خبر ہے کہ وہ اسے لکھ لیتے ہیں؟ پھر آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کریں

وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُومٌ ۝ لَوْلَا أَنْ تَدٰرَكَهُ نِعْمَةٌ مِنْ رَبِّهِ

اور مچھلی والے جیسے نہ ہو جائیں جب اس نے اپنے رب کو پکارا اور وہ بہت غمگین تھا۔ اگر اس کے رب کی رحمت اسے نہ سنبھال لیتی

لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ۝ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصّٰلِحِينَ ۝ وَإِنْ يَكَادُ

تو وہ برے حال سے چٹیل میدان میں پھینکا جاتا۔ پس اسے اس کے رب نے نوازا پھر اسے نیکوں میں کر دیا۔ اور البتہ

الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۝

قریب تھا کہ کافر آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا دیں جبکہ انہوں نے قرآن سنا اور کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے ۝

وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِينَ ۝

حالانکہ یہ قرآن تمام دنیا کے لئے صرف نصیحت ہے ۝

افاداتِ محمود:

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ الخ

قیامت کے دن لوگوں کو سجدہ کرانے کے لیے تدبیر کی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ اپنی ساق سے پردہ اٹھائیں گے تو جو ایمان والے ہوں گے وہ سب سجدہ میں گر پڑیں گے۔ جو لوگ منافق ہیں یا کافر یا وہ لوگ جو دنیا میں ریاکاری اور شہرت کی غرض سے سجدہ کرتے تھے، ان کی پیٹھ ایک ہی تختہ کی طرح ہو جائے گی اور جھکنے کی صلاحیت ختم ہو جائے گی۔ گویا اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا ہی نہیں ہوگا کہ ایسے ناشکرے اور باغی اس کے آگے سجدہ ریز ہوں اور وہ لوگ ساری زندگی بے ایمان رہنے کے باوجود اب ایمان والوں میں شامل ہوں۔

کشف ساق جو اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ہو وہی مراد ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جسم اور جسمیات سے منزہ ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا ایک قول ہے کہ لوگ ایک خاص قسم کے نور کے آگے سجدہ ریز ہوں گے۔

وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا الخ

کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تیز نگاہوں سے دیکھتے تھے اور چاہتے تھے آپ کے منصوبے ناکام ہو جائیں (العیاذ باللہ) لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ حدیث میں ہے (العین حق) یعنی نظر بد کا لگ جانا حق ہے۔ اس سے تکلیف پہنچ سکتی ہے۔ لہٰذا یہ دونوں آیتیں اور اسی طرح کے بعض کلمات احادیث میں بھی وارد ہوئے ہیں۔ جس پر نظر کا شبہ ہو، اس کو ان دونوں آیتوں سے اور احادیث میں جو کلمات ارشاد ہوئے ہیں، ان کے ذریعہ دم کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ﴿٤٤﴾ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ﴿٤٥﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ

اور اگر وہ (نبی) ہم پر بنا لاتا کوئی بات ⊙ تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے ⊙ پھر ہم اس کی رگ دل

الْوَتِينَ ﴿٤٦﴾ فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿٤٧﴾ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٨﴾

کاٹ ڈالتے ⊙ پھر تم میں سے کوئی بھی اس سے روکنے والا نہ ہوتا ⊙ اور بیشک وہ ڈرنے والوں کے لئے ایک نصیحت ہے ⊙

وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنكُم مُّكَذِّبِينَ ﴿٤٩﴾ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٥٠﴾ وَإِنَّهُ لَحَقُّ

اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ بعض تم میں سے جھٹلانے والے ہیں ⊙ اور بیشک وہ کافروں پر باعث حسرت ہے ⊙ اور بیشک وہ یقینی

الْيَقِينِ ﴿٥١﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٥٢﴾

حق ہے ⊙ پس اپنے رب کے نام کی تسبیح کیجئے جو بڑا عظمت والا ہے ⊙

افاداتِ محمود

حاقہ اور قارعہ یہ دونوں قیامت کے نام ہیں۔ حاقہ کا معنی ثابت ہونے والی اور قارعہ کا معنی کھٹکھٹانے والی ہے۔ قیامت کے دن تمام حقائق، اعمال اور ان کا نتیجہ جزا اور سزا سب کچھ سامنے آ جائے گا۔ اس لحاظ سے قیامت کا دن "الحاقۃ" ہے اور قیامت کے دن کی ہولناکیوں کے اعتبار سے قیامت کا دن "القارعۃ" ہے۔ آگے پھر قوم ثمود، قوم عاد، قوم فرعون اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا مختصر تذکرہ ہے۔ آگے پھر نامۂ اعمال کا ذکر ہے کہ جو دائیں اور بائیں ہاتھ میں ملیں گے اور جو حالات اس وقت ہوں گے ان کا تذکرہ ہے۔ دوسرے رکوع میں حقانیت قرآن کریم کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ صاحب قرآن کی طرف سے اس میں کسی قسم کی کوئی ملاوٹ یا آمیزش نہیں ہے۔ دوسرے لوگ تو اس میدان کے بیچ ہی نہیں کہ اس میں کچھ ملاوٹ یا ردوبدل کر سکیں۔ واللہ اعلم

وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ وَالَّذِينَ هُم مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ۝

اور وہ جو قیامت کے دن کا یقین رکھتے ہیں ۝ اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں ۝

إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ

بے شک ان کے رب کے عذاب کا خطرہ لگا ہوا ہے ۝ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ۝ مگر اپنی

أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ

بیبیوں یا لونڈیوں سے سو بے شک انہیں کوئی ملامت نہیں ۝ پس جو کوئی اس کے سوا چاہے

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ

سو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں ۝ اور وہ جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں ۝ اور وہ جو اپنی

هُم بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ فِي

گواہیوں پر قائم رہتے ہیں ۝ اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں ۝ وہی لوگ

جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ۝ ع

باغوں میں عزت سے رہیں گے ۝

افادات محمود:

سَأَلَ سَائِلٌ الخ

سائل سے مراد یا تو پیغمبر ہیں جیسا کہ حضرت نوح نے کہا تھا۔ وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۝ یا اس سے مراد کافر ہیں جو جلدی عذاب مانگتے تھے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ الخ (الحج ۴۷) دوسری جگہ ارشاد ہے

فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ (انفال ۳۲)

ذِي الْمَعَارِجِ سے مراد یہ ہے کہ آسمانوں پر فرشتوں کے چڑھنے اور اترنے کے لیے راستے بنے ہوئے ہیں۔ آگے اس سورت میں قیامت کا بیان ہے۔ پھر عبادات مالیہ و بدنیہ کا ذکر ہے۔ آگے پھر اصل مضمون یعنی قیامت کی طرف عود ہے۔ واللہ اعلم

فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿٣٦﴾ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ

پس کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ کی طرف دوڑے آ رہے ہیں۔ دائیں اور بائیں سے

الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿٣٧﴾ أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ﴿٣٨﴾ كَلَّا ۖ إِنَّا

گروہ در گروہ بن کر۔ کیا ہر ایک ان میں سے توقع رکھتا ہے کہ وہ نعمت کے باغ میں داخل کیا جائے گا؟ ہرگز نہیں، ہم نے ان کو

خَلَقْنَاهُم مِّمَّا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ﴿٤٠﴾

اس چیز سے پیدا کیا ہے جسے وہ جانتے ہیں۔ پس میں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں (یعنی اپنی ذات کی) کہ ہم ضرور قادر ہیں

عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٤١﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا

اس بات پر کہ ہم ان سے بہتر لوگ بدل کر لا سکتے ہیں اور ہم عاجز نہیں ہیں۔ پھر انہیں چھوڑ دیجئے کہ یہ بیہودہ باتوں اور کھیل میں لگے رہیں

حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ

یہاں تک کہ وہ اس دن کو دیکھ لیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ جس دن وہ دوڑتے ہوئے قبروں سے نکل پڑیں گے گویا کہ وہ ایک

إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي

نشان کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی، ان پر ذلت چھا رہی ہو گی۔ یہی وہ دن ہے

كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٤٤﴾

جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

سورۃ نوح

آیتیں ۲۸ — سورۃ نوح مکی ہے — رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ①

بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو ڈرا اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آ پڑے۔

قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ② أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ③ يَغْفِرْ

انہوں نے کہا اے میری قوم بیشک میں تمہارے لیے کھلا ڈرانے والا ہوں کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو وہ

لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ

تمہارے لیے تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایک وقت مقرر تک مہلت دے گا بیشک اللہ کا وقت مقرر ہوا ہے جب آ جائے گا تو اس میں تاخیر

لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ④ قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ⑤ فَلَمْ يَزِدْهُمْ

نہ ہوگی کاش تم جانتے۔ کہا اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات اور دن بلایا۔ پھر وہ میرے بلانے سے

دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ⑥ وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي

اور بھی زیادہ بھاگتے رہے۔ اور بیشک جب کبھی میں نے انہیں بلایا تاکہ تو انہیں معاف کر دے تو انہوں نے اپنی انگلیاں

آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ⑦ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ

اپنے کانوں میں رکھ لیں اور انہوں نے اپنے کپڑے اوڑھ لیے اور ضد کی اور بہت ہی تکبر کیا۔ پھر میں نے انہیں کھلم کھلا

جِهَارًا ⑧ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ⑨ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ

بھی بلایا۔ پھر میں نے انہیں علانیہ بھی کہا اور چپکے سے بھی کہا۔ پس میں نے کہا اپنے رب سے بخشش مانگو بیشک

كَانَ غَفَّارًا ⑩ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ⑪ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ

وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ آسمان سے تم پر (موسلا دھار) مینہ برسائے گا۔ اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا

وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا ⑫ مَّا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ⑬ وَقَدْ

اور تمہارے لیے باغ بنا دے گا اور تمہارے لیے نہریں بنا دے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کی عظمت کا خیال نہیں رکھتے۔ حالانکہ

خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ۝ أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ۝ وَجَعَلَ الْقَمَرَ

حالانکہ اس نے تمہیں کئی طرح سے بنایا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے سات آسمان اوپر تلے کیسے بنائے ہیں۔ اور ان میں چاند کو

فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ وَاللَّهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ۝ ثُمَّ

چمکتا ہوا بنایا اور آفتاب کو چراغ بنا دیا ہے۔ اور اللہ ہی نے تمہیں زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا۔ پھر

يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ۝ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ بِسَاطًا ۝ لِتَسْلُكُوا

وہ تمہیں اسی میں لوٹا دے گا اور اسی میں سے باہر نکالے گا۔ اور اللہ ہی نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا ہے تاکہ تم اس کے

مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝ قَالَ نُوحٌ رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ لَمْ يَزِدْهُ مَالُهُ

کھلے رستوں میں چلو۔ نوح نے کہا اے میرے رب! انہوں نے میرا کہنا نہ مانا اور ایسے کی پیروی کی جس کو اس کے مال اور اولاد نے

وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا ۝ وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا ۝ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ

نقصان کے سوا کچھ بھی فائدہ نہیں دیا۔ اور انہوں نے بڑی زبردست چال چلی۔ اور کہا تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو اور نہ

وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۝ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ۚ وَلَا تَزِدِ

ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو چھوڑو۔ اور انہوں نے بہتوں کو گمراہ کیا۔ اور (اب آپ)

الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا ۝ مِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ

ظالموں کی گمراہی اور بڑھا دیجئے۔ وہ اپنے گناہوں کے سبب سے غرق کئے گئے پھر دوزخ میں داخل کئے گئے تو انہوں نے نہ پایا اپنے لئے

دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا ۝ وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۝

اللہ کے سوا کوئی مددگار۔ اور نوح نے کہا اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ۔

إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَبِّ اغْفِرْ لِي

اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسل بھی جو ہوگی تو فاجر اور کافر ہی ہوگی۔ اے میرے رب مجھے

وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ

اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور اس کو جو میرے گھر میں ایماندار ہو کر داخل ہو جائے اور ایماندار مردوں اور عورتوں کو اور ظالموں کو

الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ۝

تو بربادی کے سوا اور کچھ زیادہ نہ کر۔

سُورَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ

آیاتھا ۲۸ — رکوعاتھا ۲

آیتیں ۲۸ — سورۂ جن مکی ہے — رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِیْٓ

آپ کہہ دیجئے کہ میری طرف اس بات کی وحی کی گئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے (مجھ سے) قرآن سنا ہے، پھر انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے

اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا

جو نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور ہمارے رب کی بڑی شان بلند ہے

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝

اس نے کوئی بیوی نہیں بنائی اور نہ بیٹا ۝ اور ہم میں سے بعض بیوقوف ہیں جو اللہ پر حد سے بڑھی ہوئی باتیں کیا کرتے تھے

وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ

اور ہمیں خیال تھا کہ انسان اور جن اللہ پر ہرگز جھوٹ نہ بولیں گے اور بہت سے آدمی جنوں کے

مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا

مردوں سے پناہ لیا کرتے تھے سو انہوں نے ان کی سرکشی اور بڑھا دی ۝ اور وہ بھی سمجھتے تھے جیسا کہ

ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ

تم نے سمجھا ہے کہ اللہ ہرگز کسی کو رسول بنا کر نہ بھیجے گا اور ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو ہم نے اسے سخت پہرہ

حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ

اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا اور ہم اس سے پہلے آسمان میں سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے سو جو اب کان لگا کر سنتا ہے

الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝ وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ

تو وہ اپنے لئے ایک شعلہ تیار پاتا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کے ساتھ نقصان کا ارادہ کیا گیا ہے یا

اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ

ان کے رب نے ان کے ساتھ ہدایت کا ارادہ فرمایا ہے اور ہم میں سے بعض نیک ہیں اور بعض اس کے علاوہ ہیں ہم مختلف طریقوں پر

قِدَدًا ۞ وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن نُّعْجِزَ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَلَن نُّعْجِزَهُ هَرَبًا ۞ وَأَنَّا لَمَّا

طریقوں پر چلتے تھے۞ اور یہ کہ ہم نے سمجھ لیا کہ ہم اللہ کو زمین میں کبھی عاجز نہیں کر سکیں گے اور نہ ہی ہم بھاگ کر اسے عاجز کر سکیں گے۞ اور جب ہم نے

سَمِعْنَا الْهُدَىٰ آمَنَّا بِهِ ۖ فَمَن يُؤْمِن بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ۞ وَأَنَّا

ہدایت کی بات سن لی تو ہم اس پر ایمان لے آئے پھر جو اپنے رب پر ایمان لے آتا ہے تو اسے نہ نقصان کا ڈر رہے گا اور نہ ظلم کا۞ اور یہ کہ

مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ ۖ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۞ وَأَمَّا

ہم میں سے فرمانبردار بھی ہیں اور بے انصاف بھی ہیں پس جو کوئی فرمانبردار ہو گیا سو ایسے لوگوں نے سیدھا راستہ تلاش کر لیا۞ اور جو

الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۞ وَأَن لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُم

بے انصاف ہیں سو وہ دوزخ کا ایندھن ہوں گے۞ اور اگر (مکہ والے) سیدھے راستہ پر قائم رہتے تو ہم ان کو بافراغت

مَّاءً غَدَقًا ۞ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَمَن يُعْرِضْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۞

پانی سے سیراب کرتے۞ تاکہ اس میں ان کو آزمائیں اور جو کوئی اپنے رب کی یاد سے منہ موڑے گا وہ اسے سخت عذاب میں ڈالے گا۞

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ۞ وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ

اور یہ کہ سجدے اللہ کے لیے ہیں تو تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۞ اور جب خدا کا بندہ (نبی) اس کو پکارنے کو کھڑا ہوتا ہے

كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۞

تو لوگ اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگنے لگتے ہیں۞

افادات محمود:

جنوں سے متعلق تفصیلی بحث سورۃ احقاف میں گزر چکی ہے۔

فلا نعوذ ولا نعبد

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ الخ

یا تو مراد اس سے مساجد ہیں کہ مسجدوں میں اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت یا کسی کو پکارنا جائز نہیں یا جسم انسانی میں مواضع سجدہ مراد ہیں یعنی جسم کے وہ حصے جو بوقت سجدہ استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے ہاتھ پاؤں اور پیشانی وغیرہ۔ ان کا استعمال غیر اللہ کے لیے جائز نہیں۔ ان کا غیر اللہ کے لیے جھکانا ان کے ذریعہ غیر اللہ کی عبادت کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے ترجمہ قرآن میں یہی مفہوم پیش کیا ہے۔ واللہ اعلم

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ

بیشک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ اور جو لوگ آپ کے

مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۚ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ

ساتھ ہیں (کبھی) دو تہائی رات کے قریب اور (کبھی) آدھی رات اور (کبھی) تہائی رات (نماز تہجد میں) کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ ہی رات اور دن کا

وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَن لَّن تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۚ عَلِمَ أَن

اندازہ کرتا ہے اسے معلوم ہے کہ تم اس کو نباہ نہیں سکتے سو اس نے تم پر رحم کیا تو جتنا قرآن میں سے آسان ہو پڑھ لیا کرو اسے معلوم ہے کہ

سَيَكُونُ مِنكُم مَّرْضَىٰ ۙ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ ۙ

تم میں سے کچھ بیمار ہوں گے اور کچھ اور لوگ بھی جو اللہ کا فضل تلاش کرتے ہوئے زمین پر سفر کریں گے

وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۚ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا

اور کچھ اور لوگ ہوں گے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے تو جتنا اس میں سے آسان ہو پڑھ لیا کرو اور نماز قائم رکھو اور

الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ

زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھی طرح (یعنی اخلاص سے) قرض دو اور جو نیکی آگے بھیج دو گے اپنے واسطے تو اس کو اللہ کے پاس بہتر

عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا ۚ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٠﴾

اور بڑے اجر کی چیز پاؤ گے اور اللہ سے بخشش مانگو بیشک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

افاداتِ محمود:

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ الخ

حاصل یہ ہے کہ نصف اللیل تک کے قیام کی تم طاقت نہیں رکھتے۔ اگر ایک دن ایسا کر بھی لو گے تو مواظبت نہیں کر سکو گے۔ حدیث میں ہے کہ بہترین عمل وہ ہے جس کو ہمیشہ کیا جائے۔ اگرچہ تھوڑا ہو۔ (بخاری) دوسری بات یہ ہے کہ تم میں بعض مریض بھی ہوں گے۔ مسافر بھی ہوں گے اور مجاہد بھی ہوں گے جو قتال فی سبیل اللہ کے لیے کمربستہ ہوں۔ اندریں حالات طویل قیام متعذر ہے۔ لہٰذا حسب استطاعت جتنا قیام و قراءت ممکن ہو کر لیا کرو۔ میعاد اور مقدار کی پابندی نہیں ہے۔ البتہ فرض نمازوں اور زکوٰۃ کا اہتمام کیا کرو۔ مطلق زکوٰۃ کی فرضیت مکہ مکرمہ میں ہوئی تھی اور زکوٰۃ کی مقداروں کی تفصیلات مدینہ منورہ میں آئی تھیں۔ تمام اعمال اخلاص کے ساتھ ہونے چاہئیں۔ آگے اس کا پھل ضرور پاؤ گے اور انسان ہونے کے ناتے اگر کوئی لغزش ہوئی ہوگی تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔ واللہ اعلم

كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ

آزمائش بنا دی ہے تاکہ جن کو کتاب دی گئی ہے وہ یقین کرلیں اور ایمانداروں کا ایمان بڑھے اور شک نہ کریں اہل کتاب

الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْكَافِرُونَ

اور ایماندار شک نہ کریں اور تاکہ کہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے اور کافر بھی کہ

مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ

اللہ کی اس بیان سے کیا غرض ہے اسی طرح اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور آپ کے

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ۝

رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور دوزخ کا حال بیان کرنا صرف آدمیوں کی نصیحت کے لئے ہے

افادات محمود:

سورۂ اقراء کی پانچ آیتیں نازل ہونے کے بعد کچھ عرصے کے لیے وحی کا نزول منقطع ہو گیا۔ سلسلہ وحی کے انقطاع سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف بھی ہوئی اور وحی کا شوق بھی بڑھتا رہا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہ فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا، وہ آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کو دیکھنے سے مجھے ہیبت زدگی کی کیفیت محسوس ہوئی اور میں نے خدیجۃ الکبریٰ سے کہا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ جب میں کمبل لپیٹ کر لیٹ گیا تو سورۂ مدثر نازل ہوئی پھر وحی تسلسل سے ہونے لگی۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ

مزمل کی طرح مدثر کا خطاب بھی تلطف پر مبنی ہے۔ مدثر اصل میں متدثر باب تفعل سے اسم فاعل کا صیغہ ہے "ت" اور "د" دونوں قریب المخرج ہیں، لہٰذا ت کو دال سے تبدیل کر کے دال کو دال میں مدغم کر دیا۔ مدثر بن گیا۔

روافض کہتے ہیں کہ مدثر کا خطاب حضرت علیؓ سے ہے۔ کیونکہ حضورؐ نے آپ کو "قم ابا تراب" فرمایا تھا۔ لہٰذا مدثر سے مراد مٹی کی چادر ہے جس میں حضرت علی لپٹے ہوئے تھے۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ

کپڑوں کی آلودگی سے صاف کرنا تو ظاہری الفاظ کا مفہوم ہے۔ اپنے آپ کو گناہ سے بچانا اور محفوظ رکھنا مراد ہے۔ اپنی نیت اور قلب کو گناہ اور شرک کی آلودگی سے محفوظ و مصون رکھنا مقصود ہے۔ فرمایا کہ اپنے اخلاق کو شائستہ رکھیے۔ اپنے لباس کو پانی سے دھو کر پاک رکھیے۔ شرک سے بچ کر توحید پر قائم رہیے۔ اپنے اعمال کو اعلیٰ معیار کا بنائیے۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿۵﴾

شرک اور بتوں کو چھوڑ کر توحید پر قائم رہیے۔ معصیت اور شرک کے ترک پر دوام کیجیے۔

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿۶﴾

جب کسی کو صدقہ خیرات ہدیہ وغیرہ دو تو اس کے عوض اس سے یہ امید نہ رکھو کہ دو گنا یا اس سے زیادہ آپ کو لوٹائے گا۔

جو نیک عمل کرتے ہو وہ اللہ پر احسان نہ سمجھو کہ اس کے مقابلے میں اس سے زیادتی طلب کرو۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا (الحجرات)

لوگ اپنے مسلمان ہونے کا احسان آپ (ﷺ) پر جتاتے ہیں، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ تم کو نیک عمل کی توفیق نصیب فرمائی۔ یا یہ مفہوم ہے کہ منصب نبوت سے متعلق جو فرائض آپ سرانجام دے رہے ہیں وہ خالصۃً لوجہ اللہ ہونے چاہئیں۔ اس دعوت و تبلیغ سے آپ کا مقصد نہ تو شہرت ہو، نہ ہی کسی دنیا کے ساز و سامان اور آسائش، بلکہ رضائے الٰہی ہو جیسا کہ تمام نبی و رسول یہ اعلان فرماتے رہے:

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ (الشعراء ۱۰۹)

ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے کہ

لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ جس کو صدقہ دیا ہے اس پر احسان جتلا کر یا اس کو اذیت پہنچا کر اپنے صدقات ضائع مت کرو۔

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ﴿۸﴾

نقر کے معنی بجانا ہے۔ یہ دق کے مفہوم میں ہے۔ اسی سے پرندے کی چونچ کو منقار کہتے ہیں، کیونکہ چونچ ہی کو پرندہ مرغ وغیرہ چیزوں پر مارتے ہیں اور چونچ میں پکڑ کر چیزوں کو زمین پر چھوڑتے رہتے ہیں۔ یہاں ناقور سے مراد قرن یعنی سینگ ہے جس میں حضرت اسرافیل قیامت کے دن پھونکیں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ میں کیسے خوش رہ سکتا ہوں جبکہ حضرت اسرافیل صور لیے کھڑے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر ہیں کہ جیسے ہی حکم ہو تو وہ پھونک دیں۔

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ﴿۱۱﴾

حافظ ابن کثیرؒ نے بروایت ابن عباسؓ نقل کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا اور قرآن کریم کے متعلق پوچھا۔ جب حضرت صدیق اکبرؓ نے اچھی طرح سمجھایا تو وہ وہاں سے نکلنے کے بعد لوگوں سے کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کلام سناتے ہیں اللہ کی قسم نہ تو وہ شعر ہے، نہ کہانت، بلکہ اس میں ایک مٹھاس

ہے۔ اس پر انکی آپ جو تاب ہے کہ وہ غالب آتا ہے، مغلوب نہیں ہوتا۔ جب قریش کو معلوم ہوا کہ ولید بن مغیرہ قرآن کریم کی صداقت و اعجاز سے متاثر ہو گیا ہے تو ان کو بڑی تشویش ہوئی۔ وہ آپس میں کہنے لگے کہ اگر ولید صابی (مسلمان) ہو گیا تو تمام قریش صابی (مسلمان) ہو جائیں گے۔ ابو جہل نے کہا کہ میں تم لوگوں کی یہ تشویش اور پریشانی دور کردوں گا۔ اس نے جا کر ولید بن مغیرہ سے کہا کہ تمام قریش نے تیرے لیے صدقات و خیرات جمع کر لیے ہیں۔ ولید نے کہا مجھے لوگوں کے صدقات و خیرات سے کیا واسطہ، میں تو ان سے مال و اولاد کے اعتبار سے بہتر و برتر ہوں۔ ابو جہل نے کہا کہ وہ آپس میں یہ کہہ رہے ہیں کہ تو ابو کبشہ کے پاس روٹی کھانے جاتا ہے (یعنی ابو کبشہ کی روٹی سے ہمارے صدقات تیرے لیے بہتر ہیں) ولید نے غصہ میں آ کر قسم کھائی کہ میں آئندہ ابو کبشہ کے پاس نہیں جاؤں گا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام تو جادو ہے جو نقل در نقل ہوتا چلا آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تمام آیتیں نازل فرما دیں۔

وَحِيدًا

یا تو حال ہے من موصول سے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ اکیلا بغیر مال و اولاد اور بغیر کنبے کے پیدا ہوا تھا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ الخ (انعام: ۹۴)

پھر ہم نے اسے صاحب مال و اولاد بنایا تو بجائے شکر بجا لانے کے کافر اور بجائے مطیع بننے کے عاصی ٹھہرا۔ یا خلقت کی ضمیر مرفوع متصل کا حال بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں حاصل یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ ولید بن مغیرہ نے خوب سوچ سمجھ کر کیا صرف اندازہ لگا کر کہا اور آپ کی طرف بھی بے سروپا اور بے بنیاد باتوں کی نسبت کی جس کی وجہ سے آپ رنجیدہ خاطر ہیں۔ آپ بے فکر رہیے۔ میں اکیلے نے اس کو پیدا کیا ہے اور اب میں اکیلا ہی اسے خود سنبھال لوں گا اور اس سے بدلہ لوں گا۔ آپ غمزدہ نہ ہوں۔

ولید اپنی قوم میں وحید کے لقب سے مشہور تھا کہ میں مال و جائیداد اور اولاد کے اعتبار سے بے مثل اور بے مثال ہوں۔ مجھ سا کوئی نہیں۔ اسی وحید کا لقب اس کے لیے تحقیراً و استہزاءً لایا گیا ہے۔

صَعُودًا یہ جہنم میں ایک پہاڑ کا نام ہے جس پر ایک جہنمی ستر سال تک چڑھتا رہے گا اور پھر وہیں جہنم کی تہہ میں چلا جائے گا۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔ (ترمذی مختصراً)

عَبَسَ عبس یعنی ترش رو ہونا، تیوری چڑھانا۔

يُؤْثَرُ یعنی ایسا جادو جو پہلوں سے نقل ہوتا آرہا ہے۔

لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ چہرے کی کھال کو جلا کر سیاہ کرنے والی۔ مراد جہنم کی آگ ہے۔

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ یہ تمام فرشتوں کی تعداد نہیں ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ ۱۹ فرشتے نگران ہوں گے۔ پھر ان کی

وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ࣙالْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾ فَلَا صَدَّقَ

اور وہ خیال کرتا کہ یہ وقت جدائی کا ہے اور لپٹ جائے گی پنڈلی دوسری پنڈلی سے تیرے رب کی طرف ہے اس دن چلا جانا پھر نہ

وَلَا صَلّٰى ﴿٣١﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٣٢﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿٣٣﴾ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٤﴾

تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی لیکن جھٹلایا اور منہ موڑا پھر گیا اپنے گھر والوں کی طرف اکڑتا ہوا خرابی ہے تیرے لیے افسوس پر افسوس ہے

ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٥﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ

پھر تیرے لیے افسوس پر افسوس ہے کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا کیا وہ نہ تھا ایک قطرہ منی کا

يُّمْنٰى ﴿٣٧﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿٣٨﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿٣٩﴾

جو ٹپکایا جاتا پھر وہ خون کا لوتھڑا بنا پھر اللہ نے اسے بنایا اور ٹھیک کیا پھر اس نے اس سے مرد و عورت کا جوڑا بنایا

اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿٤٠﴾

کیا نہیں وہ اللہ اس پر کہ مردوں کو زندہ کر دے قادر نہیں ہے

افادات محمود:

اقسام نفس

نفس امارہ جو انسان کو معاصی اور نافرمانیوں پر برانگیختہ کرتا ہے۔ جیسے کہ سورۂ یوسف میں ارشاد ہے:

ان النفس لامارة بالسوء الا مارحم ربی۔ بے شک نفس برائی پر ابھارنے والا ہے سوائے اس کے جس پر میرا رب رحم کرے۔

نفس حسب عادت طاعت یا معصیت کا خوگر ہوتا ہے۔ جیسی پرورش ہوگی، ویسے اعمال سرزد ہوں گے۔ جیسے حدیث میں ہے کہ ہر بچہ فطرت سلیمہ و اسلامیہ لے کر دنیا میں قدم رکھتا ہے، لیکن اس کے ماں باپ (اور ماحول) اس کو یہودی، نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ پھر بسا اوقات گناہ کا زنگ اتنا راسخ ہو جاتا ہے کہ ماحول میں گناہ اور اسباب گناہ نہ ہونے کے باوجود انسان معصیت کا شکار ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو سرکش اور سرکردہ شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے، لیکن ہزاروں لوگ پھر بھی معاصی میں مبتلا رہتے ہیں۔ گیارہ مہینے جب گناہوں کی عادتیں جڑ پکڑ چکی رہیں۔ اب ان کا چھوڑنا اتنا سہل کہاں، مگر مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد رمضان المبارک میں صوم و صلوٰۃ اور قیام اللیل کی پابندی کرتے دکھائی دیتی ہے۔ یہ ان پر اللہ کا فضل ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ ماقبل آیت میں احوال قیامت بیان ہو رہے تھے۔ ممکن تھا کہ حضور سے لوگ سوال کرتے کہ قیامت کب آئے گی؟ اور آپ اپنی منشاء کے مطابق جواب دے دیتے تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی ارشاد فرما دیا کہ آپ اپنی طرف سے کچھ نہ فرمائیے بلکہ جو کچھ آپ کو بتایا گیا ہے آپ اسی کی پیروی فرمائیں اور وہی جواب مرحمت فرمائیں۔ کیونکہ آپ کو خود صراحت کرنے یا مضمون تبدیل کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۝ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ

جاتے جھک رہے ہوں گے اور ان کے پھل ان کے اختیار میں کر دیئے جائیں گے، اور ان پر چاندی کے برتنوں اور شیشے کے آبخوروں کا دور

قَوَارِيرَا ۝ قَوَارِيرَ مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا

شیشے بھی چاندی کے جن کو بھرنے والوں نے مناسب انداز سے بھرا ہوگا، اور وہاں ان کو ایسا جام شراب پلایا جائے گا جس میں

زَنجَبِيلًا ۝ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ۝ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا

سونٹھ کی آمیزش ہوگی، وہاں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے، اور ان کے پاس ایسے لڑکے آمد و رفت کریں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے، جب

رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ۝ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ۝

تو ان کو دیکھے تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں، اور اے مخاطب تو اگر اس جگہ کو دیکھے تو تجھ کو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھلائی دے

عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ

ان پر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہوں گے اور دبیز ریشم کے کپڑے بھی، اور ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے، اور ان کا رب ان کو

شَرَابًا طَهُورًا ۝ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ۝ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ

پاکیزہ شراب پینے کو دے گا، یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی، ہم نے آپ پر

الْقُرْآنَ تَنزِيلًا ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ

قرآن تھوڑا تھوڑا کرکے اتارا ہے، تو آپ اپنے رب کے حکم پر مستقل رہیے اور ان میں سے کسی فاسق یا کافر کے کہنے میں نہ آئیے، اور اپنے

رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ۝ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ

رب کا صبح اور شام نام لیا کیجئے، اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی اس کو سجدہ کیا کیجئے اور رات کے بڑے حصہ میں اس کی تسبیح کیا کیجئے، یہ لوگ

يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ۝ نَّحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ

دنیا کو چاہتے ہیں اور اپنے آگے ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں، ہم ہی نے ان کو پیدا کیا اور ہم ہی نے ان کے جوڑ بند مضبوط کئے

وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا ۝ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝

اور جب ہم چاہیں ان ہی جیسے لوگ ان کی بجائے لے آئیں، یہ نصیحت ہے سو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کرے

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي

اور تم بدون خدا کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے، بیشک اللہ تعالیٰ بڑا علم والا حکمت والا ہے، وہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں

رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

داخل کرتا ہے اور ظالموں کے لئے تو اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

افادات محمود:

فضیلت و شانِ نزول

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ دہر پڑھتے تھے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک حبشی آیا۔ حضورؐ نے اس سے کہا کہ جو پوچھنا ہے پوچھ لے اور سمجھ لے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو ہم پر یہ فضیلت دی ہے کہ آپ لوگوں کی رنگتیں اور صورتیں خوبصورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو شرفِ نبوت بھی عطا فرمایا ہے۔ اب آپ ارشاد فرمایئے کہ اگر میں بھی ان تمام چیزوں پر ایمان لے آؤں جن پر آپ ایمان لاچکے ہیں اور میں بھی اسی طرح عمل کرتا رہوں جیسا کہ آپ عمل فرماتے ہیں تو کیا میں جنت میں آپ کے ساتھ ہوں گا؟ حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ سیاہ رنگ والے لوگوں کا سفید رنگ جنت میں ایک ہزار سال کے فاصلے پر سے نظر آئے گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہا تو یہ اللہ کے عہد و ذمہ میں آگیا اور جو شخص "سبحان اللہ وبحمدہ" کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھ دیں گے۔

ایک شخص نے حضورؐ سے پوچھا کہ حضورؐ ان حالات (نیکیوں کی کثرت) میں ہم ہلاک کیونکر ہو سکتے ہیں؟ (دوزخ تو بخشش یقینی ہوگی) آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن بعض لوگ اتنے نیک اعمال لے کر آئیں گے کہ اگر وہ اعمال پہاڑ پر رکھ دیے جائیں تو ان کے بوجھ اور ثقل سے پہاڑ دب جائے، لیکن جب ان اعمال کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں رکھی جائیں گی یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اعمال کا تقابلی جائزہ لیا جائے گا تو نعمتوں کے مقابلہ میں نیک اعمال کم پڑ جائیں گے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر رحم فرمائے یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کے اعمال کا وزن پورا رکھے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ دہر نازل فرمائی۔ پھر اس حبشی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا جنت میں میری آنکھیں وہ کچھ دیکھیں گی جو آپ کی آنکھیں دیکھیں گی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہاں، تو وہ حبشی رونے لگا یہاں تک کہ روتے روتے اس کی جان نکل گئی۔ راویٔ حدیث حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا کہ اللہ کے رسولؐ اس کو قبر میں درست کر رہے تھے۔ ایک روایت میں ہے حضورؐ نے فرمایا کہ جنت کا شوق اس کے لیے جان لیوا ثابت ہوا۔ (ابن کثیر بحوالہ طبرانی)

سورۂ دہر جس کا دوسرا نام سورۂ انسان بھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو یاد دلایا ہے کہ ایک زمانہ تجھ پر ایسا

گزرا کہ وہ موجود ہی نہیں تھا۔ پھر مختلف مراحل طے کرتا ہوا اور مختلف مدارج سے مختلف شکلوں میں گزرتا ہوا یہاں
تک پہنچا کہ سمجھ بوجھ والا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے عقل سلیم نصیب فرمائی۔ اپنی معرفت و تعارف کے لیے کائنات
کے ایک ایک ذرے کو شاہد موجود بنایا۔ ان تمام باتوں کا تقاضا یہ تھا کہ انسان اپنے رب کو پہچان لیتا اور جہنم کی
ہولناکیوں سے بچ کر جنت کے سرسبز و شاداب باغات' محلات اور اس میں موجود نعمتوں کا مستحق ٹھہرتا۔ لیکن
انسان مختلف گروہوں میں بٹ گئے اور بہت سے انسان حصول مقصد میں ناکام ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کا
تذکرہ ایسے بلیغ انداز میں فرمایا ہے کہ گویا ساری نعمتیں سامنے کی حقیقتیں ہیں۔ آخری حصے میں پھر نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ آپ اپنا مشن جاری رکھیں۔ ولید بن مغیرہ جیسے بد باطن اور بدکردار لوگوں کی پرواہ
مت کریں اور قیامت تک آنے والے تمام مبلغین اسلام کو یہی قانون اپنانا چاہیے۔ وہ اسی صورت میں کامیاب رہ
سکیں گے۔ واللہ اعلم

انْطَلِقُوا إِلَىٰ ظِلٍّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ ﴿٣٠﴾ لَا ظَلِيلٍ وَلَا يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾ إِنَّهَا تَرْمِي

چلو ایک سائبان کی طرف جس کے تین حصے ہیں ○ نہ وہ سایہ دیتا ہے اور نہ تپش سے بچاتا ہے ○ بیشک وہ (آگ) پھینکے گی

بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾ كَأَنَّهُ جِمَالَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٤﴾ هَٰذَا يَوْمُ

انگارے جیسے محل ○ گویا کہ وہ زرد اونٹ ہیں ○ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے ○ یہ وہ دن ہے جس میں

لَا يَنْطِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ﴿٣٦﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٧﴾

بات بھی نہ کر سکیں گے ○ اور نہ انہیں عذر کرنے کی اجازت ہوگی ○ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے ○

هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۖ جَمَعْنَاكُمْ وَالْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ ﴿٣٩﴾ وَيْلٌ

یہ فیصلہ کا دن ہے ہم تمہیں اور پہلوں کو جمع کریں گے ○ پس اگر تمہارے پاس کوئی تدبیر ہے تو مجھ پر کر دیکھو ○ اس دن

يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٠﴾ ع

جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے ○

افاداتِ محمود:

مرسلات کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں، لیکن افضل اور اصدق علی المدلول یہ ہے کہ "مرسلات" سے ہوائیں مراد ہیں۔

ثلٰث شعب یعنی جہنم کی آگ کا دھواں اٹھے گا تو اوپر سے سائبان کی مانند ہوگا۔ یہ دھواں دائیں اور بائیں طرف بھی ہوگا۔ اس طرح اس کی تین شاخیں ہوں گی۔

کَاَنَّہٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ

اونٹ کے ساتھ تشبیہ عرض میں ہے یا اونچائی میں یا رنگ میں۔ یہاں صفر سے مراد سواد یعنی سیاہ رنگ ہے کیونکہ جہنم کی چنگاریاں اور شعلے سیاہ ہوں گے اور زرد ہونے میں تشبیہ ہے کہ جہنم کی چنگاریاں اور شعلے زرد ہوں گے جیسے زرد رنگ کے اونٹ۔ واللہ اعلم

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ۝ وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ۝
بیشک پرہیزگار سایوں اور چشموں میں ہوں گے اور میووں میں جو وہ چاہیں گے
كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ
مزے سے کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے جو تم کرتے رہے بیشک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں اس دن جھٹلانے
لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُمْ مُجْرِمُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝
والوں کے لئے خرابی ہے کھا لو اور چند روز فائدہ اٹھا لو بیشک تم مجرم ہو اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے
وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ فَبِأَيِّ
اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو رکوع نہیں کرتے تھے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے پھر اس کے
حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ۝
بعد کس بات پر ایمان لائیں گے

افاداتِ محمود

اس سورت کے اختتام پر "اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِمَآ اَنْزَلَ" پڑھنا چاہیے۔

سورۃ النبأ مکیۃ

آیتیں ۴۰ سورت نبا مکی ہے رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ۝ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ ۝ الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ ۝ كَلَّا

کس چیز کی بابت آپس میں سوال کرتے ہیں ۝ اس بڑی خبر کے متعلق ۝ جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں ۝ ہرگز ایسا نہیں

سَيَعْلَمُونَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۝ أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَادًا ۝ وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا ۝

عنقریب وہ جان لیں گے ۝ پھر ہرگز ایسا نہیں عنقریب وہ جان لیں گے ۝ کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا ۝ اور پہاڑوں کو میخیں ۝

وَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجًا ۝ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا ۝ وَجَعَلْنَا

اور ہم نے تمہیں جوڑے جوڑے پیدا کیا ۝ اور تمہاری نیند کو راحت کا باعث بنایا ۝ اور رات کو پردہ پوش بنایا ۝ اور دن کو روزی

النَّهَارَ مَعَاشًا ۝ وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝ وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا ۝ وَأَنْزَلْنَا

کمانے کے لئے بنایا ۝ اور ہم نے تمہارے اوپر سات سخت (آسمان) بنائے ۝ اور ایک چمکتا ہوا چراغ بنایا ۝ اور ہم نے

مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا ۝ لِنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا ۝ وَجَنَّاتٍ أَلْفَافًا ۝ إِنَّ

بادلوں سے زور کا پانی اتارا ۝ تاکہ ہم اس سے اناج اور گھاس اگائیں ۝ اور گھنے باغ اگائیں ۝ بیشک

يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا ۝ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ۝ وَفُتِحَتِ

فیصلہ کا دن متعین ہو چکا ہے ۝ جس دن صور پھونکا جائے گا پھر تم گروہ در گروہ چلے آؤ گے ۝ اور آسمان کھولا جائے گا

السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ۝ وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ

تو (اس میں) دروازے ہو جائیں گے ۝ اور پہاڑ اڑائے جائیں گے تو ریت ہو جائیں گے ۝ بیشک دوزخ گھات میں

مِرْصَادًا ۝ لِلطَّاغِينَ مَآبًا ۝ لَابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ۝ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا

لگی ہے ۝ سرکشوں کے لئے ٹھکانا ہے ۝ کہ وہ اس میں مدتوں پڑے رہیں گے ۝ وہ وہاں کسی ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے

بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ۝ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ۝ جَزَاءً وِفَاقًا ۝ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ

اور نہ کسی پینے کی چیز کا ۝ مگر گرم پانی اور پیپ ۝ بدلہ ہے پورا ۝ بیشک وہ حساب کی امید

حِسَابًا ۝ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ۝ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ۝ فَذُوقُوا فَلَنْ
امید رکھتے تھے ۝ اور ہماری آیتوں کو بہت جھٹلایا کرتے تھے ۝ اور ہم نے ہر چیز کو کتاب میں شمار کر رکھا ہے ۝ پس چکھو سو ہم تمہارے لئے
نَزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ۝
عذاب ہی زیادہ کرتے رہیں گے ۝

افادات محمود:

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ۝

مشرکین مکہ اور بعض دیگر لوگ منکرین قیامت تھے۔ وہ از راہ مذاق ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کہ وہ قیامت کب آئے گی؟ وہ قیامت جلدی کیوں نہیں آتی؟ پھر ان میں بھی رجماً بالغیب اختلاف کرتے تھے۔ کوئی کہتا کہ جسم اور روح دونوں اٹھیں گے۔ کوئی کہتا کہ جزا و سزا کا تعلق صرف ارواح سے ہوگا نہ کہ اجسام سے۔ وقوع قیامت کے متعلق دو گروہ ہو گئے۔ بعض مان گئے اور بعض نے انکار کر دیا۔ آگے اس سورت میں قدرت کے دلائل ظاہرہ و باہرہ بیان کرنے کے بعد جنت و جہنم کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا۔

سورۂ مرسلات سے ربط: سورۂ مرسلات میں قیامت کے دن کو یوم الفصل کہا گیا۔ یہاں بھی فرمایا: "إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا ۝" وہاں فرمایا وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ۝ یہاں فرمایا وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ۝ وہاں فرمایا أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا یہاں فرمایا أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَادًا ۝ وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا ۝ وہاں فرمایا لَا يَنْطِقُونَ ۝ یہاں فرمایا لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ۝ الغرض ان دونوں سورتوں کے مضامین اس قدر مشابہ اور مشترک ہیں کہ سورۂ نبا، سورۂ مرسلات کا تتمہ معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿٣١﴾ حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا ﴿٣٢﴾ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ﴿٣٣﴾

بیشک پرہیزگاروں کے لئے کامیابی ہے ۰ باغ اور انگور ۰ اور نوجوان ہم عمر عورتیں ۰

وَكَأْسًا دِهَاقًا ﴿٣٤﴾ لَّا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا ﴿٣٥﴾ جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ عَطَاءً

اور پیالے چھلکتے ہوئے ۰ نہ وہاں بیہودہ باتیں سنیں گے اور نہ جھوٹ ۰ آپ کے رب کی طرف سے حسب اعمال

حِسَابًا ﴿٣٦﴾ رَّبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَٰنِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿٣٧﴾

بدلہ ملا ہوا کافی ۰ جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو ان کے درمیان ہے بڑا مہربان کہ وہ اس سے بات نہیں کر سکیں گے ۰

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ

جس دن جبرائیل اور سب فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے کوئی نہیں بولے گا مگر وہ جس کو رحمن اجازت دے گا اور وہ بات

صَوَابًا ﴿٣٨﴾ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۖ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ مَآبًا ﴿٣٩﴾ إِنَّا أَنذَرْنَاكُمْ

ٹھیک کہے گا ۰ یہ دن برحق ہے پس جو چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانا بنا لے ۰ بیشک ہم نے تمہیں ایک قریب

عَذَابًا قَرِيبًا يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ

آنے والے عذاب سے ڈرا دیا ہے جس دن آدمی دیکھے گا جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا اور کافر کہے گا اے کاش میں مٹی

تُرَابًا ﴿٤٠﴾ ع ۲

ہو گیا ہوتا ۰

افادات محمود:

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ یہاں روح سے کیا مراد ہے؟ اس میں حضرات مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔

(۱) انسانی ارواح مراد ہیں (۲) انسان مراد ہیں (۳) روح سے مراد اللہ تعالیٰ کی کوئی ایسی مخلوق ہے جو کھاتی پیتی ہے لیکن نہ انسان ہیں اور نہ فرشتے (۴) روح سے مراد حضرت جبرئیل ہیں (۵) روح سے مراد قرآن کریم ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا بہرحال مراد جو بھی ہو لیکن اس سے قیامت کے دن کی شدت و ہولناکی معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

ءَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ خَلۡقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمۡكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغۡطَشَ

کیا تمہارا بنانا مشکل بات ہے یا آسمان کا؟ جس کو اس نے بنایا۔ اس کی چھت بلند کی پھر اس کو ٹھیک کیا۔ اور اس کی رات

لَيۡلَهَا وَاَخۡرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَالۡاَرۡضَ بَعۡدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ اَخۡرَجَ مِنۡهَا مَآءَهَا

اندھیری کی اور اس کے دن کو ظاہر کیا۔ اور اس کے بعد زمین کو بچھا دیا۔ اس سے اس کا پانی اور اس کا

وَمَرۡعٰىهَا ﴿۳۱﴾ وَالۡجِبَالَ اَرۡسٰىهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمۡ وَلِاَنۡعَامِكُمۡ ﴿۳۳﴾ فَاِذَا جَآءَتِ

چارہ نکالا۔ اور پہاڑوں کو خوب جما دیا۔ تمہارے لئے اور تمہارے چوپایوں کے لئے سامان حیات ہے۔ پس جب وہ

الطَّآمَّةُ الۡكُبۡرٰى ﴿۳۴﴾ يَوۡمَ يَتَذَكَّرُ الۡاِنۡسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ الۡجَحِيۡمُ

بڑا ہنگامہ آئے گا۔ جس دن انسان اپنے کئے کو یاد کرے گا۔ اور ہر دیکھنے والے کے لئے دوزخ

لِمَنۡ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنۡ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الۡجَحِيۡمَ هِىَ الۡمَاۡوٰى ﴿۳۹﴾

سامنے لائی جائے گی۔ سو جس نے سرکشی کی۔ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی۔ سو بیشک اس کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے۔

وَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الۡجَـنَّةَ هِىَ

اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اس نے اپنے نفس کو بری خواہش سے روکا۔ سو بیشک اس کا ٹھکانا

الۡمَاۡوٰى ﴿۴۱﴾ يَسۡـئَلُوۡنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرۡسٰٮهَا ﴿۴۲﴾ فِيۡمَ اَنۡتَ مِنۡ ذِكۡرٰٮهَا ﴿۴۳﴾

جنت ہی ہے۔ آپ سے قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ اس کا قیام کب ہو گا؟ آپ کو اس کے ذکر سے کیا واسطہ۔

اِلٰى رَبِّكَ مُنۡتَهٰٮهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُنۡذِرُ مَنۡ يَّخۡشٰٮهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمۡ يَوۡمَ يَرَوۡنَهَا

اس کے علم کی انتہا آپ کے رب ہی کی طرف ہے۔ بیشک آپ تو صرف اس کو ڈرانے والے ہیں جو اس سے ڈرتا ہے۔ جس دن اس کو دیکھیں گے

لَمۡ يَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوۡ ضُحٰٮهَا ﴿۴۶﴾ ع

(تو یوں سمجھیں گے کہ) دنیا میں گویا نہیں رہے مگر ایک شام یا اس کی صبح کے بعد۔

افادات محمود:

سورۃ نازعات کے شروع میں بعض دوسری سورتوں کی طرح قسمیں کھائی گئی ہیں۔

پانچ سورتوں کے شروع میں متعدد قسمیں کھائی گئی ہیں۔

(۱) سورۃ الصّٰفّٰت (۲) سورۃ الذاریات (۳) سورۃ المرسلات (۴) سورۃ النازعات (۵) سورۃ العادیات

سورۃ الصافات میں مقسم بہ کی تین صفات مذکور ہیں۔ سورۃ الذاریات میں چار صفات مذکور ہیں اور سورۃ

المرسلات میں پانچ صفات اور سورۃ النازعات میں بھی پانچ اور سورۃ الطارقات میں پانچ صفات مذکور ہیں۔

آگے سورۃ النازعات میں وہی مضامین ذرا دوسرے انداز میں بیان فرمائے گئے ہیں جو سورۃ نبا میں بیان ہوئے تھے۔ یعنی آسمان وزمین جیسے قدرت کے بڑے بڑے شاہکاروں کی تخلیق۔ پھر آگے اہل جنت اور اہل جہنم اور قیامت کا بیان ہے۔

یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ پہلی آیت میں نفخہ اولیٰ اور دوسری آیت میں نفخہ ثانیہ مراد ہے۔

عِظَامًا نَّخِرَةً دوسری قراءۃ میں نَاخِرَةً ہے۔ اس میں منکرین کے استبعاد کا بیان ہے کہ وہ قیامت کے دن دوبارہ زندگی اور حشر نشر کو نہایت ہی بعید خیال کرتے تھے۔

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى فرعون نے ابتدائی طور پر یہ کہا تھا کہ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ اس کے چالیس سال بعد ربوبیت کا دعویٰ کر دیا حضرت ابن عباسؓ سے ایسا ہی منقول ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ الخ اب تو قیامت کے دن کو دیکھنے کے لیے جلدی کرتے ہیں اور آپ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی لیکن جب یہ لوگ اپنی قبروں اور مدفنوں سے اٹھائے جائیں گے تو دنیا کی زندگی کو نہایت ہی قلیل و مختصر خیال کریں گے۔ عَشِيَّةً سے مراد ظہر اور عصر کا درمیانی وقت ہے اور ضحیٰ سے مراد طلوع آفتاب سے لے کر نصف النہار تک وقت ہے۔ بہرحال آپ کے ذمہ وقت کے تعین کی ضرورت نہیں ہے کہ کب آئے گی۔ البتہ اس بات کو بھی بتانے کی ضرورت ہے کہ قیامت آئے گی۔

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿٣٢﴾ فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ﴿٣٣﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ

تمہارے لئے اور تمہارے چارپایوں کے لئے سامانِ حیات ہے۔ پھر جس وقت کانوں کا بہرا کرنے والا شور برپا ہوگا۔ جس دن آدمی اپنے

أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ

بھائی سے بھاگے گا۔ اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے۔ ان میں ہر شخص کو ایسی حالت ہوگی جو اس کو اوروں کی طرف سے بے پروا

يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا

کر دے گی۔ بہت سے چہرے اس دن چمک رہے ہوں گے ہنستے ہوئے خوش خرم۔ اور بہت سے چہرے اس دن ایسے ہوں گے

غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾

ان پر گرد پڑی ہوگی۔ ان پر سیاہی چھا رہی ہوگی۔ یہی لوگ ہیں کافر نافرمان۔

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عتبہ بن ربیعہ، ابوجہل اور حضرت عباسؓ جیسوں کو بٹھا کر انھیں دینِ اسلام کی دعوت دے رہے تھے اور دینِ حق کی حقانیت سمجھا رہے تھے۔ اتنے میں حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ آ گئے۔ یہ نابینا صحابی تھے۔ انھوں نے حضورؐ سے ایک آیت کے الفاظ یا مفہوم سے متعلق پوچھا کہ حضورؐ اللہ تعالیٰ نے جو علم آپ کو دیا ہے، اس میں سے مجھ کو سکھا دیجیے۔ اثنائے کلام میں حضرت عبداللہؓ کی یہ مداخلت اللہ کے رسولؐ کو ناگوار گزری اور آپؐ کے چہرۂ انور پر ناراضی کے آثار صاف نظر آنے لگے۔ حضورؐ برابر معززینِ قریش کی طرف متوجہ رہے اور ان سے گفتگو فرماتے رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ مجلس ختم ہوگئی اور آپ گھر تشریف لے جانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ عبس نازل فرمادی اور آپؐ کو بتلا دیا کہ یہی شخص حقیقت میں پاک ہونے والا اور گناہوں سے بچنے والا ہے۔ آپ کو اس کی طرف توجہ کرنا چاہیے تھی اور جس طرح آپؐ سے حصولِ علم کے خواستگار تھے، اسی وقت ان کو فیضِ صحبت سے مستفید ہونے کا موقع ملنا چاہیے تھا۔ (ابن کثیر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عدل و انصاف کسی پر مخفی نہیں۔ گھر کے اندر اور گھر سے باہر، پھر مسلمان ہوں یا غیر مسلم، آزاد ہوں یا قیدی جیسے اسیرانِ بدر، بلکہ ذرا آگے بڑھ کر جانوروں نے بھی آپؐ سے مالک کی ظالمانہ روش کی شکایت کی تو آپؐ نے وہاں بھی انصاف و عدل کی وہ مثالیں قائم فرمائیں جو اپنی مثال آپ اور رہتی دنیا تک یادگار رہیں گی۔ اس خاص واقعہ میں رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک میں یہ بات تھی کہ میں

اس وقت رؤسائے مکہ سے جو گفتگو ہو رہی ان لوگوں کے ایمان لے آنے سے سینکڑوں انسانوں میں تبدیلی یا کم از کم ان کے شر سے بچنے کا قوی امکان ہے۔ رہی بات حضرت عبداللہؓ کی تو یہ تو پکے مسلمان ہیں۔ اگر اس وقت ان کی نہ سنی گئی تو کیا ہوا پھر کسی وقت سنی جا سکتی ہے۔ ان کی بات قدرے تاخیر سے سنی گئی تو بھی کچھ حرج نہیں، البتہ رؤسائے قریش سے جاری گفتگو کا تسلسل ٹوٹ گیا تو یہ لوگ پھر ہاتھ نہیں آئیں گے۔

حضرت عبداللہؓ جو باوجود نابینا ہونے کے سچے طالب اور اخلاص کی دولت سے مالا مال تھے۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ سے فرمایا کہ آپ کو اس کی طرف متوجہ ہونا چاہیے تھا۔ یہ طالب صادق تھا اور رؤسائے قریش کو نصیحت آپ فرما ہی چکے ہیں، بلکہ آپ نے دعوت و تبلیغ کا حق ادا فرما دیا ہے۔ اب اگر کوئی قریب آتا ہے اور دین کو اپناتا ہے تو اس کا بھلا ہوگا اور خدانخواستہ اگر اپنے متکبرانہ روش پر قائم رہتے ہیں تو "خسر الدنیا والآخرۃ" کا مصداق بنیں گے۔ اس واقعہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن ام مکتومؓ کی بہت قدر فرماتے تھے۔

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ

سورۃ کے آخر میں قیامت کے دن کی ہولناکی کا بیان ہے کہ ماں باپ، بہن بھائیوں اور دیگر قریبی عزیزوں کے درمیان رشتہ کتنا مضبوط اور پائیدار ہوتا ہے، لیکن یہ لوگ ایک دوسرے کے کام نہ آسکیں گے۔ یاد رہے کہ حضرات انبیاءؑ، علماء اور صلحاء کی سفارشیں و شفاعتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ نہ بدن پر کپڑا ہوگا نہ ہی پاؤں میں جوتا ہوگا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ یا حضرت سودہؓ نے پوچھا کہ حضورؐ یہ کیا ہوگا کہ مرد و عورتیں ننگے بغیر لباس کے میدان حشر کی طرف جائیں گے؟ آپؐ نے مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ انسان اپنے نامۂ اعمال، جنت اور جہنم کے سلسلہ میں اس قدر پریشان و مبہوت ہوں گے کہ کیا مجال ہے کہ کوئی کسی کی طرف نگاہ اٹھا کے دیکھ سکے۔

اعاذنا اللہ من اھوال یوم الحشر واللہ اعلم

سُورَةُ التَّكْوِيرِ مَكِّيَّةٌ

آیاتہا ۲۹ — رکوعہا ۱

آیتیں ۲۹ — سورت التکویر مکی ہے — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۞ وَإِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۞ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۞ وَإِذَا

جب سورج کی روشنی لپیٹ لی جائے ۞ اور جب تارے ٹوٹ کر گر جائیں ۞ اور جب پہاڑ چلا دیئے جائیں ۞ اور جب

الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۞ وَإِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۞ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۞ وَإِذَا

دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں چھوڑی جائیں ۞ اور جب جنگلی جانور اکٹھے ہو جائیں ۞ اور جب سمندر جوش دیئے جائیں ۞ اور جب

النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۞ وَإِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۞ بِأَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۞ وَإِذَا

جانیں جسموں سے ملائی جائیں ۞ اور جب زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائے ۞ کہ کس گناہ پر ماری گئی ۞ اور جب

الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۞ وَإِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۞ وَإِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۞ وَإِذَا

اعمال نامے کھولے جائیں ۞ اور جب آسمان کا پوست اتارا جائے ۞ اور جب دوزخ دہکائی جائے ۞ اور جب

الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۞ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ أَحْضَرَتْ ۞ فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۞ الْجَوَارِ

جنت قریب لائی جائے ۞ تو جان لے گا ہر شخص جو لے کر آیا ۞ سو میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹ جانے والوں کی سیدھے چلنے والے

الْكُنَّسِ ۞ وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۞ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۞ إِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ

چھپ جانے والے ستاروں کی ۞ اور رات کی جب وہ ختم ہونے لگے ۞ اور صبح کی جب وہ آنے لگے ۞ بیشک یہ قرآن ایک معزز رسول کا

كَرِيْمٍ ۞ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۞ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِيْنٍ ۞ وَمَا صَاحِبُكُمْ

لایا ہوا ہے ۞ جو بڑا طاقتور ہے عرش کے مالک کے نزدیک بڑے رتبے والا ہے ۞ وہاں کا سردار امانت دار ہے ۞ اور تمہارا رفیق کوئی

بِمَجْنُوْنٍ ۞ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِيْنِ ۞ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۞ وَمَا هُوَ

دیوانہ نہیں ہے ۞ اور اس نے اس کو کھلے کنارے پر دیکھا بھی ہے ۞ اور وہ غیب کی باتوں پر بخیل نہیں ہے ۞ اور وہ کسی

بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۞ فَأَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۞ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۞ لِمَنْ شَآءَ

شیطان مردود کا قول نہیں ہے ۞ پھر تم کہاں چلے جا رہے ہو ۞ یہ تو جہان بھر کے لئے نصیحت ہی نصیحت ہے ۞ اس کے لئے جو

لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ ﴿٢٨﴾ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٩﴾

جو تم میں سے سیدھا چلنا چاہے ○ اور تم بغیر خدا کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے جب تک خدا نہ چاہے جو تمام جہانوں کا رب ہے ○

افادات محمود:

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو یہ بات اچھی لگے کہ وہ قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے تو وہ سورۂ تکویر کو پڑھے۔ (ابن کثیر)

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ: قیامت کے دن چاند سورج بے نور ہو جائیں گے۔ کیونکہ جس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا کہ جس کام پر مقرر فرمایا تھا وہ پورا ہو گیا۔

وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ

عربوں کے ہاں گابھن اونٹنی بہت قیمتی چیز سمجھی جاتی تھی۔ پھر جب وہ گابھن ہو تو کیا ہی بات ہے۔ مگر قیامت کے دن ہر شخص ایسا فکرمند ہوگا کہ اگر گابھن اونٹنی سامنے ہوگی تو کوئی بھی اس کی طرف التفات نہیں کرے گا۔

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ

دنیا میں تو ہر جانور دوسرے سے ڈرتا اور ہر زبردست زیردست کا دشمن ہے۔ چھوٹے جھٹکے میں اس کو ختم کر دیتا ہے۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے مگر قیامت کی شدت کے باعث تمام چرند پرند اکٹھے ہوں گے اور کوئی کسی سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرے گا۔

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ

قیامت کے دن دریا بھڑکائے جائیں گے۔ حضرت علیؓ نے ایک یہودی سے پوچھا تھا۔ "اَیْنَ جَهَنَّم" جہنم کہاں ہے؟ اس نے کہا "سمندر میں"۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا میں اس کو سچا ہی خیال کرتا ہوں کہ قیامت کے دن دریا بھڑکائے جائیں گے۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ

اسلام سے قبل ایک قبیح رسم یہ تھی کہ وہ لوگ دوسرے لوگوں کو لڑکیوں کا رشتہ دینا اپنی عزت و عظمت کے خلاف سمجھتے تھے۔ اس لیے ان معصوم جانوں کو زندہ درگور کر کے نجات پا جاتے تھے۔ ویسے تو تمام گناہوں سے متعلق باز پرس ہوگی لیکن اس گناہ کی شدت، شناعت اور برائی کی طرف اشارہ کرنے کے لیے اس اہتمام سے ذکر فرمایا گیا۔ حضرت قیس ابن عاصمؓ نے حضورؐ سے عرض کیا کہ میں نے جاہلیت کے زمانہ میں اپنی بارہ یا تیرہ لڑکیوں کو زندہ درگور کیا ہے۔ (اب میرے لیے کیا حکم ہے؟) آپؐ نے ارشاد فرمایا: ہر ایک کی طرف سے ایک لونڈی آزاد کرو۔ انہوں نے ہم

ایک کی طرف سے ایک ایک لونڈی آزاد کی۔ پھر اگلے سال سو اونٹنیاں لے کر آئے کہ یہ میرے گزشتہ گناہ کا کفارہ ہے جو میں نے اپنی بچیوں پر ظلم کیا ہے۔

فَلَآ اُقْسِمُ الخ

ہمارے پاس قرآن کریم دو واسطوں سے پہنچا ہے۔ ایک واسطہ حضرت جبرئیلؑ کا ہے جو قرآن کریم لے کر آنے والے تھے۔ اور دوسرا واسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جن پر قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت ساری قسمیں کھا کر سفیر اور منزل علیہ دونوں کی حیثیت واضح فرمادی۔ پہلے تو حضرت جبرئیلؑ کی صفات کا بیان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لانے کے لیے مقرر کردہ ایلچی اور رسول ہیں۔ پھر ٹھکانہ بھی ان کا عرش کے پاس ہے۔ اور وہ فرشتوں میں قابل تقلید ہیں۔ وہ امین ہیں، انھوں نے وحی کے معاملہ میں کسی قسم کے تساہل، تغافل اور خیانت کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام بعینہٖ من وعن اور کما حقہ اللہ کے رسولوں کو پہنچاتے رہے۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ

یہاں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات طیبات کا بیان ہے، چالیس سال تک تم لوگوں نے حضورؐ کی زندگی کے مختلف شعبوں کا مشاہدہ کیا۔ آپ اچھے رشتہ دار، اچھے میزبان، اچھے پڑوسی، عیادت کرنے والے، مسافروں، یتیموں اور بیواؤں کے سروں پر دست شفقت رکھنے والے کی حیثیت سے آپ کو لوگوں نے دیکھا اور آزمایا ہے۔ تم ہی لوگوں نے ان کو صادق اور امین کا لقب دیا ہے۔ ان (حضورؐ) کی گفتگو نہایت ہی حکیمانہ اور دانائی پر مبنی ہے۔ آپ پر جنوں وغیرہ کے اثرات کا دور دور تک نام ونشان نہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن باتوں کا علم دیا اور غیب کی جن باتوں پر آپ کو مطلع فرمایا خواہ وہ قرآن کریم ہو جیسا کہ حضرت قتادہؒ کا قول ہے یا وہ باتیں جو عقائد وغیرہ سے متعلق ہیں جیسے اشراط الساعۃ اور میدان حشر، جنت وجہنم کے متعلق آپ نے بہت سی باتوں کی اطلاع دی ہے۔ یہ سب حق اور حقائق ہیں۔ واللہ اعلم

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ

اس سے مراد وہی روایت ہے جو سورۂ نجم میں مذکور ہے۔ ''وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى''

(۸۲) سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ (۱)

آیتیں ۱۹ — سورت انفطار مکی ہے — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾ وَ اِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۲﴾ وَ اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿۳﴾

جب آسمان پھٹ جائے گا ۞ اور جب ستارے جھڑ جائیں ۞ اور جب سمندر ابل پڑیں ۞

وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿۴﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا

اور جب قبریں اکھاڑ دی جائیں ۞ تب ہر شخص جان لے گا کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑا ۞ اے انسان

الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿۶﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿۷﴾ فِيْۤ

تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے مغرور کر دیا ۞ جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے ٹھیک کیا پھر تجھے برابر کیا ۞ جس

اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿۸﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿۹﴾ وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ

صورت میں چاہا تجھے اعتدال پر جوڑ دیا ۞ ہرگز نہیں بلکہ تم جزا کو نہیں مانتے ۞ اور بیشک تم پر

لَحٰفِظِيْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۱۳﴾

محافظ ہیں ۞ عزت والے اعمال لکھنے والے ۞ وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو ۞ بیشک نیک لوگ نعمت میں ہوں گے ۞

وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿۱۴﴾ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَ مَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿۱۶﴾

اور بیشک نافرمان دوزخ میں ہوں گے ۞ انصاف کے دن اس میں داخل ہوں گے ۞ اور وہاں سے کہیں جانے نہ پائیں گے ۞

وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۸﴾ يَوْمَ

اور تجھے کیا معلوم انصاف کا دن کیا ہے ۞ پھر تجھے کیا خبر کہ انصاف کا دن کیا ہے ۞ جس دن

لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ؕ وَ الْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾ ع

کوئی کسی کے لئے کچھ بھی نہ کر سکے گا اور اس دن اللہ ہی کا حکم ہوگا ۞

افادات محمود:

اس سورت میں بھی قیامت کے منظر اور پھر جزا و سزا کا بیان ہے۔ جیسا کہ سورۃ تکویر میں مفصل بیان ہوا۔

گویا یہ دونوں ایک جان دو قالب ہیں۔

يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو نہایت ہی عجیب وغریب انداز میں جھنجوڑا ہے کہ جب تجھے معلوم ہے کہ تیرا رب کریم ہے، رحیم اور حلیم ہے تو تجھ کو حیا آنی چاہیے کہ اتنا بڑا عظمت شان والا خدا اگر اپنے فضل و کرم سے حلم و بردباری کا مظاہرہ فرما رہا ہے تو آپ کو اس کا مطیع و فرمانبردار بندہ بن کر وقت گزارنا چاہیے تھا۔ صغائر و کبائر سے اجتناب کلی کرنا چاہیے تھا، لیکن تو نے جب یہ دیکھا کہ تیرا وہ جبار بادشاہ جس کی پکڑ فی الفور سزا اور گرفت علی المعصیۃ پر باوجود قدرت کاملہ رکھنے کے سزا نہیں دیتا تو اپنی سرکشی و کجروی میں مزید بڑھتے گئے، حالانکہ اس کی گرفت سے کون چھوٹ سکتا ہے؟ دیر ہو سکتی ہے لیکن اندھیر نہیں۔ كِرَامًا كَاتِبِينَ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے اعمال نوٹ کرنے کے لیے مقرر ہیں اور دو فرشتے حفاظت کے لیے مقرر ہیں جو آگے اور پیچھے سے حوادث سے حفاظت کرتے ہیں، لیکن جب تقدیر کا فیصلہ آتا ہے تو یہ دونوں پاس سے ہٹ جاتے ہیں اور جو فرشتے اعمال نوٹ کرنے کے لیے مقرر ہیں، ایک دائیں اور ایک بائیں، دائیں جانب والا فرشتہ نیک اعمال نوٹ کرتا ہے اور بائیں جانب والا برے اعمال نوٹ کرتا ہے۔ نیک اعمال نوٹ کرنے والا فرشتہ دوسرے پر امیر مقرر کیا گیا ہے۔ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو بائیں جانب والا فرشتہ دائیں جانب والے فرشتے سے پوچھتا ہے کہ کیا میں اس کے گناہ لکھوں؟ وہ کہتا ہے نہیں ابھی صبر کر۔ ہو سکتا ہے وہ توبہ استغفار کر لے۔ جب تین بار پوچھ لیتا ہے تب دائیں جانب والا فرشتہ گناہ تحریر کرنے کی اجازت دے دیتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ اعمال نوٹ کرنے والے فرشتے (بوجہ حیا کے) تم لوگوں سے تین وقتوں میں الگ تھلگ ہو جاتے ہیں۔

قضائے حاجت کے وقت (۲) مباشرت کے وقت (۳) اور غسل کے وقت۔ لہٰذا غسل کے وقت انسان کو چاہیے کہ دیوار کی آڑ یا کسی بھی مناسب سے پردے کا اہتمام کرے۔

وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر شے کا مالک و متصرف ہوگا۔ تمام فیصلے اسی کے حکم سے طے پائیں گے اور کسی کے پاس کوئی اختیار نہ ہوگا۔ رہی انبیاء اور صلحاء کی سفارش، سو وہ اسی کے اذن و اجازت سے مشروط ہے۔

کما مر غیر مرۃ واللہ اعلم

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ

آیتیں ۳۶ — سورۃ مطففین مکی ہے — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَإِذَا

کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے ۝ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں ۝ اور جب

كَالُوْهُمْ أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ أَلَا يَظُنُّ أُولٰٓئِكَ أَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ

ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں ۝ کیا وہ خیال نہیں کرتے کہ وہ اٹھائے جائیں گے ۝ ایک بڑے

عَظِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ

دن کے لئے ۝ جس دن سب لوگ رب العٰلمین کے سامنے کھڑے ہوں گے ۝ ہرگز ایسا نہیں چاہیے بیشک نافرمانوں کے اعمال نامے

سِجِّيْنٍ ۝ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝

سجین میں ہیں ۝ اور آپ کو کیا خبر کہ سجین کیا ہے ۝ ایک دفتر ہے جس میں لکھا جاتا ہے ۝ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے ۝

الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيْمٍ ۝

وہ جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں ۝ اور اس کو وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے بڑھا ہوا گنہگار ہے ۝

إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ أَسَاطِيْرُ الْأَوَّلِيْنَ ۝ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے پہلوں کی کہانیاں ہیں ۝ ہرگز نہیں بلکہ ان کے کاموں سے ان کے

مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ كَلَّآ إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ ثُمَّ إِنَّهُمْ

دلوں پر زنگ لگ گیا ہے ۝ ہرگز نہیں بیشک وہ اپنے رب سے اس دن روکے جائیں گے ۝ پھر بیشک وہ

لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ كَلَّآ إِنَّ

دوزخ میں گرنے والے ہیں ۝ پھر کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ جسے تم جھٹلاتے تھے ۝ ہرگز نہیں بیشک

كِتٰبَ الْأَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ يَّشْهَدُهُ

نیکوں کے اعمال نامے علیین میں ہیں ۝ اور آپ کو کیا خبر کہ علیین کیا ہے ۝ ایک دفتر ہے جس میں لکھا جاتا ہے ۝ اسے مقرب

بہر حال تطفیف (حقوق کی پامالی) جیسے حقوق العباد میں مذموم ہے، اسی طرح حقوق اللہ اور حقوق النفس میں بھی مذموم ہے۔

يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

کیا ان کم تولنے اور کم ناپنے والوں کو یہ خیال نہیں آتا کہ کل رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ذرے ذرے کا حساب لیا جائے گا تو یہ لوگ ہزاروں لاکھوں انسانوں کے مقروض ہوں گے۔ اس وقت خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر الغفاریؓ سے فرمایا کہ اس دن تیرا کیا حال ہوگا جس دن لوگ دنیا کے دنوں کے اعتبار سے تین سو سال اللہ کے حکم کے مطابق کھڑے رہیں گے، نہ آسمان سے ان کے پاس کوئی خبر آئے گی اور نہ ہی ان کو کسی بات کا حکم دیا جائے گا (بلکہ اتنا طویل عرصہ انتظار میں ہی رہیں گے) حضرت بشیرؓ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگوں گا۔ حضورؐ نے فرمایا جب تو رات کو بستر پر لیٹے تو قیامت کے دن کے کرب وغم اور برے حساب سے پناہ مانگا کر (ابن کثیر)

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ الخ

کتاب الفجار اور کتاب الابرار سے مراد دونوں فریقوں کے اعمال کے دفتر ہیں۔ ابرار کے دفتر ساتویں آسمان کے اوپر اور فجار کے دفتر ساتویں زمین کے نیچے ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾

نیک عمل کیے۔ ان کے لئے بے انتہا اجر ہے۔

احادیث محمود:

حضرت ابو ہریرہؓ نے عشاء کی نماز میں سورۃ انشقاق پڑھی اور سجدہ کیا۔ کسی نے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو آپ فرمانے لگے کہ میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (نماز عشاء میں) سجدہ کیا تھا۔ میں اب بھی سجدہ کرتا رہوں گا، یہاں تک کہ میں حضورؐ سے جا ملوں (یعنی مرتے دم تک اس پر قائم رہوں گا)۔ (ابن کثیر)

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ﴿۸﴾

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ کسی نماز میں یہ دعا فرما رہے تھے۔

اللهم حاسبني حسابا يسيرا الخ

اے اللہ میرے ساتھ آسان حساب فرما۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آسان حساب کیسے ہوگا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے نامۂ اعمال میں (گناہ کوتاہیوں وغیرہ) کو دیکھے گا اس سے درگزر فرما دے۔ آگے فرمایا:

من نوقش الحساب يا عائشة هلك

اے عائشہ! جس کے ساتھ تفتیش کر کے حساب لیا گیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (ابن کثیر) واللہ اعلم

سُورَةُ الْبُرُوجِ مَكِّيَّةٌ

آیتیں ۲۲ — سورۂ بروج مکی ہے — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝۱ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝۲ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝۳ قُتِلَ اَصْحٰبُ

آسمان کی قسم جس میں برج ہیں ۝ اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے ۝ اور اس دن کی جو حاضر ہوتا ہے اور اس کی جس کے پاس حاضر ہوتے ہیں ۝

الْاُخْدُوْدِ ۝۴ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝۵ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝۶ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ

خندقوں والے ہلاک ہوئے ۝ جس میں آگ تھی بہت ایندھن والی ۝ جبکہ وہ اس کے کناروں پر بیٹھے ہوئے تھے ۝ اور وہ جو کچھ

بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝۷ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۸

ایمان والوں کے ساتھ کر رہے تھے اس کو دیکھ رہے تھے ۝ اور ان سے اسی کا بدلہ لے رہے تھے کہ وہ اللہ زبردست خوبیوں والے پر ایمان لائے تھے ۝

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ

وہ کہ جس کے قبضہ میں آسمان اور زمین ہیں اور اللہ ہر چیز پر شاہد ہے ۝ بیشک جنہوں نے

فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ

ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں کو ستایا پھر توبہ نہ کی تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے

عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝۱۰ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ

جلانے والا عذاب ہے ۝ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام بھی کئے ان کے لئے باغ ہیں جن کے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝۱۱ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝۱۲

نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ بڑی کامیابی ہے ۝ بیشک تیرے رب کی پکڑ بھی سخت ہے ۝

اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝۱۳ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝۱۴ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝۱۵

بیشک وہی پہلے پیدا کرتا ہے اور دوبارہ پیدا کرے گا ۝ اور وہی ہے بخشنے والا محبت کرنے والا ۝ عرش کا مالک بڑی شان والا ۝

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝۱۶ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝۱۷ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝۱۸ بَلِ

جو چاہے کرنے والا ۝ کیا آپ کے پاس لشکروں کا حال پہنچا ۝ فرعون اور ثمود کے ۝ بلکہ

راہب کو اس بات کا پتا چلا تو لڑکے سے کہا کہ تو مجھ سے افضل ہے۔ تو کسی آزمائش میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ اگر تو پکڑا جائے تو لوگوں کو میرا نام نہ بتانا۔ اب لڑکا مادرزاد نابینا کے لیے دعا کرتا تو وہ ٹھیک ہو جاتا۔ برص کے بیمار کے لیے دعا کرتا تو وہ اچھا ہو جاتا۔ الغرض جس قسم کے بیمار کے لیے دعا کرتا، وہ ٹھیک ہو جاتا۔

بادشاہ کے مصاحبین ہم نشینوں میں سے ایک نابینا تھا۔ اس کو جب معلوم ہوا تو وہ بھی اس لڑکے کے پاس بہت کچھ قیمتی تحفے تحائف لے کر پہنچا اور لڑکے سے کہنے لگا کہ آپ مجھے شفا دیجیے۔ لڑکے نے کہا کہ شفا میں نہیں دیتا، بلکہ خداوند قدوس ہی شفا عطا دیتا ہے۔ اگر تو اس پر ایمان لے آئے گا تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ وہ تجھے شفا دے دے۔ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا۔ لڑکے نے اس کے لیے دعا کی۔ اس کی بینائی لوٹ آئی۔ پھر وہ بادشاہ کے پاس گیا اور اس جگہ بیٹھ گیا جہاں روز بیٹھتا تھا۔ بادشاہ نے اسے بینا دیکھا تو پوچھا کہ تیری بینائی تجھ پر کس نے لوٹائی؟ کہنے لگا ''ربی'' ''میرے رب نے'' بادشاہ نے کہا۔ میں نے؟ (یعنی کیا تو رب مجھ کو سمجھتا ہے) اس نے کہا نہیں، بلکہ میرا اور تیرا رب تو اللہ ہی ہے۔ بادشاہ نے تعجب کرتے ہوئے پوچھ کر کیا میرے سوا تیرا کوئی اور رب ہے؟ اس نے کہا جی ہاں میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ بادشاہ نے اس کو اذیتیں دینا شروع کر دیں اور سختیاں جاری رکھی۔ آخر کار اس شخص نے اس لڑکے کے متعلق بتلا دیا جس کی دعا سے اس کی بینائی لوٹ آئی تھی۔ بادشاہ نے اس کو بلوایا اور پوچھا کہ تو جادو میں اتنا ماہر ہو گیا کہ مادرزاد نابینا اور کوڑھ کے بیمار کو بھی صحت یاب بنا دیتا ہے؟ اس لڑکے نے کہا کہ میں کسی کو شفا نہیں دیتا، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سب بیماروں کو شفا دیتا ہے۔ بادشاہ نے کہا کیا وہ میں ہوں؟ اس لڑکے نے کہا نہیں۔ بادشاہ نے پوچھا کیا میرے سوا تیرا کوئی اور رب ہے؟ اس نے کہا میرا اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔ بادشاہ نے اس کو بھی اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ اس نے راہب کے متعلق بتا دیا (کہ یہ سب کچھ میں نے ان سے سیکھا ہے)

بادشاہ نے راہب کو بلوایا اور کہا کہ اپنا دین چھوڑ دے۔ لیکن راہب اپنے دین پر قائم رہا تو اس کے سر پر آری رکھی، یہاں تک کہ اس کے دو ٹکڑے کر دیے۔ پھر اپنے درباری سابق نابینا سے کہا کہ تو بھی اس دین کو چھوڑ دے۔ لیکن اس نے انکار پر اس کے بھی دو ٹکڑے کر دیے۔ لڑکے کے متعلق کچھ لوگوں سے کہا کہ اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جاؤ۔ اگر اس دین سے انکار کرے تو ٹھیک ورنہ اس کو پہاڑ کی بلندی سے گرا کر ہلاک کر دو۔ جب وہ لوگ اس کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے تو اس نے دعا مانگی ''اللّٰھم اکفنیھم بما شئت'' ''اے اللہ تو کسی انداز سے ان لوگوں کے مقابلے میں میری کفایت و مدد فرما۔ پہاڑ پر زلزلہ آیا۔ وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے اور لڑکا صحیح سالم واپس آ گیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تیرے ساتھیوں کا کیا بنا۔ لڑکے نے کہا کہ ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی (اور وہ ہلاک ہو گئے) بادشاہ نے لوگوں کی ایک اور جماعت کے ساتھ اس لڑکے کو ایک بڑی کشتی میں روانہ کر دیا اور لوگوں سے کہا کہ جب تم دریا کے اندر گہرائی تک چلے جاؤ تو اس کو کہہ دینا کہ اپنے دین سے پھر جائے، ورنہ

ان کو دریا میں غرق کر کے ہلاک کر دینا۔ وہ لوگ اس کو لے گئے۔ اس لڑکے نے وہی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو غرق کر دیا اور لڑکا صحیح سالم بادشاہ کے پاس واپس آ گیا۔ بادشاہ کے پوچھنے پر لڑکے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور ان سب کو ہلاک کر دیا۔ پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ جو طریقہ میں تمہیں بتلاؤں گا وہ اپنا کر ہی تم مجھ کو مار سکتے ہو ورنہ نہیں۔ بادشاہ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ لڑکے نے کہا وہ یہ ہے کہ آپ تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع کریں اور مجھے کسی شہتیر یا لکڑی پر لٹکا دیں اور میرے ہی ترکش سے تیر لے کر میری طرف پھینکیں۔ پھینکتے وقت یہ دعا پڑھیں "بسم اللہ رب الغلام" یعنی اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے۔ اگر یوں کرو گے تو مجھے مارنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور تیر لڑکے کی کنپٹی پر لگا۔ وہ شہید ہو گیا۔ اس وقت اس نے اپنا ہاتھ زخمی کنپٹی پر رکھا ہوا تھا۔ اب تمام لوگ یک زبان بول اٹھے۔

امنا برب الغلام

ہم سب ایمان لے آئے لڑکے کے رب پر۔ درباریوں نے بادشاہ سے کہا کہ لیجیے جس چیز سے آپ ڈر رہے تھے وہی ہوا۔ سارے لوگ مسلمان ہو گئے۔ تمام لوگوں کو اسلام سے اور دین حق سے پھیرنے کے لیے بادشاہ نے جگہ جگہ گلیوں اور کوچوں میں خندقیں کھدوا دیں۔ ان میں آگ جلائی گئی۔ لوگوں سے کہا جاتا تھا کہ یا تو دین حق سے پھر جاؤ ورنہ خندق میں ڈال دیے جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ آخر میں ایک ایسی عورت آئی جس کی گود میں دودھ پیتا بچہ تھا اس کی وجہ سے وہ گھبرا رہی تھی کہ اپنی جان کی تو خیر ہے لیکن اس معصوم کو لے کر آگ میں کیسے کودوں گی۔ بحکم خداوندی یہ نونہال بول پڑا۔

اصبری یا اماہ فانک علی الحق

اے اماں جان صبر کیجیے بے شک آپ حق پر ہیں (یعنی میری پروا کیے بغیر ایمان کی حفاظت کے لیے تجھ کو آگ کی خندق میں کود پڑنا چاہیے۔ (ابن کثیر تفسیر سورۃ البروج)

إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ الخ

یہاں سے اب ضابطہ کلیہ بتا دیا کہ جو بھی ایمان والوں کو تکلیف دیں گے اور بغیر ایمان و توبہ کے ان کی موت آئے گی تو ایسے لوگوں کو شدید عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ واللہ اعلم

آیاتہا ۱۷ سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ رکوعہا ۱

آیتیں ۱۷ سورت طارق کی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ

آسمان کی قسم ہے اور رات کو آنے والے کی۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ رات کو آنے والا کیا ہے۔ وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ کوئی بھی جان

لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ يَّخْرُجُ

ایسی نہیں جس پر ایک نگہبان مقرر نہ ہو۔ پس انسان کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ جو پیٹھ

مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝ فَمَا

اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان میں سے نکلتا ہے۔ بیشک وہ اس کے لوٹانے پر قادر ہے۔ جس دن بھید ظاہر کئے جائیں گے۔ تو

لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝

اس کے لئے نہ کوئی طاقت ہوگی اور نہ کوئی مددگار۔ بارش والے آسمان کی قسم ہے۔ اور زمین کی جو پھٹ جاتی ہے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ

بیشک قرآن فیصلہ کن بات ہے۔ اور وہ ہنسی کی بات نہیں ہے۔ بیشک وہ ایک تدبیر کر رہے ہیں۔ اور میں بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں۔ پس

الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝

کافروں کو تھوڑے دنوں کی مہلت دے دو۔

افادات محمود

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ

طارق سے مراد یا تو ایک خاص ستارہ ہے جو مغرب کی جانب غروب آفتاب کے فوراً بعد نکلتا ہے۔ یا اس سے مراد رات کو آنے والا مہمان ہے۔

من بین الصلب والترائب

بعض کے نزدیک پورا جسم مراد ہے کیونکہ وہ پیٹھ اور سینے کے درمیان ہے اور بعض کے ہاں صلب سے مراد

باپ کی پشت اور "ترائب" سے مراد ماں کی چھاتیاں ہیں۔ سورۂ بروج کے آخر میں بھی قرآن کریم کا ذکر تھا اور سورۂ طارق کے آخر میں بھی قرآن کریم کا ذکر ہے۔

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ

صحیح بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دنیا میں جس نوعیت کا دھوکا کیا ہوگا اس نوعیت کا جھنڈا اس کے سرین پر لگا ہوگا اور ساتھ ساتھ ایک بتانے والا ہوگا جو اس غدر اور دھوکا کے متعلق لوگوں کو بتاتا پھرے گا۔

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ

اگر رجع اور حرکت کرنے کے معنی میں ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ آسمان جو حرکت والا ہے یعنی ایک جگہ سے حرکت شروع کرتا ہے گھومتے گھومتے پھر اسی جگہ آ جاتا ہے۔ جیسا کہ صاحب بیضاوی نے لکھا ہے لیکن یہ نظریہ آج کل کی سائنس کے خلاف ہے۔ رجع سے مراد مطر اور بارش ہے کہ بار بار آسمان سے بارشیں برستی ہیں۔ واللہ اعلم

افادات محمود:

سورۃ الاعلیٰ کے ساتھ اس سورت کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ و عیدین میں پڑھتے تھے۔

الْغَاشِيَةِ ۝

قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ لفظی معنی ہیں ڈھانپنے والی۔ قیامت یقیناً ہر اعتبار سے لوگوں کو ڈھانپ لے گی۔

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ۝

بہت سے لوگ اعمال شاق کرنے کے باوجود جہنم میں چلے جائیں گے۔ جیسا کہ بہت سے غیر مسلم ریاضت کرتے ہیں۔ اس میں ان مسلمانوں کے لیے بھی تنبیہ ہے جو خلاف سنت اعمال کرتے اور بدعات کی بھرمار کے ساتھ اعمال شاقہ کرتے ہیں۔ حضرت ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ ایک گرجا گھر کے قریب سے گزر رہے تھے۔ وہاں کے راہب کو آواز دی۔ جب وہ دروازہ پر آیا تو حضرت فاروق اعظمؓ اس کو دیکھ کر رونے لگے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا مجھ کو قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت یاد آ گئی ہے۔ وہی مجھے رلا رہی ہے۔ مقصد یہ تھا کہ یہ شخص کس قدر ریاضتیں اور مشقتیں کر رہا ہے لیکن ایمان نہ لانے کی وجہ سے اس کی تمام ریاضتیں اکارت گیا۔ (ابن کثیر)

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝

یہاں سے الوہیت باری تعالیٰ اور توحید باری تعالیٰ پر عقلی دلائل ہیں کہ ذرا غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی اونٹ میں تمہارے لیے کیا کیا فوائد رکھے ہیں۔ اتنا بڑا عجیب الخلقت جانور ہے لیکن ایک بچہ اس کی مہار پکڑ کر جہاں مرضی ہو لے جائے۔ پھر یہ لانبے سفر وہ کتنی صعوبتیں برداشت کرتا ہے اور کتنے لق و دق صحراؤں کو گرمی میں سردی میں طے کرتا ہے۔ پھر تم اونٹنیوں کا دودھ کام میں لاتے ہو۔ گوشت کھاتے ہو۔ بال بھی کام میں لاتے ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اسی طرح آسمان، زمین، اور پہاڑ ہیں جن میں بیشمار فوائد ہیں۔

مسند احمد میں بروایت حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں تو حضورؐ سے زیادہ سوالات سے منع کیا گیا تھا۔ لہٰذا ہمیں یہ بات بہت اچھی لگتی تھی کہ دیہاتی لوگ آ کر حضورؐ سے سوالات کریں اور ہم سنیں تو ایک دیہاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا کہ اے محمدؐ آپ کا قاصد ہمارے پاس آیا اور ہمیں یہ بات بتائی کہ آپ کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ سائل نے پوچھا کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ پھر پوچھا زمین کس نے پیدا کی؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ سائل نے پوچھا پہاڑوں کو زمین پر کس نے نصب کیا اور جو کچھ پہاڑوں میں

يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ ﴿٢٣﴾ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ﴿٢٤﴾

اس دن انسان سمجھے گا اور اس وقت اس کو سمجھنا کیا فائدہ دے گا ۞ کہے گا اے کاش میں اپنی زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجتا

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ

پس اس دن اس کا سا عذاب کوئی بھی نہ دے گا اور نہ اس کے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا ہوگا ۞ ارشاد ہوگا اے

الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾

اطمینان والی روح ۞ چل اپنے رب کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی ۞ پھر میرے بندوں میں شامل ہو ۞

وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾

اور میری جنت میں داخل ہو ۞

افاداتِ محمود:

ربط

سورۂ غاشیہ میں قیامت کے دن کا بیان تھا کہ اس دن لوگوں کے دو طبقے ہوں گے۔ ایک اہل جہنم ہوں گے۔ "تصلی نارا" سے وہ طبقہ مراد ہے۔ دوسرا طبقہ اہل جنت کا ہوگا۔ "وجوہ یومئذ ناعمۃ" میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح سورۃ فجر میں "یومئذ یتذکر الانسان وانی لہ الذکری" میں منکر انسان کا ذکر ہے اور یا ایتہا النفس الخ میں نفس مطمئنہ رکھنے والے مومنوں کا ذکر ہے۔

سورۃ فجر اصل میں ایک شبہ کے ازالہ کے لیے نازل کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اگر اعمال صالحہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت اور شان ربوبیت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح انسان کے معاصی اور سیئات سے اللہ تعالیٰ کی شان متاثر نہیں ہوتی، نہ ہی اس کے رحمت کے خزانے متاثر ہوتے ہیں۔ ایک صحیح حدیث میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انسان کے تمام اعمال و احوال کا علم ہے۔ پھر جزا و سزا کا کیا مطلب ہے؟ یعنی جزا و سزا میں نہ تو اللہ تعالیٰ کا فائدہ ہے، نہ نقصان؟ تو اس سورۃ میں اس شبہ کا ازالہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کمال علم اور کمال قدرت کے ساتھ حکیم بھی تو ہے۔ لہٰذا جزا و سزا کے قانون میں بہت ساری حکمتیں ہیں۔

انسان کے تین احوال ہیں۔ (۱) دنیا (۲) برزخ (۳) آخرت۔

دنیا میں انسان محتاج ہے۔ بہت ساری حاجتیں اور کمزوریاں اس کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ آخرت کے لیے توشہ جمع کرنے کا مکلف ہے کہ ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ جمع کرتا رہے۔ برزخ چونکہ بعد الموت اور قبل قیام الساعۃ کا درمیانی عرصہ ہے۔ اس عرصہ میں اعمال و مشاغل تو ختم ہیں خود کچھ عمل نہیں کرسکتا۔

تا اعمال خیر نہ شر لیکن اعمال میں اضافے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اگر کسی نے کوئی ایسا کار خیر کیا جو متعدی ہے تو مرنے کے بعد بھی اس کار خیر کی برکت سے اس کے اعمال صالحہ میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ صحیح احادیث سے یہ مضمون ثابت ہے اور اگر خدانخواستہ انسان نے اپنی زندگی میں کوئی برا عمل شروع کیا جو متعدی تھا۔ اس کی دیکھا دیکھی لوگ اس کو کرنے لگے تو مرنے کے بعد بھی اس کے گناہوں اور سیئات میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ ہر قتل ناحق میں سے گناہ کا کچھ حصہ قابیل کو پہنچتا ہے۔ کیونکہ وہ دنیا میں قتل ناحق کا موجد تھا۔

جب قیامت کا وقت ہوگا تو انسان مکمل طور پر فارغ ہو جائے گا۔ اعمال صالحہ یا معاصی وغیرہ میں اضافہ مکمل طور پر بند ہو جائے گا۔ گویا تمام اعمال پر مہر لگ جائے گی۔ اب تو جزا و سزا کا میدان ہے جس کا ایک عرصے سے انتظار تھا۔ جیسا کہ "اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝" سے معلوم ہوتا ہے۔ الغرض انسان کا دنیا میں آنا پھر کچھ عرصہ برزخ میں اور پھر قیامت کے دن حساب کتاب کے لیے دربار خداوندی میں کھڑا ہونا اس میں بہت ساری حکمتیں ہیں جن سے اصل مقصد انسان کی ابتلاء اور آزمائش ہے۔

اما شاکراً و اما کفوراً

اب قیامت آنے کے لیے لوگ منتظر ہیں کہ نہ معلوم کب آ جائے لیکن آئے گی ضرور اور راسخ العقیدہ لوگ اس کے انتظار میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ فجر میں جتنی چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں ان سب کا انتظار کیا جاتا ہے۔

وَالْفَجْرِ ۝

فجر سے مراد معروف وقت ہے۔ فجر کا انتظار اکثر حیوانات چرند پرند اور انسانوں کو ہوتا ہے حتیٰ کہ فقیر اور مسکین بھی بھیک مانگنے کے لیے فجر کے منتظر رہتے ہیں۔

وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝

اور دس راتوں کی قسم۔ دس راتوں سے مراد یا تو ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں جن کا سال بھر حجاج کرام اور دیگر لوگوں کو انتظار رہتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتوں میں اعمال کی جتنی فضیلت ہے اور کسی رات میں نہیں ہے یا دس راتوں سے مراد محرم الحرام کی ابتدائی دس راتیں ہیں یا رمضان المبارک کا پہلا عشرہ مراد ہے۔ اس کا بھی سال بھر لوگوں کو انتظار رہتا ہے۔

وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝

(۱) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ولیال عشر" سے مراد ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں۔ الوتر سے مراد عرفہ اور الشفع سے مراد یوم النحر ہے۔ (۲) حضرت عطاء سے منقول ہے کہ شفع سے مراد عرفہ اور وتر سے عید الاضحیٰ کی رات مراد ہے۔ (۳) شفع سے مراد ایام تشریق کا درمیانی دن ہے اور وتر سے مراد آخری دن ہے۔ (۴) شفع اور وتر سے مراد اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جو شفع بھی ہے اور وتر بھی۔ (۵) وتر سے مراد خود اللہ تعالیٰ ہیں اور شفع سے مراد اس کی مخلوق ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے "ان اللہ وتر یحب الوتر"

والد سے مراد حضرت آدمؑ اور ولد سے مراد تمام بنی آدم ہیں۔

اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا میں اس بد بخت مغرور جیسے نا شکروں کی طرف اشارہ ہے۔

جن لوگوں کا مال راہ خدا میں خرچ ہوتا ہے وہ خوش قسمت ہیں اور جن لوگوں کا مال فاسد کاموں میں جیسے آتش بازی، سینما بینی، زنا کاری اور شراب نوشی وغیرہ میں خرچ ہوتا ہے وہ بڑے بد بخت ہیں۔

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝

آنکھیں اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہیں۔ ان سے انسان کے بڑے بڑے کام انجام پاتے ہیں۔ اسی طرح زبان کا حال ہے۔ تلاوت، ذکر اللہ، ہر قسم خیر جو انسان کرتا ہے وہ زبان سے متعلق ہے۔ اسی طرح ہونٹ ہیں۔ ہونٹ منہ کے لیے زینت بھی ہیں۔ اگر ہونٹ نہ ہوں تو دانت بدنما نظر آئیں گے اور ہونٹ منہ کے لیے محافظ بھی ہیں۔ گویا منہ کے لیے پردے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر ہونٹ نہ ہوں تو ہر چیز گرد و غبار وغیرہ براہ راست منہ میں جانے لگے۔ اسی طرح بہت سے حروف شفوی ہیں ہونٹ کے بغیر ادا نہیں ہو سکتے۔ ہونٹ کے بغیر بچہ ماں کی چھاتی نہیں چوس سکتا۔ جس وقت منہ کے اندر تکلیف ہو آپ ہونٹوں کے ساتھ گرمی وغیرہ یا تکلیف پر پھونک مارتے ہیں۔ بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی ہونٹوں کی مدد سے دودھ چوسنا شروع کر دیتا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی ایک ایک نعمت میں متعدد فوائد ہیں۔ تھوڑے سے تدبر اور غور و فکر سے بہت سے معرفت کے آثار کھل سکتے ہیں۔ واللہ اعلم

(۹۱) سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ (۲۶)

پندرہ آیتیں ۱۵ — سورت شمس مکی ہے — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ۝۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝۲ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۝۳ وَالَّيْلِ اِذَا

سورج کی اور اس کی دھوپ کی قسم ہے، اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے، اور دن کی جب وہ اس کو روشن کر دے، اور رات کی جب کہ

يَغْشٰىهَا ۝۴ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝۵ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝۶ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝۷

وہ اس کو چھپا لے، اور آسمان کی اور اس کی جس نے اس کو بنایا، اور زمین کی اور اس کی جس نے اس کو بچھایا، اور جان کی اور اس کی جس نے اس کو درست کیا،

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ

پھر اس کو اس کی بدی اور نیکی سمجھائی، بے شک وہ کامیاب ہوا جس نے اپنی روح کو پاک کر لیا، اور بے شک وہ نامراد ہوا جس نے

دَسّٰىهَا ۝۱۰ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝۱۱ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝۱۲ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ

اس کو دبا دیا، قوم ثمود نے اپنی سرکشی سے (صالح کو) جھٹلایا، جب کہ ان میں کا بڑا بدبخت اٹھ کھڑا ہوا، سو ان سے اللہ کے رسول نے کہا

اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝۱۳ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ

اللہ کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے کی باری سے بچو، سو انہوں نے رسول کو جھٹلایا، اور اونٹنی کو کاٹ ڈالا، سو ان کے رب نے ان کے گناہ کے

بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝۱۴ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝۱۵

بدلے ہلاکت نازل کی پھر ان کو برابر کر دیا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے انجام کی پروا نہ کی۔

افاداتِ محمود:

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں کی قسم کھائی ہے اور ساتوں اپنے نفع کے اعتبار سے عام ہیں اور بعض چیزیں بلاواسطہ وقوعِ قیامت پر دلالت کر رہی ہیں جیسے رات کے بعد صبح کا روشن ہونا اور غروب آفتاب کے بعد سورج کا دوبارہ طلوع ہونا۔ جیسے سونے کے بعد دوبارہ جاگنا ایک نئی زندگی ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا

رکوعها ۱ ﴿ سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ ﴾ آياتها ۲۱

آیتیں ۲۱ — سورت مکی ہے — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۝ اِنَّ سَعْيَكُمْ

رات کی قسم ہے جبکہ وہ چھا جائے ۞ اور دن کی جبکہ وہ روشن ہو جائے ۞ اور اس کی قسم ہے جس نے نر اور مادہ کو بنایا ۞ بیشک تمہاری کوشش

لَشَتّٰى ۝ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝

مختلف ہے ۞ تو جس نے دیا اور پرہیزگاری کی ۞ اور نیک بات کی تصدیق کی ۞ تو ہم اس کے لئے جنت کی راہ آسان کر دیں گے ۞

وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝ وَمَا

اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا ۞ اور نیک بات کو جھٹلایا ۞ تو ہم اس کے لئے جہنم کی راہیں آسان کر دیں گے ۞ اور اس کا

يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝

مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا جبکہ وہ جہنم میں گرے گا ۞ بیشک ہمارے ذمہ ہے راہ دکھانا ۞ اور بیشک ہمارے ہی قبضہ میں آخرت بھی اور دنیا بھی ہے ۞

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝

پس میں نے تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا دیا ہے ۞ جس میں صرف وہی بدبخت داخل ہوگا ۞ جس نے جھٹلایا اور منہ موڑا ۞

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ

اور اس سے دور رکھا جائے گا وہ بڑا پرہیزگار ۞ جو اپنا مال دیتا ہے تاکہ پاک ہو جائے ۞ اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں کہ

نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝ ع

جس کا بدلہ دیا جائے ۞ مگر وہ تو صرف اپنے سب سے برتر رب کی رضامندی کے لئے دیتا ہے ۞ اور وہ عنقریب خوش ہو جائے گا ۞

افاداتِ محمود:

دونوں سورتوں میں مناسبت ظاہر ہے سورۃ الشمس میں بھی نہار کی قسم کھائی گئی تھی اور یہاں بھی۔ وہاں بھی نفس کی دونوں قسموں کا بیان ہوا تھا کہ بعض نفوس تو تقویٰ اور خیرات کے خوگر ہیں اور بعض فسق و فجور و معاصی کے عادی ہیں۔ پھر ان دونوں قسم کے اعمال پر مرتب ہونے والے نتائج کا وہاں بھی بیان ہوا تھا اور یہاں بھی بیان ہوا

ہے۔ اسی طرح وہاں ایک بدبخت کا بیان تھا جس کا نام "قدار" تھا اس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے کونچے کاٹ ڈالے تھے۔ وہ یہاں بھی ایک بہت بڑے بدبخت کا ذکر ہو رہا ہے یعنی امیہ بن خلف کا جو حضرت بلالؓ کا مالک تھا اور ان کو طرح طرح سے ستاتا تھا۔ ایک بار حضرت ابوبکرؓ نے بلالؓ کو ظلم کی اس چکی میں پستے دیکھا تو امیہ بن خلف سے کہنے لگے۔

الا تتقی اللہ فی ھذا المسکین

کیا اس مسکین کے متعلق خدا سے نہیں ڈرتا؟ وہ کہنے لگا "انت افسدته فانقذه مما تری" یعنی تو ہی نے تو اس کو (مسلمان کر کے) خراب کیا ہے۔ لہٰذا اب اگر رحمت ہے تو اسے چھڑا لے۔ حضرت ابوبکرؓ نے بلالؓ کے عوض ایک غیر مسلم غلام امیہ کو دے دیا اور حضرت بلالؓ کو آزاد کرا لیا۔

ایک لطیف نکتہ: میرے نزدیک ایک رعایت یہ بھی ہے کہ سورۃ الشمس میں اس ظالم کا ذکر تھا جس کی گردن دنیا میں اونچی ہے یعنی صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور سورۃ اللیل میں اس مظلوم کا ذکر ہے جس کی گردن آخرت میں اونچی ہوگی۔ یعنی حضرت بلالؓ کیونکہ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن مؤذنین کی گردنیں تمام لوگوں سے اونچی ہوں گی۔ واللہ اعلم

آیاتہا ۱۱ ﴿۹۳ سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ﴾ رکوعہا ۱

آیتیں ۱۱ سورت مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالضُّحٰى ﴿۱﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿۳﴾ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ

دن کی روشنی کی قسم ہے اور رات کی جب چھا جائے کہ آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ بیزار ہوا ہے اور البتہ آخرت

لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿۴﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿۵﴾ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿۶﴾

آپ کے لئے دنیا سے بہتر ہے اور عنقریب آپ کا رب آپ کو (اتنا) دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا تو پھر ٹھکانا دیا

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴿۷﴾ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿۸﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿۹﴾

اور آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا پھر (شریعت کی) راہ بتائی اور اس نے آپ کو تنگدست پایا پھر غنی کر دیا پھر یتیم کو دبایا نہ کیجئے

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿۱۰﴾ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾

اور سائل کو جھڑکا نہ کرو اور ہر حال میں اپنے رب کے احسان کا ذکر کیا کرو

افادات محمود:

شان نزول

جب نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے حکمت بالغہ کے تحت اس کو کچھ عرصہ کے لیے بند فرما دیا۔ مشرکین کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے رب نے چھوڑ دیا ہے (العیاذ باللہ) انہی دنوں میں آپ کی تکلیف کے باعث دو دن گھر ہی میں رہے۔ باہر تشریف نہ لائے۔ ایک عورت نے کہا کہ محمد کو اس کے شیطان نے چھوڑ دیا ہے۔ العیاذ باللہ۔ اس عورت کا خیال یہ تھا کہ آپ جو کچھ لوگوں کو بتاتے اور سکھاتے ہیں، وہ آپ کو شیطان سکھاتا ہے۔ (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے سورۃ والضحیٰ نازل فرمائی جس میں حضرت آپ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ کے رب نے نہ تو آپ کو رخصت کیا ہے اور نہ ہی آپ سے ناراض ہوا ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو اتنا کچھ عطا فرمائیں گے کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

ربط

سورۃ واللیل سے اس سورۃ کا ربط ظاہر ہے کہ وہاں بھی ایک بندے کو راضی کرنے کا بیان تھا اور وہ بندہ ابوبکر

صدیق تھے اور اس سورت میں بھی ایک بندہ کو راضی اور خوش کرنے کا بیان ہے اور وہ بندہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسی طرح یہاں ضحیٰ اور لیل کی قسمیں کھائی گئی ہیں اور وہاں بھی لیل و نہار کی قسمیں کھائی گئی ہیں۔

حضورؐ پر انعامات ثلاثہ اور ان کے شکریے کا حکم

(۱) الایواء بعد الیتم یعنی یتیم ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ٹھکانہ نصیب فرمایا۔ آپؐ ابھی بطن مادری میں تھے کہ والد کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ گیا۔ پھر عمر مبارک چھ سال کی تھی کہ والدہ کی شفقت اور مہربانی سے محروم ہو گئے۔ اب اپنے دادا خواجہ عبدالمطلب کی کفالت میں آ گئے لیکن دادا کا شفقت بھرا سایہ بھی آپؐ پر زیادہ دیر نہ رہ سکا۔ جب آپؐ کی عمر مبارک آٹھ سال ہو گئی تو خواجہ عبدالمطلب آپؐ کو حسرت بھری نظر سے دیکھتے دیکھتے انتقال کر گئے۔ ان کی وفات سے پہلے آپؐ کو نہایت وفادار و مہربان چچا ابوطالب کی سرپرستی میں دے دیا۔ پھر آپؐ مسلسل ان چچا کی سرپرستی میں رہے۔ یہاں تک کہ ہجرت سے تھوڑا عرصہ قبل ان کا بھی انتقال ہو گیا۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے آپ کے قلب مبارک میں بت پرستی، شراب نوشی، جھوٹ، دھوکا، قتل وغیرہ تمام صغیرہ و کبیرہ سے نفرت ڈال دی تھی۔ ماحول ان تمام معاصی اور آلائشوں سے آلودہ تھا لیکن آپ ان تمام گناہوں کو نفرت ہی کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔ پھر جب آپؐ جوان ہو گئے تو اپنی قوم سمیت تمام انسانوں کی اصلاح کے لیے پریشان و فکرمند رہتے تھے کہ ان کی اصلاح کن اصولوں کے تحت اور کس نہج پر کی جائے۔ کبھی گھر میں اور کبھی گھر سے باہر غار حرا وغیرہ میں آپ انہی سوچوں میں گم رہتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے غار حرا میں بذریعہ حضرت جبرئیلؑ آپ کو نبوت و رسالت کا مژدہ سنایا۔ آپؐ انسانیت کی ہدایت کے لیے جس شریعت اور اصول کے متلاشی تھے۔ آپ کو ان کی باقاعدہ اطلاع ہو گئی۔ اس شریعت کی روشنی میں آپؐ نے باقاعدہ دعوت و تبلیغ کا آغاز کر دیا اور ۲۳ سال تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔

(۳) تیسرا انعام یہ ہے کہ آپ مفلس تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو غنی کر دیا۔ حضورؐ کے غنی ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ نے مال جمع کیا ہو۔ جائیداد بنائی ہو، بلکہ اس سے مراد دل کا غنی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ غنی کثرت مال و ساز و سامان کا نام نہیں، بلکہ اصل غنی دل کا غنی ہے۔ حضورؐ یہ دعا بھی فرمایا کرتے تھے اے اللہ مجھے مسکینوں میں موت دینا اور (قیامت کے دن) مسکینوں ہی میں مجھے اٹھانا۔

فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝

اب انعامات ثلاثہ کا شکریہ ادا کرنے کا بیان ہے لیکن لف نشر غیر مرتب ہے۔ کیونکہ مندرجہ بالا آیت کا تعلق انعام نمبر ۱ کے ساتھ ہے اور "وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝" اس کا تعلق انعام نمبر ۳ کے ساتھ ہے اگر دیکھنے کے لیے

کچھ ہو تو دے دو ورنہ کہہ دے اللہ آپ کا بھلا کرے۔ سائل کو جھڑکنا اور اذیت پہنچانا حرام ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے لکھا ہے کہ سائل پیشہ ور نہ ہو۔ اگر پیشہ ور ہے تو چونکہ سوال کو پیشہ بنانا حرام ہے لہٰذا ایسے سائل کو دینا بھی حرام ہے۔ یہ تعاون علی الاثم والعدوان ہے۔ ایک حدیث میں ہے قیامت کے دن مانگنے والوں کے چہروں پر گوشت نہ ہوگا اور " وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ " اس کا تعلق انعام نمبر ۳ کے ساتھ ہے۔ یعنی نبوت اور اصول شریعت جو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں آپ تمام شریعت کو خواہ از قبیل عقائد ہو یا اعمال از قبیل معاملات ہو یا اخلاقیات یہ لوگوں کے سامنے بیان کیا کیجیے۔ واللہ اعلم

رکوعہا ۱ (۹۴) سُوْرَةُ الْاِنْشِرَاحِ مَكِّيَّةٌ (۱۲) آیاتہا ۸

رکوع ۱ سورت الم نشرح مکی ہے آیتیں ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝

کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا۔ اور کیا آپ سے آپ کا وہ بوجھ نہیں اتار دیا؟ جس نے آپ کی کمر جھکا دی تھی۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَاِذَا

اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔ پس یقیناً ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ پس جب

فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

آپ (تبلیغ احکام سے) فارغ ہوں تو ریاضت کیجئے۔ اور اپنے رب کی طرف دل لگائیے۔

افاداتِ محمود:

سابقہ سورت میں اللہ تعالیٰ نے ان انعامات کا ذکر فرمایا تھا جو حضور پر کیے تھے۔ سورۂ الم نشرح کا مضمون بھی اسی کی ایک کڑی ہے۔ حتیٰ کہ بعض روافض تو ان دونوں سورتوں کے درمیان سے بسم اللہ ہٹا دیتے ہیں اور ان دونوں کو ایک سورت قرار دیتے ہیں، لیکن یہ بات عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔ شرح صدر سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سینہ دین کے لیے کھول دیا تھا اور خاص شق صدر کا واقعہ بھی مراد ہو سکتا ہے جو تقریباً چار دفعہ پیش آیا ہے۔ (۱) جب آپ کی عمر مبارک ۴ سال تھی۔ حضرت حلیمہؓ کے ہاں شق صدر کا واقعہ ہوا تھا۔ (۲) جب آپ کی عمر مبارک ۱۰ سال تھی۔ (۳) جس رات آپؐ کو خلعت نبوت و رسالت پہنایا گیا۔ (۴) شب معراج میں۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے آپ کا آوازہ کیسے بلند کیا؟ میں نے کہا اللہ اعلم تو جبرئیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا "اذا ذكرت ذكرت معى" "جہاں میرا تذکرہ ہوگا وہاں تیرا بھی ذکر ہوگا۔" جیسے اذان میں، تکبیر میں اور نماز میں، محاوروں میں بھی جیسے کہتے ہیں کہ مدارس میں طلباء قال الله وقال رسول الله پڑھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح آسمانی کتب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بڑی عزت سے لکھا گیا ہے اور تمام مذاہب والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عزت سے لیتے ہیں۔

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

اصول فقہ کی کتابوں میں یہ ضابطہ لکھا ہوا ہے کہ جب معرفہ مکرر آتا ہے تو دوسرا پہلے کا عین ہوتا ہے اور جب نکرہ مکرر آتا ہے تو دوسرا پہلے کا غیر ہوتا ہے۔ لہٰذا یہاں دونوں جگہ عسر سے ایک ہی [illegible] مشقت مراد ہے جبکہ یسر سے الگ الگ دو سہولتیں مراد ہیں۔ اس ضمن میں ایک حدیث بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لن یغلب عسر یسرین" یعنی ایک مشقت دو راحتوں دو سہولتوں پر غالب نہیں آسکتی۔ لہٰذا ایمان والوں پر اگر کوئی آزمائش و تکلیف آتی ہے تو اللہ تعالیٰ راحتیں بھی نصیب فرمائیں گے۔ گھبرانا نہیں چاہیے۔ واللہ اعلم

سورۃ التین مکیۃ

آیتیں ۸ — سورۃ تین مکی ہے — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا

انجیر اور زیتون کی قسم ہے۔ اور طور سینین کی۔ اور اس شہر (مکہ) کی جو امن والا ہے۔ بیشک ہم نے

الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

انسان کو بہت عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے۔ پھر ہم نے اسے سب سے نیچے پھینک دیا ہے۔ مگر جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ اَلَيْسَ

اور نیک کام کئے سو ان کے لئے تو بے انتہا بدلہ ہے۔ پھر اس کے بعد تو کون سی بات کے معاملہ میں ان کو جھٹلاتا ہے۔ کیا اللہ سب

اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝

حاکموں سے بڑا حاکم نہیں (ضرور ہے)۔

انوارِ محمود:

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کی قسم کھائی ہے اور جواب قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نہایت ہی خوبصورت سانچے میں ڈھال کر پیدا فرمایا ہے۔ تین اور زیتون سے مراد یا تو پھل ہیں یا وہ دو پہاڑ مراد ہیں جہاں زیتون و انجیر کی پیداوار زیادہ ہے اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اور طور سینین وہ مقام ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ ہونے کا شرف نصیب ہوا تھا اور بلد امین میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے یہ ساری اقسام بہ صورت مذکورہ تمام مقسم بہا اہمیت کے حامل ہیں۔

(۱) زیتون کا پھل اور روغن دونوں چیزیں بڑی قیمتی اور متعدد فوائد پر مشتمل ہیں۔ اسی طرح انجیر میں ظاہری و روحانی بہت سے فوائد ہیں۔ انجیر غذا بھی ہے دوا اور پھل بھی۔ (۲) تین سریع الہضم ہے۔ (۳) فاسد مادہ کو تحلیل کر کے پسینے کے ذریعے خارج کر دیتا ہے۔ (۴) مخرج بلغم بھی ہے۔ (۵) کبد و طحال کی بیماریوں کے لئے مفید ہے۔ گردہ مثانہ کو ریت و ریزہ سے صاف کر دیتا ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ بعض پھلوں کا چھلکا اور بعض کی گٹھلی پھینکی جاتی ہے لیکن انجیر میں سے کوئی چیز پھینکی نہیں جاتی۔ پھر اس کے دانے اپنی ساخت میں ایسے ہیں کہ ہر دانہ ایک لقمہ کے برابر

ہے۔ دونوں کے لکھنے کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابیؓ نے انجیر کا ایک بھرا ہوا تھال پیش کیا تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ میں تقسیم فرما دیا اور خود بھی تناول فرمایا۔ نیز فرمایا یہ جنتی میوہ ہے۔ جنت کے میووں میں گٹھلی نہیں ہوتی۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ انجیر کی فصل سال میں کئی بار ہوتی ہے اور اس کے باغات کھلے میدانوں میں اور پہاڑوں پر ہوتے ہیں۔ زیتون مقوی معدہ ہے۔ بھوک لانے والا ہے۔ زیتون کا پھل پکا ہو تو اس سے آدمی سیر ہو جاتا ہے۔ مقوی اعصاب بھی ہے۔ اس کے بھی متعدد فوائد ہیں۔

جواب قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت خوبصورت بنایا ہے اور اس کی مرضی یہ ہے کہ انسان اعمال صالحہ کر کے جنت میں داخل ہو کہ اس کے قوائے جسمانی وہاں کم و کیف کے اعتبار سے اور زیادہ بڑھیں پھلیں پھولیں جیسے کہ دنیا میں تھا۔ انسانی جسم کا ہر عضو عجیب و غریب ہے غالباً اس شعر کا مصداق ہیں۔

ففی کل شیء له آیة　　　تدل علی انه واحد

لیکن جب بڑھاپا آتا ہے تو تمام حسن و جمال کافور ہو جاتا ہے۔ چہرے سے قاصر دیکھنے میں رکاوٹیں چلنے سے محروم اور معمولی سا کیا ہو جاتا ہے۔ بہر حال اگر انسان اعمال صالحہ کرے گا تو آگے وہی منزل وہ مناظر میں پہنچایا جائے گا قابل احترام ہو گا اور اس کی شان اور زیادہ بلند ہوگی اور اگر شرارت و معاصی سے اس مختصر زندگی کو آلودہ کیا تو اسفل سافلین کی طرف لوٹایا جائے گا اور اس کا انجام جانوروں سے بدتر ہو گا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

اولئک کالانعام بل هم اضل الخ

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحٰكِمِينَ ۝

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جو شخص سورۃ والتین کی تلاوت کرے تو آخری آیت کے جواب میں کہے "وانا علی ذالک لمن الشاھدین" واللہ اعلم

۹۶ سُورَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ ۱

آیتیں ۱۹ — سورت علق مکی ہے — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝۲ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝۳

اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے سب کو پیدا کیا ○ انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا ○ آپ پڑھیے اور آپ کا رب سب سے بڑھ کر کرم والا ہے

الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝۵ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝۶

جس نے قلم سے سکھایا ○ انسان کو سکھایا جو وہ جانتا نہ تھا ○ ہرگز نہیں بے شک آدمی سرکش ہو جاتا ہے ○

اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝۷ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝۸ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝۹ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝۱۰

اس لیے کہ اپنے آپ کو غنی دیکھتا ہے ○ بے شک آپ کے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ○ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو منع کرتا ہے ○ ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے ○

اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۝۱۱ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝۱۲ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝۱۳ اَلَمْ

بھلا دیکھو تو سہی اگر وہ راہ پر ہوتا ○ یا پرہیزگاری کا حکم دیتا ○ بھلا دیکھو تو سہی اگر اس نے جھٹلایا اور منہ موڑ لیا ○ تو کیا

يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۝۱۴ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۝۱۵ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝۱۶

وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے ○ ہرگز ایسا نہیں چاہیے اگر وہ باز نہ آیا تو ہم پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے ○ پیشانی جھوٹی خطاکار ○

فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝۱۷ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝۱۸ كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝۱۹

بس وہ اپنی مجلس والوں کو بلا لے ○ ہم بھی موکلین دوزخ کو بلا لیں گے ○ ہرگز ایسا نہیں چاہیے آپ اس کا کہنا نہ مانیے اور سجدہ کیجیے اور قریب ہو جائیے

افاداتِ محمود:

صحیحین میں بروایت حضرت عائشہؓ منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا سلسلہ سچے خوابوں کے ذریعہ شروع ہوا پھر آپؐ کو خلوت نشینی پسند آ گئی۔ آپؐ غار حرا میں تشریف لے جاتے چند دن وہاں عبادت میں مصروف رہتے پھر گھر آتے حضرت خدیجہؓ آپؐ کے لیے ضروریات زندگی اور زاد راہ کا انتظام فرما دیتیں۔ یہ سلسلہ جاری تھا کہ غار حرا میں آپؐ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا کہ پڑھیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس فرشتے نے مجھے زور سے بھینچا اور دبوچ لیا۔ میں نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا

نہیں ہوں۔ تیسری بار خوب دبانے کے بعد اس فرشتے نے کہا "اقرأ باسم ربك الذي خلق الخ / پانچ آیات تک)۔ اس کی وجہ سے حضورؐ کے جسد اطہر پر کپکپی طاری تھی۔ آپ گھر آ گئے اور حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ مجھ کو کپڑا اڑھا دو۔ یقیناً میں اپنی جان کا اندیشہ محسوس کر رہا ہوں۔

حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہ فرمائیں گے۔ کیونکہ مہمان نوازی، سچی گفتار، صلہ رحمی، بے سہاروں کا سہارا بننا اور مشکل وقت میں لوگوں کے ساتھ تعاون کرنا یہ صفات حمیدہ آپؐ میں موجود ہیں۔ پھر حضرت خدیجہؓ آپؐ کو لے کر حضرت ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں۔ یہ حضرت خدیجہؓ کے چچا زاد بھائی تھے۔ یہ عمر رسیدہ تھے اور آنکھوں سے نابینا ہو گئے تھے۔ آپ نے تورات و انجیل کا ترجمہ عربی زبان میں کیا تھا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب غار حرا والا تمام واقعہ سنا تو کہنے لگے کہ یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا رہا ہے۔ کاش کہ مجھ میں طاقت ہوتی کہ آپ کا دست و بازو بنتا۔ خاص طور پر اس وقت جب آپؐ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال باہر کرے گی۔ آپؐ نے تعجب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کیا میری قوم مجھ کو نکال دے گی؟ حضرت ورقہؓ نے کہا ہاں جو دین آپ لے کر آئے ہیں، اس کی دعوت جس نے بھی دی قوم نے اس کو نکال دیا ہے۔ اگر میں نے وہ زمانہ پا لیا تو میں آپؐ کی بھرپور نصرت کروں گا۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد حضرت ورقہؓ کا انتقال ہو گیا اور وحی کا نزول موقوف ہو گیا۔ جس کی وجہ سے حضورؐ بہت پریشان رہتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ دوبارہ جب وحی کا نزول شروع ہوا تو پھر وحی مسلسل آتی رہی۔

أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ ۝ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ ۝ الَّذِي يَنْهَىٰ سے مراد ابوجہل ہے۔ جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ ابوجہل نے کہا تھا کہ اگر میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو میں اس کی گردن کو روندنے والا ہوں (اعاذنا باللہ) حضورؐ نے فرمایا کہ اگر ابوجہل ایسا کر لیتا تو فرشتے اسے پکڑ لیتے۔ (بخاری)

ایک موقع پر ابوجہل نے جب حضورؐ سے سخت گفتگو کی تو حضورؐ نے بھی اس کو ڈانٹا۔ ابوجہل کہنے لگا۔ آپ مجھے ڈانٹتے ہیں جبکہ میں بڑے جتھے والا ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے اگلی آیتوں میں تنبیہ فرمائی "فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۝" ابوجہل اپنے جتھے اور کنبے کو بلا لے "سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝" اور ہم زبانیہ یعنی ان فرشتوں کو بلا لیں گے جن کی ڈیوٹی ہی عذاب دینے کی ہے۔ پھر معلوم ہو جائے گا کہ کس کا جتھہ قوی اور بھاری ہے۔

ابوجہل غزوۂ بدر میں نہایت ہی ذلت کی موت مرا۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف فرماتے ہیں کہ بدر کے دن میں صف میں کھڑا تھا کہ اچانک نظر جو پڑی تو دیکھا کہ میرے دائیں بائیں انصار کے دو نوجوان کھڑے ہیں۔ مجھ کو اندیشہ ہوا (کہ نو عمر لڑکوں کے درمیان کھڑا دیکھ کر دشمن مجھ کو گھیر نہ لے) میں اسی خیال میں تھا کہ ایک نے مجھے آہستہ سے کہا چچا مجھے ابوجہل دکھاؤ کون سا ہے؟ میں نے کہا میرے بھتیجے ابوجہل کو دیکھ کر کیا کرو گے؟ اس نوجوان نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر ابوجہل کو دیکھوں تو اس کو قتل کر دوں یا خود مارا جاؤں اس لیے کہ

مجھ کو خبر ملی ہے کہ ابوجہل رسول اللہ کو سب و شتم کرتا رہتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر اس کو دیکھ پاؤں تو میرا سایہ اس کے سایہ سے جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ ہم میں سے جس کی موت پہلے مقدر ہو جلدی ہی نہ مر جائے۔ ان کی یہ گفتگو سن کر دل سے وہ خیال جاتا رہا کہ کاش میں نوعمر لڑکوں کی بجائے دو مردوں کے درمیان ہوتا۔ پھر جب ابوجہل مجھ کو نظر آیا اور میں نے اشارہ سے ان کو بتلا دیا تو دونوں جھپٹے اور باز کی طرح ابوجہل پر دوڑ پڑے اور اس کا کام تمام کر دیا۔ فللہ الحمد

سُورَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ

آیتیں ۸ | سورت بینہ مدنی ہے | رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ

اہل کتاب میں سے کافر | اور مشرک لوگ | باز آنے والے نہ تھے | یہاں تک کہ ان کے پاس آتی

الْبَيِّنَةُ ۝ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝ وَمَا تَفَرَّقَ

کھلی دلیل ○ یعنی ایک رسول اللہ کی طرف سے جو پاک صحیفے پڑھ کر سناتے ○ جن میں درست مضامین لکھے ہوں ○ اور اہل

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوا

کتاب نے جو اختلاف کیا | تو واضح دلیل آنے کے بعد ○ | اور ان کو حکم یہی ہوا تھا کہ

اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ

اللہ کی عبادت کریں ایک رخ ہو کر خالص اسی کی اطاعت کی نیت سے | اور نماز قائم کریں | اور زکوٰۃ دیں

وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ

اور یہی سچا دین ہے ○ | بیشک جو لوگ اہل کتاب میں سے منکر ہوئے | اور مشرکین | وہ

نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰۤئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

دوزخ کی آگ میں ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں گے یہی لوگ بدترین مخلوقات ہیں ○ | بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک

الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰۤئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ

کام کئے | یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں ○ | ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی | وہاں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے | اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی | یہ

لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝

اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے ○

افاداتِ محمود:

اس سورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ اگر یہ لوگ مسلسل اپنے کفر وعناد پر قائم رہتے ہیں تو آپ غمگین نہ ہوں، بلکہ خود وحی آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے، وہ رفع ملال کا سبب ہوگی۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب سورۃ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی ابن کعبؓ سے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ یہ سورۃ تم کو سناؤں۔ حضرت ابیؓ نے پوچھا حضور کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں تو حضرت ابیؓ رو پڑے۔ پھر حضورؐ نے یہ سورت حضرت ابی ابن کعبؓ کو سنائی۔ اس حدیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہوگئی کہ بڑوں کو چھوٹوں کے سامنے پڑھنا چاہیے اور وہ اسے خلاف شان نہ سمجھیں۔ مزید برآں حضرت ابی ابن کعب کا مقام بھی معلوم ہوگیا کہ اللہ کی نظر میں وہ تعلیم وتعلم اور حفاظت وحی کے اہل تھے۔

حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝

یعنی اس عظیم الشان رسولؐ کی آمد تک تو یہ لوگ مسلسل کفر پر قائم رہے، خواہ اہل کتاب ہوں یا مشرکین۔ اس عظیم الشان رسولؐ کی بعثت اور نزول قرآن کے بعد کاتب ازل نے جن کی قسمت میں ہدایت لکھ دی ہے وہ ہدایت یافتہ ہوجائیں گے اور جن کی قسمت میں کفر ہی مقدر ہو چکا ہے، وہ بدستور کفر پر قائم رہیں گے۔ اور سورۃ کے آخر میں دونوں فریقوں کے حق میں جو نتیجہ قیامت کے دن نکلے گا وہ بھی بتلا دیا ہے تاکہ متنبہ رہے۔ واللہ اعلم

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ

انسان نے جو بھی عمل کیا ہوگا، چھوٹا بڑا خیر یا شر تمام اس کے سامنے آ جائیں گے، لہٰذا کوئی نیکی چھوٹی سمجھ کر ترک نہ کرنی چاہئے اور کوئی گناہ ہلکا نہ سمجھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اتقوا النار ولو بشق تمرۃ یعنی جہنم کی آگ سے بچو خواہ ایک کھجور ہی (کا صدقہ) کیوں نہ ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچو کہ اللہ کے ہاں ان کی بھی باز پرس ہوگی۔ واللہ اعلم

مکیۃ — سُورَةُ الْعٰدِيٰتِ — ۱۱

آیتیں ۱۱ — سورت عدیت مکی ہے — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝ فَاَثَرْنَ بِهٖ

ان گھوڑوں کی قسم جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں پھر (پتھر پر) ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں پھر صبح کے وقت دھاوا کرتے ہیں پھر اس وقت

نَقْعًا ۝ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝ وَاِنَّهٗ عَلٰى

غبار اڑاتے ہیں پھر اس وقت (دشمن کی) جماعت میں جا گھستے ہیں بےشک انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے ۝ اور بےشک وہ

ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ

اس بات پر خود گواہ ہے ۝ اور بےشک وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے ۝ کیا وہ نہیں جانتا جب اٹھایا جائے گا

مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ

جو کچھ قبروں میں ہے ۝ اور جو دلوں میں ہے وہ ظاہر کیا جائے گا ۝ بےشک ان کا رب ان سے اس دن خوب

لَّخَبِيْرٌ ۝

باخبر ہے ۝

افاداتِ محمود

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝

سورت کی ابتدائی پانچ آیات میں اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں کی قسم کھائی ہے اور جواب قسم یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ دونوں باتوں میں مناسبت ظاہر ہے کہ گھوڑا ایک جانور ہے جس کا مالک اس کو دانہ چارہ کھلاتا اور پانی پلاتا ہے۔ گرمی سردی سے اس کو بچاتا اور ہر وقت اس کی نگہبانی کرتا ہے تو اس جانور میں اتنی غیرت اور اتنا احساس ہے کہ جب انسان اس پر سوار ہو کر دشمن کا رخ کرتا ہے تو گھوڑا اس کی چاہت کے مطابق آگے بڑھتا رہتا ہے خواہ گرمی ہو یا سردی، رستے پر کوئی رکاوٹ ہو، رش ہو یا تیر اور خنجر سے پیوست ہو رہے ہوں۔ یہ سب کچھ اس لیے ہوتا ہے کہ وہ اپنے مالک کا نمک حلال کرنا چاہتا ہے۔ لیکن افسوس ہے حضرت انسان پر کہ منعم حقیقی اور منعم علی الاطلاق کی لاتعداد نعمتوں میں شب و روز لتھڑا پڑا ہے۔ پھر بھی اس کا شکر ادا نہیں کرتا۔ نہ اوامر کو بجا لانے کا خوف نہ

نواہی سے بچنے اور اجتناب کا اہتمام ہے انسان اگر گھوڑے کی وفاداری پر غور کرے تو شاید سبق حاصل کرلے۔

وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ﴿٨﴾

یہ علت ہے ماقبل کے لئے، یہ مال کی محبت میں اندھا ہو کر سب کچھ بھول جاتا ہے۔ حدیث میں ہے "حب الدنیا راس کل خطیئۃ" "دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔"

اعاذنا اللہ من شر الدنیا وما فیہا

آیاتها ۱۱ سُورَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ رکوعها ۱

آیتیں ۱۱ سورت قارعہ مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ

وہ کھڑکھڑانے والی ○ وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے ○ اور آپ کو کچھ خبر ہے وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے ○ جس دن ہو جاویں گے آدمی

كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ فَاَمَّا مَنْ

جیسے پتنگے بکھرے ہوئے ہوں گے ○ اور پہاڑ رنگی ہوئی دھنی ہوئی اون کی طرح ہوں گے ○ تو جس کے اعمال (نیک)

ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝

تول میں زیادہ ہوں گے ○ تو وہ خاطر خواہ عیش میں ہوگا ○ اور جس کے اعمال (نیک) تول میں کم ہوں گے

فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝

تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا ○ اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ کیا چیز ہے ○ وہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے ○

افادات محمود:

قارعہ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ آگے قیامت کے دن کی شدت اور ہولناکی کا بیان ہے کہ لوگ حساب کتاب اور اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کے خوف سے گھبرائے ہوئے پروانوں یا ٹڈیوں کی طرح میدان حشر کی طرف جا رہے ہوں گے۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝

قیامت کے دن چار قسم کے لوگ ہوں گے۔ (۱) وہ لوگ جن کے صرف نیک اعمال ہوں گے وہ بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ (۲) جن کی حسنات و سیئات برابر ہوں گی۔ ان کا حساب آسان کیا جائے گا۔ امید ہے کہ وہ بھی جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ (۳) جن کی حسنات کم اور سیئات غالب ہوں گی، ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و رضا سے متعلق ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ فرماویں تو ابتدائی طور پر ان کو جہنم میں داخل کر دیں گے اور وہ گناہوں کی بقدر سزا بھگت کر جنت میں داخل ہوں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے فضل و رحمت کا معاملہ فرمایا تو ان کی لغزشوں کو معاف فرما کر ابتداء ہی سے جنت میں داخل فرما دیں گے۔ (لا یسئل عما یفعل) (۴) اور جن کی صرف سیئات ہی سیئات ہوں گی اور یہ کفار ہوں گے تو وہ ابتداء ہی سے جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔ یہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اعاذنا اللہ منہا

(۳۰) سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ (۱۰۲)

آیتیں ۸ — سورۃ تکاثر مکی ہے — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝

تمہیں فخر نے غافل کر دیا ۝ یہاں تک کہ تم قبریں جا دیکھیں ۝ ایسا نہیں چاہیے آگے تم جان لو گے ۝ پھر ایسا نہیں چاہیے آگے تم جان لو گے ۝ ایسا نہیں چاہیے کاش کہ تم یقینی طور پر جانتے ۝ البتہ تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے ۝ پھر تم اسے ضرور بالکل یقینی طور پر دیکھو گے ۝ پھر اس دن تم سے نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا ۝

افاداتِ محمود:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝

مثل سابق سورت کے اس سورت میں بھی قیامت کا بیان ہے اور وہ موانع جو تیاری قیامت میں رکاوٹ ہیں۔ ان کی رفع کی ترغیب اور ان میں مبتلا رہنے پر تنبیہ ہے۔ التَّكَاثُرُ باب تفاعل سے ہے جو تقابل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی انسان کو مال اور کنبے کی بہتات کی حرص اور مسابقت نے غفلت میں ڈال دیا ہے۔ ان ہی چیزوں کے بڑھانے اور بہتات کے لیے ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ شب و روز یہی محنت، یہی سوچ کہ مال کیسے زیادہ ہوگا۔ مکان کیسے زیادہ ہوں گے۔ فلاں کے ہاں اگر ایک دکان ہے تو میری دو ہو جائیں۔ وقس علیٰ هذا جب زندگی کے لیل و نہار اسی طرح گزریں گے۔ بھلا سے موت اور موت کے بعد آنے والے حالات کب یاد رہیں گے۔

حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ

حضرات مفسرین نے اس کی دو تفسیریں کی ہیں۔ (۱) ایک یہ ہے کہ مال اور کنبے کی بہتات نے تمہیں غافل کیے رکھا۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کی زیارت کی یعنی موت نے آ لیا اور سنبھلنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ جو وقت اللہ تعالیٰ نے سنبھلنے اور تیاری کے لیے دیا تھا وہ تو غفلت میں گزر گیا۔ اب قبر میں اترنے کے بعد عمل کا موقع نہیں ہے۔

سورۃ العصر (۱۰۳)

آیتیں ۳ سورۃ العصر مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

زمانہ کی قسم ہے ۝ بیشک انسان گھاٹے میں ہے ۝ مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے اور ایک دوسرے کو

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

قائم رہنے کی اور صبر کرنے کی آپس میں وصیت کرتے رہے ۝

افاداتِ محمود:

حضرت عمرو بن عاص اسلام لانے سے قبل مسیلمہ کذاب کے ہاں گئے۔ مسیلمہ نے پوچھا کہ آپ لوگوں کے ساتھی (حضرت محمد) پر کوئی نیا کلام نازل ہوا ہے۔ حضرت عمرو نے کہا ہاں ایک نہایت ہی بلیغانہ اور پاکیزہ شان رکھنے والی سورت نازل ہوئی ہے اور پھر سورۂ عصر مکمل سنائی۔ مسیلمہ کذاب نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا کہ مجھ پر بھی اس طرح کا کلام نازل ہوا ہے پھر اس نے چند بے ربط اور بے معنی جملے حضرت عمرو کو سنائے اور پوچھا کہ عمرو اس کلام کے متعلق تیرا کیا خیال ہے۔ حضرت عمرو نے (باوجود مسلمان نہ ہونے کے) کہا کہ اللہ کی قسم تو خوب سمجھتا ہے کہ میں تجھ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں (کہاں قرآنی سورت جو ظاہری و باطنی حکمتوں سے لبریز ہے اور کہاں تیری تک بندی) (ابن کثیر)

صحابہ کرام میں جب آپس میں ملاقات ہوتی تھی تو ایک دوسرے سے جدا ہونے سے قبل ایک دوسرے کو سورۂ عصر سنایا کرتے تھے۔

وَالْعَصْرِ

عصر سے مراد یا تو مطلق زمانہ ہے اس کی قسم کھانے کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ عجائبِ قدرت پر مشتمل ہے۔ اس سے انسان بہت کچھ عبرت حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ غور کرے یا مراد خاص عصر کا وقت ہے جو نہایت ہی قیمتی ہے۔

لَفِيْ خُسْرٍ

ابوجہل، ولید بن مغیرہ اور ابولہب وغیرہ نے کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خسارے والی تجارت اپنائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ بتلا دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیروکار فائدہ میں ہیں۔ ان کی

تجارت بڑی نفع بخش ہے، البتہ تم لوگ دین اسلام سے محروم ہو کر خسارے میں پڑ گئے ہو۔

خسران اس خسارے اور نقصان کو کہا جاتا ہے کہ جس میں اصل پونجی اور راس المال بھی ضائع ہو جائے۔ اس لیے بعض مفسرین سے منقول ہے کہ ہم نے خسران کا مطلب ایک برف فروش سے سیکھا۔ وہ لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ لوگو اس شخص کے حال پر رحم کرو جس کا راس المال پگھل رہا ہے۔ مجھ پر رحم کر کے برف خرید لو ورنہ میرا راس المال یعنی اصل پونجی سے خریدی ہوئی برف پگھل رہی ہے۔ اگر برف نہ بکی تو میرا راس المال ضائع ہو جائے گا۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ اور وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اس آیت میں حقوق اللہ اور حقوق العباد سب کے سب شامل ہیں۔ واللہ اعلم

سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ

آیتیں ۵ سورت فیل مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيْلِ ① أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ②

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں سے کیا برتاؤ کیا؟ کیا ان کی تدبیر کو بے کار نہیں بنا دیا تھا؟

وَّأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيْلَ ③ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ④ فَجَعَلَهُمْ

اور ان پر غول کے غول پرندے بھیجے جو ان پر کھنگر کی قسم کے پتھر پھینکتے تھے ۔ پھر ان کو کھائے ہوئے

كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ ⑤

بھس کی طرح کر ڈالا ۔

افاداتِ محمود:

شانِ نزول

اصحابِ فیل کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے مکہ والوں کی نصرت و مدد فرمائی تھی اور اصحاب فیل کو تباہ و برباد کر کے ہلاک کر دیا تھا۔ یہ اہل مکہ کی کوئی ذاتی شرافت و قومی برکت نہیں ہے، بلکہ بیت اللہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت و مدد فرمائی۔ نیز یہ بھی بتلایا گیا کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ فرمایا ہے۔ اسی طرح بیت اللہ کے سب سے بزرگ اور عظیم الشان متولی یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی حفاظت فرمائیں گے۔

حبشہ کے بادشاہ کی طرف سے یمن پر مقرر کردہ حاکم ابرہہ نے بادشاہ کو لکھا کہ میں یمن میں ایک عظیم الشان اور بے مثال گرجا گھر تعمیر کروانا چاہتا ہوں تاکہ لوگ جو مسجد حرام میں حج کے لیے جاتے ہیں وہ وہاں جانا چھوڑ کر یہاں آنا شروع کر دیں۔ چنانچہ اس نے ایک عجیب و غریب عمارت بنوائی جس کی بلندی کی طرف دیکھنے سے سر سے ٹوپی گر جاتی تھی۔ بلند و بالا عمارتیں تعمیر کرنا ہمیشہ سے فخر کا شیوہ رہا ہے۔ جب لوگوں کو ابرہہ کی اس نیت فاسدہ کا پتہ چلا تو دوسرے لوگوں کو عموماً اور قریش کو خصوصاً بڑا غصہ آیا جس کے نتیجہ میں بعض نے اس عمارت میں گندگی ڈال دی اور بعض نے اس کے قریب آگ روشن کی۔ اس سے اس عمارت کو آگ لگ گئی اور بڑا نقصان پہنچا۔

ابرہہ نے قسم کھائی کہ اب میں ایک لشکر جرار لے کر خانہ کعبہ کی طرف جاؤں گا اور جب تک اس کی اینٹ سے اینٹ نہ بجا دوں چین سے نہ بیٹھوں گا۔ چنانچہ وہ ساز و سامان سے لیس ایک خوفناک لشکر لے کر روانہ ہوا۔ راستہ میں عربوں کے چھوٹے چھوٹے قبائل مقابلہ کے لیے نکل آئے، لیکن اس لشکر جرار کے حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے بعض مقتول اور بعض مغلوب ہو جاتے۔ اسی طرح ایک قبیلے سے انہوں نے نفیل بن حبیب کو گرفتار کر لیا۔ پہلے تو اس کے قتل کا ارادہ تھا، لیکن پھر اس کو اس وجہ سے چھوڑ دیا کہ تو حجاز کی طرف ہماری رہبری کرے گا۔ یہاں تو ابرہہ کی لشکر کی رہبری کی، لیکن آگے چل کر اس نے محمود نامی ہاتھی کی بھی خوب رہبری کی جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ ابرہہ کے لشکر نے مکہ کے قریب بہت سے لوگوں کے اونٹ جو صحرا میں چر رہے تھے قبضے میں لے لیے جن میں ۲۰۰ دو صد اونٹ خواجہ عبدالمطلب کے تھے۔

ابرہہ نے جب کعبہ کے قریب پڑاؤ ڈالا تو لوگوں سے کہا کہ مکہ کے سر کردہ ارکان اور خانہ کعبہ کے متولیان کو پیغام دیا جائے کہ میں ان سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ خواجہ عبدالمطلب جب مجلس میں آ گئے تو ان کے حسن و جمال اور ہیبت کمال کا اس قدر دبدبہ تھا کہ ابرہہ ان کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ جب ترجمان کے ذریعہ خواجہ عبدالمطلب سے پوچھا گیا کہ آپ کس مقصد سے آئے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ تمہارے لشکر نے میرے دو صد اونٹ اپنے قبضہ میں لے لیے ہیں۔ میں ان کا مطالبہ کرنے آیا ہوں۔ ابرہہ نے کہا مجھے تو بڑا تعجب ہوا کہ ہم خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے لیے آئے ہیں جو تمہارے آباء و اجداد کی نشانی ہے اور تمہیں اونٹوں کی پڑی ہوئی ہے۔ عبدالمطلب نے کہا کہ اونٹوں کا میں مالک ہوں اور بیت اللہ کا مالک موجود ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو بیت اللہ کی حفاظت کرے گا۔ عبدالمطلب اپنے اونٹ لے کر واپس آ گئے اور مکہ والوں سے کہا کہ ان لوگوں پر عذاب نازل ہوگا، لہٰذا تم لوگ مکہ خالی کر کے اپنے بچوں اور جانوروں سمیت پہاڑ پر چڑھ جاؤ۔ عبدالمطلب نے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ خانہ کعبہ کے دروازہ کی زنجیر پکڑ کر دعا مانگی جس میں دو شعر بھی پڑھے تھے جو درج ذیل ہیں۔

لاهم ان المرء يمـ　　نع رحله فامنع رحالک

لا يغلبن صليبهم　　ومحالهم ابدا محالک

اے اللہ آدمی اپنی جگہ کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔

ان کا صلیب اور ان کی تدبیر تیری تدبیر پر ہرگز غالب نہیں آ سکتی۔

یہ رات گزر گئی اور ابرہہ کے لشکر نے مکہ کے باہر ہی پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ جب صبح ہوئی اور ان لوگوں نے مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ ویسے تو وہ بہت سارے ہاتھی ساتھ لے کر آئے تھے، لیکن محمود نامی ہاتھی بہت ہی قوی اور عظیم الجثہ تھا۔ ابرہہ اور اس کے کارندوں کا یہ خیال تھا کہ ہاتھیوں کے گلوں میں رسیاں ڈال دی گئیں اور ادھر بیت

اللہ کی دیواروں میں بھی سوراخ کر کے رسیاں ڈال دی گئے۔ جب ہاتھی رسیوں کو کھینچیں گے تو ایک لخت بیت اللہ گر جائے گا (العیاذ باللہ) محمود نامی ہاتھی کو جب کعبہ کی طرف متوجہ کیا تو نفیل بن حبیب: جس کو رہبری کے لیے [illegible] بنا کر ہمراہ لائے تھے نے محمود نامی ہاتھی کے کان میں کہہ دیا کہ ’’بیٹھ جا اور جہاں سے آیا ہے بعزت کے ساتھ وہیں لوٹ جا۔‘‘ چنانچہ وہ بیٹھ گیا۔ جب یہ لوگ اس کا رخ کسی اور طرف کرتے تو اٹھ کر چل پڑتا اور جب اس کا رخ کعبہ کی طرف کرتے تو بیٹھ جاتا۔ نفیل بن حبیب بھی پہاڑی پر چڑھ کر یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں سمندر کی طرف سے چھوٹے چھوٹے پرندے غول در غول آنے لگے۔ ہر پرندے کے پاس تین کنکریاں ہوتی تھیں۔ ایک چونچ اور دو دو پنجوں میں۔ وہ کنکر بندوق کی گولی سے زیادہ سخت اور جوہری ہتھیار سے زیادہ مسموم ثابت ہوئے۔ بہت سے لوگ موقع پر ہی ہلاک ہو گئے اور جو بھاگ گئے وہ بھی راستہ میں یا آگے چل کر موت کے گھاٹ اتر گئے۔ سورۂ فیل میں اسی واقعہ کا بیان ہے۔ واللہ اعلم

سورۃ قریش مکیۃ

آیاتہا ۴ — سورت قریش مکی ہے — رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ﴿١﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ﴿٢﴾ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ﴿٣﴾ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿٤﴾

اس لئے کہ قریش کو مانوس کر دیا ○ ان کو جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے باعث ○ تو ان کو اس گھر کے مالک کی عبادت کرنی چاہیے ○ جس نے ان کو بھوک میں کھلایا اور ان کو خوف سے امن دیا ○

افادات محمود:

اس سورت کا معنوی طور پر تو پہلی سورت کے ساتھ تعلق ہے ہی کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل کے مقابلہ میں قریش کی نصرت و مدد فرمائی پھر قریش کو کعبہ کی برکت سے یہ امن نصیب فرمایا کہ یہ سردی اور گرمی میں یمن اور شام کی طرف سفر کر کے ضروریات زندگی لاتے، پھر امن و سکون کے ساتھ کھاتے پیتے اور پہنتے۔ جبکہ مکہ سے باہر لوٹ کھسوٹ غصب اور ڈاکہ زنی کا بازار گرم رہتا، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے اور اسی کو پکارا جائے اور کسی کی پرستش نہ کی جائے۔ لفظی تعلق ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ کے مصحف میں ان دونوں سورتوں کے درمیان بسم اللہ نہیں ہے، بلکہ دونوں کو ایک ہی سورت کہا ہے۔

لِاِيْلٰفِ اس جار و مجرور کے متعلق مختلف اقوال ہیں جن کا خلاصہ دو باتوں میں منحصر ہے۔ (۱) یا تو اس جار و مجرور کا تعلق محذوف عبارت کے ساتھ ہے جو ماخوذ سورت سابق سے ہے ای حبس عن مكة الفيل و اهلكنا اهله لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ الخ یعنی مکہ سے ہاتھی والوں کو روکنا اور پھر ان کو ہلاک کرنا یہ قریش کی محبت کی وجہ سے کیا (۲) یا اس جار و مجرور کا تعلق "فَلْيَعْبُدُوْا" صیغہ فعل امر کے ساتھ ہے جو بعد میں واقع ہے اور یہ چونکہ متضمن ہے معنی شرط کو لہٰذا اس وجہ سے فا بھی ساتھ لائی ہے۔ اس سورت میں قریش کی بڑی فضیلت ہے۔ ایک دفعہ حضورؐ نے قریش کی خصوصیتیں ذکر فرمائیں۔ منجملہ ان میں سے یہ بھی فرمایا کہ ان کے نام کی سورت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل فرمائی ہے۔ قریش کی اکثریت تجارت پیشہ تھی۔ یہ لوگ سال بھر میں دو دفعہ سفر کرتے تھے۔ ایک سفر گرمی کے موسم میں اور ایک سفر سردی کے موسم اور پھر آرام سے بیٹھ کر سال بھر کھاتے تھے۔ آج بھی دنیا کے گوشے گوشے

سے لوگ حج کے لیے آتے ہیں اور مکے والے سال بھر کی گذران دونوں سے نکال دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنی یہ نعمت عظمیٰ یاد دلا کر اپنی عبادت اور شرک سے اجتناب کی ترغیب دی ہے۔ اس زمانے کے اہل مکہ تو چنداں متوجہ نہ ہوئے لیکن یہ اللہ کا فضل وکرم ہے کہ آج وہاں اہل توحید کی حکومت ہے اور شائبہ شرک بھی برداشت نہیں کرتے، فللّٰہ الحمد

سورۃ الماعون

آیتیں ۷ — سورت ماعون مکی ہے — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

أَرَءَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ۝ فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ

کیا آپ نے اس کو دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے ۝ پس وہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے ۝ اور مسکین کو کھانا

طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝

کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا ۝ پس ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے ۝ جو اپنی نماز سے غافل ہیں ۝

الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝

جو دکھلاوا کرتے ہیں ۝ اور برتنے کی چیز بھی روکتے ہیں ۝

افاداتِ محمود:

اس سورت میں عاص بن وائل اور عبداللہ بن اُبی جیسے لوگوں کے اعمالِ فاسدہ کا بیان ہے کہ اول تو قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہیں، حساب کتاب اور جزا و سزا کا اعتقاد ہی نہیں رکھتے۔ پھر جن لوگوں کے دلوں میں ذرا بھی شفقت اور مہربانی ہوتی ہے وہ یتیموں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ لیکن یہ خود مسکینوں اور یتیموں کو ظلم کا تختۂ مشق بنانے والے یتیموں سے کیا سلوک کریں گے۔ آگے فرمایا جو نمازیں غفلت کے ساتھ پڑھتے ہیں ان کے لیے ہلاکت ہو، جو یہ تعین نہیں کرتے کہ ہم کس کے سامنے کھڑے ہیں اور یہ عبادت کس شان سے ہونی چاہیے۔

صرف نماز ہی کیا، یہ لوگ تو جملہ عمل ریاکاری اور دکھلاوے کے لیے کرتے ہیں۔ بھلا ایسے اعمال میں کیا برکت ہوگی ایسے اعمال کر کے زندگی بسر کرنے کی امید رکھنا حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم دن بھر میں (۴۰۰) چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ وہ ریاکاروں کے لیے ہے (اعاذنا اللہ منہا) اور وہ مساکین سے کیا سلوک کریں گے اور نمازیں کیا اخلاص سے پڑھیں گے۔ وہ تو چھوٹی چھوٹی چیزیں مثل ماچس، کلہاڑی اور پلیٹ وغیرہ لوگوں سے بوقتِ ضرورت منع کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسی چیزوں کی غمی خوشی کے موقع پر روزانہ ضرورت پڑتی ہے اور لوگ ایک دوسرے کو دیتے ہیں۔ کوئی منع نہیں کرتا۔ سوائے ایسے بخیل لوگوں کے جو جنت سے دور اور جہنم سے قریب ہیں۔ واللہ اعلم

سُورَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ

رکوع ۱ — سورت کوثر مکی ہے — آیتیں ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝

بے شک ہم نے آپ کو کوثر دی ہے (۱) سو آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے (۲) بے شک آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہے (۳)

فوائدِ محمود

شانِ نزول

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے بچپن میں انتقال کر گئے تو ابوجہل، ابولہب، عاص بن وائل وغیرہ کفار کی ایک جماعت نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بیٹے چونکہ فوت ہو چکے ہیں لہٰذا اب کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ ان کی تحریک ان کی زندگی تک رہے گی اور ان کی وفات کے بعد ان کا کوئی نام لیوا نہ ہوگا (نعوذ باللہ)۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرما کر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ ہم نے آپ کو "کوثر" سے نوازا۔ کوثر سے خیر کثیر بھی مراد لی جا سکتی ہے اور مخصوصاً حوض کوثر بھی جس کا ذکر صحیح احادیث میں آیا ہے۔ احادیث سے دو حوض کوثر ثابت ہوتے ہیں۔ ایک جنت میں اور ایک میدان حشر میں۔ ممکن ہے کہ اصل تو جنت والا ہو اور میدان حشر والا میدان حشر ہی کی تھکاوٹ دور کرنے کے لیے ہو۔ لہٰذا اس نعمت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی نماز اور قربانی دونوں خالصتاً اللہ کے لیے ہونی چاہئیں۔ مشرکین مکہ کی طرح غیر اللہ کے لیے نہ ہوں۔ وانحر کی دوسری توجیہات بھی ہیں لیکن نص کے موافق اور لغت عربی کے قریب تر وہی ہے جو ہم نے ذکر کی ہے۔ مشرکین مکہ کی عبادتیں مثلاً نماز اور قربانی وغیرہ غیر اللہ اور بتوں کے نام ہوا کرتی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا کہ آپ کی عبادتیں جیسے خالص اللہ کے لئے ہیں آپ کو اسی روش پر قائم رہنا چاہیے۔

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝ ابتر اصل لغت میں اس دم بریدہ کو کہتے ہیں جس کی دم کٹ جائے۔ اور عربوں کے عرف عام میں یہ لفظ اس شخص کے لیے استعمال ہوتا تھا جس کی اولاد نہ ہوتی تھی یا فوت ہو جاتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے چونکہ سچ لانے والے نبی کو "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝" کی خوشخبری سنائی تھی۔ الحمد للہ اس وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ کے بعد روئے زمین پر جتنا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لیا گیا ہے اور لیا جاتا ہے نہ کسی اور کا لیا گیا ہے اور نہ لیا جائے گا۔ بنظر انصاف دیکھنے والے خود ہی اس بات کا فیصلہ کر سکیں گے۔ اس پر کسی دلیل اور حجت قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ زمین، شجر، حجر، سمندروں کی تہہ میں اور فضاؤں میں گونجنے والا کلمہ اور اذانیں یہ سب ہی شہادت کو کافی ہیں۔ ابتر کہنے والے احمقوں کو کیا معلوم کہ جب آپ کا نام نامی کلمہ کا جزو، اذان کا جزو اور نماز کا جزو ہے تو پھر کب ممکن ہوگا کہ آپ کا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ

آیاتہا ۶ — سورت کافرون مکی ہے — رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ

آپ کہہ دیجئے اے کافرو! نہ تو میں تمہارے معبودوں کی عبادت کرتا ہوں اور نہ تم میرے معبود کی

اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ

عبادت کرتے ہو اور نہ میں تمہارے معبودوں کی عبادت کرنے والا ہوں اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرنے والے ہو تمہارے لیے تمہارا دین ہے

وَلِيَ دِيْنِ ۝

اور میرے لیے میرا دین۔

افادات محمود:

شان نزول

ابن جریر طبری وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ مشرکین مکہ کا ایک وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا کہ آپ اس بات پر صلح کر لیجئے کہ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں گے اور پھر ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک کروں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ میرے محبوب ان کو دو ٹوک الفاظ میں سمجھا دیجئے کہ کسی کے دل میں ایسی صلح جو سراسر شرک اور بغاوت پر مبنی ہو کی طمع اور امید پیدا نہ ہو۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے خوب وضاحت سے سمجھا دیا کہ نبی اور تابع نبی شرک کے مرتکب ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ہوں گے۔ کیونکہ نبی کو تو بھیجا ہی شرک کے مٹانے کے لیے تھا۔ اگر نبی خود شرک کا ارتکاب کرے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب غلط تھا (نعوذ باللہ) لہذا نبی شرک سے بری ہے اور ان کی شرارت اور ضد کو جانتے ہوئے بھی ان کو اس کی دعوت دی اور نہ ہی ان سے ایسی امید رکھی بلکہ "لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ" والے ضابطے پر عمل ہوگا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات تھی کہ یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے لہٰذا ان کی شقاوت ظاہر کرنے کے لیے یہ آیات نازل ہوگئیں۔ واللہ اعلم

ہونے کے بعد حضورؐ نے تسبیح اور استغفار کا خوب اہتمام فرمایا، اور یہ سب کے لیے اس میں درسِ عبرت ہے کہ انسان اگر کسی طرح یہ محسوس کرے کہ آخری وقت ہے تو اس کو دوسرے اوقات سے زیادہ نیک اعمال میں لگ جانا چاہیے۔ خصوصاً تسبیح و استغفار میں۔ واللہ اعلم

مکیۃ (سورۃ اللھب) رکوعہا ۱

آیتیں ۵ سورت لہب مکی ہے رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ برباد ہو گیا۔ اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا اس کے کام نہ آیا۔

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِيْ جِيْدِهَا

وہ جلد بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑے گا۔ اور اس کی عورت بھی جو ایندھن اٹھائے پھرتی تھی۔ اس کی گردن میں

حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝

مونج کی رسی ہے۔

افادات محمود:

شان نزول

ابولہب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہے۔ اس کا نام عبدالعزیٰ اور کنیت ابوعتبہ اور لقب ابولہب ہے۔ لہب عربی میں آگ کے شعلے کو کہتے ہیں ابولہب کا چہرہ نہایت ہی روشن اور سرخ تھا اس وجہ سے ابولہب کے لقب سے مشہور ہو گیا۔ حضور کے چچا ہونے کے باوجود حضورؐ سے اس کو اور اس کی بیوی ام جمیل جس کا نام اروی تھا کو بڑی گہری دشمنی تھی۔ مسند احمد میں ربیعہ بن عباد سے روایت ہے کہ میں نے ذوالمجاز بازار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ لوگوں سے فرما رہے ہیں۔ "یٰایھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا" یعنی لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے۔ لوگ حضور کے پاس جمع ہوتے تھے لیکن پیچھے پیچھے ایک نہایت روشن چہرے والا شخص لوگوں سے کہتا تھا کہ یہ (محمدؐ) شخص بے دین جھوٹا ہے (العیاذ باللہ) حضورؐ جہاں تشریف لے جاتے تھے وہ پیچھے ہوتا تھا۔ جب میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے تو لوگوں نے بتایا کہ یہ اس کا چچا ہے۔ اسی طرح ایک بار آپؐ نے صفا کے قریب پہاڑی پر چڑھ کر "واصباحاہ" کی آواز لگائی تو تمام قریش آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے ان سے فرمایا۔ اگر میں تم لوگوں کو کہوں کہ صبح یا شام کو دشمن تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم تصدیق کرو گے یا تکذیب؟ سب نے کہا تصدیق کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا: "فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید" پھر

سُورَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ

آیتیں ۵ — سورت فلق مکی ہے — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾

کہہ دو میں صبح کے پیدا کرنے والے کی پناہ لیتا ہوں ○ اس کی مخلوقات کے شر سے ○ اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے ○

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے ○ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے ○

سُورَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ

آیتیں ۶ — سورت ناس مکی ہے — رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۥ الْخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾

کہہ دو میں لوگوں کے رب کی پناہ مانگتا ہوں ○ لوگوں کے بادشاہ کی ○ لوگوں کے معبود کی ○ اس شیطان کے شر سے جو وسوسہ ڈال کر چھپ جاتا ہے ○ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے ○ جنوں اور انسانوں میں سے ○

افادات محمود:

سورۂ فلق میں تعوذ ایک ہے اور مقابلے میں چار شر ہیں۔

(۱) فلق، پھوٹنے کے معنی میں ہے۔ رات کا اندھیرا جب ختم ہونے کو ہوتا ہے اور صبح کی روشنی نمودار ہوتی

ہے اس کو فلق کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ فلق سے مخلوق ہے۔ یعنی پناہ مانگتا ہوں مخلوق کے رب کی۔ حضرت کعب الاحبار سے منقول ہے کہ فلق جہنم میں ایک گھر ہے۔ جب اس کا دروازہ کھلتا ہے تو شدت حرارت کی وجہ سے تمام اہل جہنم چیخ پڑتے ہیں۔ بعض دیگر لوگوں سے منقول ہے کہ فلق جہنم کی تہہ میں ایک کنواں ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ فلق جہنم کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ لیکن سہل اور حق بات یہ ہے کہ فلق صبح کی روشنی کے معنی میں ہے۔

مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ﴿۲﴾ تمام مخلوق کی شر سے۔

وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ﴿۳﴾ اور اندھیرے کی شر سے جب وہ رات آئے۔ امام مجاہدؒ سے منقول ہے کہ اس سے مراد غروب آفتاب ہے۔ مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو چاند دکھایا۔ جب وہ طلوع ہو رہا تھا اور مجھ سے فرمایا کہ یہ جب غروب ہونے لگے تو اس کی شر سے پناہ مانگ۔ بہرحال ان سب کا ایک ہے کیونکہ ساحرانہ افعال اکثر راتوں کو ہوتے ہیں۔

وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ﴿۴﴾ اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کی شر سے مراد جادو کرنے والی عورتیں ہیں۔ امام مجاہدؒ اور حضرت عکرمہؓ سے یہی منقول ہے۔

وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴿۵﴾ حاسد لوگ اپنے ہی کو نہیں کھاتے۔ بلکہ ہمیشہ اس بات سے جلتے اور سڑتے ہیں کہ فلاں کے پاس یہ نعمت کیوں ہے۔ اس کے پاس سے یہ نعمتیں سلب ہو جائیں اور یہ محروم ہو کر بیٹھ جاوے۔ غبطہ یا رشک جائز ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ مانگے کہ اے اللہ آپ نے جیسے فلاں شخص کو نوازا ہے مجھے بھی ایسی نعمتیں عطا فرما تو یہ غبطہ ہے جو کہ اسلام میں جائز ہے۔

سورۃ الناس میں پناہ ایک ہے جس کی شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔ وہ بھی ایک ہے اور جس رب کے ذریعے پناہ مانگی گئی ہے اس کی صفات ثلاثہ مذکور ہیں۔

بِرَبِّ النَّاسِ﴿۱﴾ میں ناس سے مراد بچے اور تربیت کے محتاج لوگ ہیں۔

مَلِکِ النَّاسِ﴿۲﴾ میں ناس سے سرکش اور نافرمان لوگوں کی طرف اشارہ ہے۔ جن کو بادشاہ کنٹرول کرتا ہے۔

اِلٰہِ النَّاسِ﴿۳﴾ بوڑھے اور بزرگ لوگوں کی طرف اشارہ ہے۔

الۡخَنَّاسِ﴿۴﴾ پیچھے کو ہٹنے والا۔ جب انسان غافل ہوتا ہے تو شیطان اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور انسان کو بہکاتا اور پھسلاتا ہے اور جب وہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو شیطان فوراً پیچھے کو ہٹ جاتا ہے۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان لگایا ہوا ہے جو اس کو گمراہ کرتا ہے۔ صحابہؓ نے کہا حضورؐ! آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی وہ مسلمان ہو گیا۔ اب بجز خیر کے مجھے اور کچھ نہیں کہتا۔

شانِ نزول

حضرت عائشہ صدیقہؓ اور دیگر صحابہؓ سے منقول ہے کہ حضورؐ کی خدمت میں ایک یہودی لڑکا آیا جایا کرتا تھا۔ بعض یہودیوں نے لبید بن اعصم نے جو کہ یہود کا حلیف تھا، اس کو بہلا اور پھسلا کر اس کے ذریعے حضورؐ کی ریش مبارک یا سر مبارک کے بال حاصل کر لیے جو کنگھا کرتے وقت کنگھی میں رہ جاتے تھے۔ انہوں نے ان بالوں کے ذریعے آپ پر جادو کر دیا۔ گیارہ گرہیں ڈالیں اور سوئیاں بھی چبھوئیں اور اس کو کھجور کے خوشے میں رکھ کر ذروان نامی کنویں میں ڈال کر اوپر ایک وزنی پتھر رکھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا تھوڑا سا اثر ہوا، یعنی تو آپ کے سر مبارک کے بال جھڑنے لگے اور بھول نسیان کا غلبہ ہوا کہ ایک کام آپ نے کیا نہیں ہوتا تھا لیکن خیال فرماتے تھے کہ میں نے کیا ہے یا اس کے برعکس۔ چھ مہینے یہ کیفیت طاری رہی۔ اس کے بعد آپؐ نے خواب میں دیکھا کہ دو آدمی (فرشتے) آئے، ایک آپ کے سر اور دوسرا پاؤں کی جانب بیٹھ گیا۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا ان کو (محمدؐ) کیا ہوا؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو ہوا ہے۔ پوچھا کس نے کیا ہے؟ کہنے لگا بنی زریق کے ایک شخص لبید بن اعصم نے۔ پوچھا کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا کہ ذروان کنویں میں ہے۔ چنانچہ حضورؐ جب خواب سے بیدار ہوئے تو حضرت عائشہؓ سے فرمانے لگے میری بیماری کی اطلاع مجھ کو میرے رب نے کر دی۔ پھر حضورؐ نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کو بھیجا کہ وہاں سے وہ اٹھا کر لے آئیں۔ اس صورت حال میں اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں سورتیں نازل فرما دیں۔ حضرتؐ ایک آیت پڑھتے تھے تو ایک گرہ کھل جاتی تھی۔ ان دونوں سورتوں کی گیارہ آیتیں آپ نے پڑھیں اور اس بال کی گیارہ گرہیں تھیں جو سب کی سب کھل گئیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

کانما انشط من عقال یعنی گویا میں رسیوں میں جکڑا ہوا تھا اور وہ سب کھل گئیں اور میرا جسم ہلکا پھلکا ہو گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

بعض صحابہؓ نے حضورؐ سے اجازت مانگی کہ حضور ہم اس خبیث کا سر قلم کرنا چاہتے ہیں۔ سبحان اللہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا مجھ کو میرے رب نے شفا دے دی ہے اور اب میں اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام لینا پسند نہیں کرتا۔ حکومت مسلمانوں کی بھی تھی اور یہودی ذمی تھے۔

معوذتین میں شفاء ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ابتداء میں یہ خیال تھا کہ شاید یہ دونوں سورتیں قرآن کا حصہ نہیں ہیں، بلکہ دم وغیرہ کے لیے دعائیں ہیں۔ جیسے احادیث میں بہت ساری دعائیں آپؐ سے منقول ہیں، لیکن خود حضورؐ سے ان دونوں سورتوں کی تلاوت نمازوں میں اور نمازوں کے علاوہ بھی ثابت ہے اور جمہور صحابہ کے ہاں یہ قرآن کی سورتیں ہیں اور تمام مصاحف میں مکتوب و منقول ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت ابن مسعودؓ کا رجوع الی مذہب جمہور الصحابہ

ثابت ہے فعلاً بردھی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ ہر بیماری میں ان دونوں سورتوں کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کرتے تھے۔ آخر میں جب آپ کی بیماری نے شدت اختیار کی تو میں یہ دونوں سورتیں پڑھ کر آپ ہی کا دست مبارک آپ کے جسم پر پھیر لیتی تھی اور آپ ہی کا ہاتھ آپ کے جسم پر پھیرنا برکت کی غرض سے تھا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم والفراغ من تبییض المسودۃ لسبع خلون من جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

فللہ الحمد اولاً وآخرا والصلوۃ علی اھلھا بدایۃً ونہایۃً